پلانٹ آف ڈیتھ



جب زندگی تھک جاتی ہے اور لمحے سست پڑ جاتے ہیں تو ماحول میں گھٹن کا احساس شروع ہو جاتا ہے

ایسے ہی تھکے تھکے سے اور بوجھل لمحات کے لیے اکسیر، عمران کا ایک قہقہہ بار کارنامہ

عمران سیریز ۱۵۱

مکمل ناول

پلانٹ آف ڈیتھ

مصنف

ایس قریشی

قیمت ---۹۵ روپے

خط و کتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

o

فضلی سنز آفسٹ پریس کراچی میں چھپ کر شائع ہوئی۔

o

خط وکتابت و آرڈر بھیجنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۶۳۳ لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں

۱۔ پلانٹ آف ڈیتھ ملاحظہ کیجئے۔

اس بار پھر بہت سے دوستوں اور قارئین اکرام اور ایجنٹ صاحبان نے عید کارڈ بھیج کر میری عزت افزائی کی ہے میں اپنے تمام دوستوں۔ قارئین اور ایجنٹ صاحبان اور کرمفرماؤں کا مشکور ہوں اور عید کارڈ اور عید کی مبارکباد کے لئے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آپ سب کی یہ محبتیں ہی میری ہمت افزائی کرتی ہیں اور میں آپ کے لئے زیادہ سے زیادہ محنت کر کے ایسی کہانیاں لکھتا ہوں کہ جو آپ کی مرضی اور پسند اور مانگ کے مطابق ہوتی ہیں زیر نظر کہانی بھی ایسی ہی تیز رفتار اور ایکشن فل کہانی ہے مجھے امید ہے کہ آپ سب کو پسند آئے گی۔ پڑھنے کے بعد رائے سے ضرور مطلع کیجئے گا۔

شکریہ
ایس قریشی

ایس قریشی کے اور سامنے کے صفحے پر دیئے گئے سارے ناول اب
کراچی بک ڈپو۔ ۴۸- اردو بازار کراچی سے مل سکتے ہیں۔

رنگین روشنیوں کے حصار میں وہ تھرک رہی تھی۔ اور دیکھنے والے پورے جوش و خروش کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ کیبرے ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے اگر آج ان لوگوں نے رقص نہیں دیکھا تو پھر قیامت تک اسے دیکھنے کا موقع نہیں ملے گا اسی لئے تاج آج تماشائیوں کے نرغے میں تھا۔

تاج پڑوسی ملک کا سب سے بڑا اور مشہور ہوٹل تھا اور جو رقاصہ اس وقت اسٹیج پہ تھرک رہی تھی اسے امریکہ سے خاص طور پر بلوایا گیا تھا ہوٹل اور رقاصہ کے درمیان پچیس ہزار ڈالر روزانہ معاوضہ طے ہوا تھا اور اس کا ایک شو روزانہ پیش کر کے تاج ہوٹل والے دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہے تھے۔

شہر بھر کے رئیس اور سرمایہ داروں نے ایک ایک ہفتے کے لئے سیٹیں بک کروا رکھی تھیں جبکہ ایک سیٹ کا معاوضہ دو ہزار روپے تھا لیکن اس کے باوجود ہفتوں کے لئے تاج کے کیبرے ہال میں کوئی سیٹ خالی نہیں تھی۔

تاج کے کیبرے ہال میں عمران بھی موجود تھا مگر کیا عمران کیبرے دیکھنے کے لئے وہاں آیا تھا۔ کیا اب وہ عیش عشرت کی طرف راغب ہو گیا تھا۔ یہ جولیا اور ایکسٹو کے دیگر ماتحت اسی بارے میں سوچ رہے تھے۔ کیونکہ عمران کے چہرے کے تاثرات اور اسکی حرکتوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کیبرے کا بے حد شوقین ہے۔ کیبرے اسکی روح ہے اور کیبرے ہی اسکی زندگی ہے۔ دوسرے دیکھنے والوں کی طرح وہ رقاصہ کو داد بھی دے رہا تھا اور جب کبھی وہ اسکی میز کے قریب آجاتی تھی تو وہ اسے پانچ پانچ سو روپے والے نوٹ دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا بقول تنویر وہ دونوں ہاتھوں سے قومی دولت لٹا رہا تھا۔

قومی اس لئے کہ سارے اخراجات ایکسٹو کے ذمے تھے۔ اُن لوگوں کو یہ عریاں رقص ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا پھر جب رقاصہ نے کپڑے اتارنے شروع کئے تو جولیا اور صفدر سے برداشت نہ ہو سکا تھا۔

"کیا اب بھی بیٹھے رہنے کا ارادہ ہے۔؟" جولیا ہونٹ بھینچتے ہوئے بولی۔

"کیوں۔؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔ "بیٹھے رہنے میں حرج ہی کیا جولیا اصل مزا تو اب آئے گا۔"

"کیا۔؟" جولیا غرائی تھی۔

"ہاں کیبرے کا اصلی حصہ تو اب شروع ہوا ہے۔" عمران نے سسکی سی بھرتے ہوئے کہا لہجہ اتنا ہی بلند تھا کہ آس پاس کی میزوں پر موجود افراد نے بھی بخوبی سنا اور بے ساختہ مسکرا دیئے۔

"لعنت ہے اس اصلی حصے پر۔" جولیا غرائی پھر صفدر وغیرہ کی طرف مڑ کر بولی۔ "صفدر، خاور تم لوگ کیا کہتے ہو۔؟"

"سو بار لعنت۔" صفدر نے کہا اور کھڑا ہو گیا اسکے ساتھ ہی ایکسٹو کے دوسرے ماتحت بھی کھڑے ہو گئے تھے۔

"ہم ڈائننگ ہال میں ملیں گے۔" صفدر نے کہا اور وہ سب ہال سے نکل آئے جولیا کا موڈ بے حد خراب تھا اور وہ بار بار دانت پیس رہی تھی۔

"نجانے عمران کو کیا ہو گیا ہے۔" خاور نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔" تنویر بولا۔ "کہ عمران جنسی کجروی کا شکار ہے اور آج وہ کھلم کھلا اس کا اظہار کر رہا ہے۔"

"مگر کیوں۔؟" جولیا غرائی۔

"کیوں کا کیا سوال ہے۔؟" تنویر نے کہا۔

"اگر اسے کیبرے ہی دیکھنا تھا تو وہ ہم سب کو یہاں کیوں لایا تھا۔؟" جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں ایکسٹو نے اسکے ساتھ بھیجا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"ظاہر ہے کیبرے دیکھنے کے لئے تو نہیں بھیجا ہو گا۔" خاور نے کہا۔

"لیکن عمران یہی ظاہر کر رہا ہے۔" تنویر نے کہا۔

"ممکن ہے اس میں اس کی کوئی چال ہو۔" نعمانی نے کہا۔

"کیسی چال۔؟" خاور نے پوچھا۔

"وہ کیبرے ہال میں کسی سے ملنا چاہتا ہو۔" نعمانی نے کہا۔

"یہ بات ہوتی تو وہ اکیلا آیا ہوتا۔" جولیا نے کہا۔ "ہم سب کو ساتھ لا

سا صرف ایک ہی مقصد ہو سکتا ہے۔"
"وہ کیا۔" صفدر نے پوچھا۔
"اپنی بیہودگی کا مظاہرہ کرنا۔" جولیا دانت پیس کر بولی۔
"اس سے پہلے عمران نے کبھی ایسا کیا ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"نہیں۔" جولیا نے نفی میں سر ہلایا۔
"کیا بھی ہو تو کسی کو کیا پتہ۔" تنویر بولا۔ "اپنے شہر میں کون اس کی
دم سے لگا پھرتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے کیا نہیں۔؟"
"نہیں تم سب سوچو۔" صفدر نے کہا۔ "کیا عمران سے کبھی کوئی ایسی
حرکت سرزد ہوئی ہے کہ جس کے بعد میں مثبت نتائج نہ نکلے ہوں۔؟"
"ہونہہ۔" جولیا غرا کر رہ گئی۔
"بات سوچنے کی ہے۔" خاور نے کہا۔
"مجھے سو فیصدی یقین ہے کہ عمران کی وہ حرکات وہ شوق اور
جذبہ اصلی نہیں تھا۔" صفدر نے سوچتے ہوئے کہا۔
"پھر۔؟" جولیا نے پوچھا۔
"یقیناً وہ کسی پر اس کا اظہار کرنا چاہتا تھا۔"
"کیا۔؟" جولیا چونکی۔
"میرا خیال یہی ہے کہ وہ کسی پر یہ ظاہر کرنا چاہ رہے تھے یا ہیں کہ
وہ تاج میں محض رقص دیکھنے آتے ہیں اور کیبرے کے دیوانگی کی حد تک
شوقین ہیں کیا سمجھیں۔؟" صفدر نے کہا۔

"اگر یہ فرض کر لیا جائے تو۔" جولیا نے کہا۔ "سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کسے اور
کیوں یہ سب کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔"
"شاید یہ عقدہ بھی ہم پر کھل جاتا۔" صفدر نے کہا۔ "اگر ہم عمران کے پاس سے
غصے میں اٹھ کر چلے نہ آتے ہوتے تو۔؟"
"ہونہہ۔" جولیا نے سر ہلایا۔
"تمہیں کچھ پتہ ہے جولیا کہ ایکسٹو نے ہمیں یہاں کیوں بھیجا ہے۔؟" کچھ دیر بعد
خاور نے جولیا سے پوچھا تھا۔
"نہیں۔" جولیا نے نفی میں سر ہلایا۔
"آج کل ایکسٹو عمران کے ہاتھ میں کھلونا بنا ہوا ہے۔" تنویر بُرا سا منہ
بنا کر بولا اور جولیا اسے گھورنے لگی۔
"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟" وہ غرا کر بولی۔
"یہی کہ عرصے سے ہماری باگ ڈور عمران کے ہاتھ میں ہے اور وہ کچھ بتائے
بغیر جہاں جی چاہے ہمیں جھونک دیتا ہے۔"
"یہ بات تو ہے۔" نعمانی نے کہا۔ "ایکسٹو آج کل صرف عمران کو حالات سے
آگاہ کرتا ہے اور وہ ہم سب کو لے کر چل پڑتا ہے۔"
"اس سے جولیا کی حیثیت ختم ہو گئی ہے۔" تنویر نے جولیا کو دیکھتے ہوئے
کہا۔ "مقصد عمران سے بدظن ہی کرنا تھا۔"
"میں اس بار واپس جا کر ایکسٹو سے بات کروں گی۔" جولیا نے کہا۔
"ایک بار پہلے بھی تم بات کر چکی ہو۔" تنویر نے یاد دلایا۔ "مگر اس کا کیا نتیجہ

نکلا ہے تم اچھی طرح جانتی ہو۔"

"بکو نہ۔" جولیا دانت پیسنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ عمران وہاں کسی سے ملنا چاہتا ہے۔" صدیقی نے کہا۔

"اس خیال کی وجہ۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"میں نے عمران کو آس پاس کی میزوں پر موجود افراد کو بغور دیکھتے ہوئے پایا تھا اور وہ زیادہ تر عورتوں کو گھور رہے تھے۔"

"یہ اس کی جنسی کجروی کا ملتا پولتا ثبوت ہے۔" تنویر نے کہا۔

"نہیں۔" صدیقی نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ انہیں جس سے ملنا ہے وہ یقیناً کوئی عورت ہی ہے جوان عورت۔"

"اب جوان اور بوڑھی کا بھی اندازہ لگا لیا تم نے۔" تنویر برا سا منہ بنا کر بولا۔

"ہاں اور وہ اس وجہ سے کہ عمران صاحب نے کسی بوڑھی عورت کو نہیں گھورا تھا۔" صدیقی نے کہا صرف جوان عورتوں کو گھور رہے تھے۔"

"وہ نظر بازی کر رہا تھا جسے تم لوگ نجانے کیا سمجھ رہے ہو۔" تنویر نے پھر کہا وہ عمران سے اللہ واسطے کا بیر رکھتا تھا۔

"میں نہیں مان سکتا۔" صفدر نے کہا۔

"کیا نہیں مان سکتے۔؟" جولیا نے پوچھا۔

"یہی کہ عمران ایسا کر سکتا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"پھر تمہارا کیا خیال ہے۔" جولیا نے پوچھا۔

"یہی کہ عمران کی اس حرکت میں کوئی مصلحت ضرور ہے۔"

"وہ مصلحت بھی بتا دو۔" جولیا نے کہا۔

"وہی کسی سے ملنے یا کسی پر مخصوص جذبات کا اظہار کرنا۔"

"شاید۔" جولیا نے کہا۔

"ہم اب کب تک یہاں بیٹھے رہیں گے۔؟" تنویر نے پوچھا۔

"عمران کی واپسی تک۔" صفدر نے کہا۔

"پھر ڈنر منگالو۔" تنویر نے کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔" خاور نے بھی تائید کی۔ صفدر نے ویٹر کو بلا کر ڈنر لئے کہا اور وہ سب پھر آپس میں گفتگو کرنے لگے۔

"بعض دفعہ عمران بہت بری طرح بور کرتا ہے۔" خاور نے کہا۔

"ہاں۔" نعمانی نے کہا۔

"ہم سب چاہیں تو اس بوریت سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔؟" تنویر نے ان سب کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"اگر ہم سب مل کر ایکسٹو سے کہیں کہ ہماری باگ دوڑ عمران کو نہ تھمائی جایا کرے تو اس بوریت سے نجات مل سکتی ہے۔" تنویر نے کہا۔ نہ عمران ہم پر مسلط ہوگا اور نہ ہی بوریت ہوگی۔"

"لیکن۔" صفدر نے کہا۔ عمران کے علاوہ کوئی اور ہم میں ایسا ہے جو سب کی قیادت کر سکے۔؟"

"جولیا جو ہے۔" تنویر نے کہا۔

"کیوں جولی۔" صفدر نے کہا۔ "تم عمران کی جگہ لے سکتی ہو۔؟"

"لے تو سکتی ہوں مگر۔" جولیا رک گئی۔

"مگر کیا۔؟" تنویر نے پوچھا۔

"مگر یہ کہ پوری طرح اس ذمہ داری کو نبھا نہیں سکتی۔"

"وہ کیوں۔؟" تنویر منہ بنا کر بولا۔

"باتوں باتوں یا احمقانہ حرکتوں میں عمران جو چالیں چل جاتا ہے اس کی تقلید ہم میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا۔"

"اوہ۔" صدیقی کے منہ سے نکلا۔

"جولیا ٹھیک کہہ رہی ہے۔" صفدر نے کہا۔

"ہونہہ۔" تنویر غرا کر رہ گیا ٹھیک اسی لمحے ویٹر نے ڈنر سرو کر دیا وہ کھانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"کیبرے کب ختم ہوگا۔؟" تنویر نے پوچھا۔

"دو گھنٹے ابھی باقی ہیں۔" صفدر نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

"اور دو گھنٹے تک اس احمق کے انتظار میں ہم یہاں سڑتے رہیں گے۔" تنویر نے غرا کر کہا۔ "کیوں ٹھیک ہے نا۔؟"

"نہیں۔" جولیا نے کہا۔ "ڈنر کرتے ہی اٹھ جائیں گے۔"

"یہ ہوئی نا بات۔" تنویر خوش ہو کر بولا۔

"ڈنر اور کافی کے بعد ہم ایک لمحہ بھی یہاں عمران کے انتظار میں نہیں رکیں گے۔" جولیا نے کہا اور مچھلی کا پیس چبانے لگی۔

"تم بھی یہی کہہ رہی ہو۔؟" صفدر نے جولیا سے کہا۔

"ہاں۔" جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔

"میں تو عمران صاحب کا انتظار کروں گا۔" صفدر نے کہا۔

"تم کرتے رہنا ہم سب تو چلے جائیں گے۔" تنویر نے کہا اور صفدر نے شانے اچکا دیئے اور وہ سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔ پھر وہ کافی پینے کے بعد اسی بات پر بحث کر رہے تھے کہ چلا جائے یا عمران کا انتظار کیا جائے کہ کیبرے ہال سے پے در پے فائروں کی آوازیں سنائی دیں۔

فائروں کے ساتھ ہی ایک چیخ بھی ابھری پھر کیبرے ہال سے لوگ بڑی افراتفری کے عالم میں نکل کر بھاگنے لگے۔ دفعتاً ایک فائر اور ہوا اور اس کے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور وہاں تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

صفدر وغیرہ کے جاتے ہی عمران نے ہال کا سرسری نگاہوں سے جائزہ لیا اور رقاصہ کی طرف متوجہ ہو گیا وہ اسی کی طرف آ رہی تھی اب اس کے جسم پر بریزیر اور لہنگا رہ گیا تھا وہ تھرکتی ہوئی عمران کے برابر والی میز پر آ رکی۔

چند لمحے وہاں رکی رہی پھر وہ عمران کی میز پر آ کر تھرکنے لگی عمران نے پانچ سو روپے کا نوٹ نکال کر اس کی آنکھوں پر رکھ دیا۔

رقاصہ نے نوٹ پکڑا اور ایک چکر لے کر اس طرح گھوم کر میز پر جھکی کہ اس کا
منہ چھت کی طرف اور کمر میز پر تھی۔ عمران نے پانچ پانچ سو کے کئی نوٹ نکالے
اور ان کو لہراتے ہوئے رقاصہ پر جھک گیا۔ بظاہر وہ رقاصہ کا بوسہ لینے کی کوشش
کر رہا تھا۔ دیکھنے والے یہی سمجھ رہے تھے۔

مگر حقیقت یہ تھی کہ وہ رقاصہ سے کوڈ ورڈ دہرا رہا تھا کوڈ ورڈ
دوہراتے ہی رقاصہ نے کہا تھا۔

"میں تم سے مطمئن ہوں۔"

"پھر کب۔" عمران اس کے ہونٹوں پر جھکتا ہوا بولا۔

"آج ہی رات رقص ختم ہونے پر میرے کمرے میں۔" رقاصہ نے اپنا
عمران کا چہرہ ہاتھوں سے دوسری جانب کرتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ آئے گا۔؟" عمران نے پھر پوچھا۔

"وعدہ ہے۔" رقاصہ نے کہا اور تھرکتی ہوئی دوسری میز پر چلی
گئی۔ عمران نے اس طرح ٹھنڈا سانس بھرا جیسے ناکام ہونے کے باوجود اسے
امید ہو کہ وہ کامیابی حاصل کر لے گا۔ رقاصہ مختلف میزوں پہ تھرک رہی تھی
ہر میز پہ اتنا ہی وقت صرف کرتی تھی جتنا عمران کی میز پہ۔

شاید یہ اس لئے تھا کہ کوئی اس کی جانب سے مشکوک نہ ہو۔ چند منٹ
بعد وہ پھر اس کی میز پر تھی۔

"ارد گرد سے چوکنے رہو۔" اس نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"پوری طرح چوکنا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"مخالف ٹیم یہاں موجود ہے۔" رقاصہ نے میز پر جھکتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔" عمران نے کہا۔ "نیلے سوٹ والے دائیں
طرف اور سیاہ سوٹ والے بائیں طرف ہیں۔"

"ٹھیک۔" رقاصہ نے سرگوشی کی۔ "یہی لوگ ہیں۔"

"کون ہیں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"شناخت نہیں ہو سکی۔"

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جم معلومات کر رہا ہے۔" رقاصہ نے کہا اور اسی میز پر چڑھ کر
تھرکنے لگی۔ عمران کے انداز سے یہ ظاہر ہونے لگا جیسے وہ اس وقت بے پناہ
خوشی محسوس کر رہا ہو۔ چند لمحے وہ میز پہ چڑھی تھرکتی رہی پھر نیچے اترنے
سے پہلے اس نے اپنا لہنگا اتار کر ہال میں اچھال دیا۔

اب اس کے جسم پر رہ گیا تھا گھٹنوں تک کا کچھا جس میں سے اس
کی صرف پنڈلیاں نظر آ رہی تھیں۔ وہ میز سے اتری اور عمران کے گرد گھومتی
ہوئی کمر کی طرف جھکی اور تھرکنے لگی۔

"مجھے کیسے علم ہوگا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جم معلومات حاصل کر لے پھر جب تم کمرے پر آؤ گے تو بتا دوں گی۔"
وہ بدستور تھرکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"کیوں نا ان کا صفایا کر دوں۔؟" عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"نہیں۔" رقاصہ نے کہا۔ "جب تک معلومات حاصل نہ ہو جاتیں ایسا

کرنا ہم میں سے کسی کے بھی مفاد میں نہیں ہوگا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"میرا یہ آخری آئیٹم ہے۔" رقاصہ نے کہا۔

"مجھے علم ہے۔" عمران نے سر ہلایا۔

"ان لوگوں کو اچھی طرح دیکھ لو ممکن ہے انکا صفایا ہی کرنا پڑے۔"

"چہرے دیکھ کر میں بھولا نہیں کرتا۔"

"گڈ۔" رقاصہ نے کہا۔ "جم کو میں ابھی تمہاری طرف بھیجونگی۔"

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"تم اس سے میرے ساتھ رات گذارنے کی بات کرنا۔"

"اوہ۔" عمران کے منہ سے نکلا۔

"اس دوران وہ تمہیں بریف کرے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا۔ "مگر ان لوگوں کے تیور صحیح نظر نہیں آرہے"

"پرواہ مت کرو۔" رقاصہ بولی۔ "ہال میں اپنے آدمی بھی موجود ہیں اگر یہ حد سے بڑھے تو ان سے نمٹ لیا جائے گا۔"

"دونوں کے درمیان میں تو چٹنی بن جائے گی۔"

"نہیں۔" رقاصہ نے سر ہلایا۔ "میں نے مخصوص اشاروں میں بتا دیا ہے کہ تم ہی اصلی آدمی ہو جس سے مجھے ملنا ہے۔"

"بہتر ہے۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"اب وہ تمہاری حفاظت بھی کریں گے سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"میں جا رہی ہوں۔" رقاصہ نے کہا۔

"میں جم کو نہیں پہچانتا۔" عمران نے کہا۔

"وہ حبشی ہے امریکن نیگرو۔"

"اور۔۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کان میں سفید مُرکی ہے۔ یہی پہچان ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے سر ہلایا۔

"میں چلی۔" اسنے کہا اور دوسری میز کی طرف بڑھ گئی وہاں عمران کے پاس جتنا وقت لگایا تھا اس سے زیادہ وقت تک ٹھہر کر رہی پھر اگلی میز کی طرف بڑھ گئی عمران اب بھی کسی عیاش نواب کی طرح پُر شوق نگاہوں سے رقاصہ کو گھور رہا تھا دفعتاً وہ چونک پڑا۔

ایک سیاہ فام نیگرو اسکے سامنے کرسی پر آ بیٹھا تھا عمران نے پلٹ کر اسے دیکھا اور چونک پڑا اسکے کان میں مُرکی موجود تھی۔ تو گویا یہ جم تھا رقاصہ کا ساتھی عمران نے اسکی طرف دیکھا ہی تھا کہ وہ بول پڑا۔

"میں جم ہوں رقاصہ کا سکریٹری۔"

"ویری گڈ۔" عمران نے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ اچھی نہیں ہے۔" اسنے سرگوشی کی۔

"لٹ بھر کا۔" عمران نے ذرا بلند لہجے میں کہا پھر آہستہ سے بولا۔ "تفصیل سے بتاؤ تاکہ سمجھ سکوں مسٹر جم۔"

"پیلے اور کالے سوٹ والے دونوں مخالف پارٹیوں کے آدمی ہیں۔"

جم نے سرگوشی کرنے والے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلا کر بولا۔

"میرا اندازہ بھی یہی تھا۔"

"وہ لوگ مادام کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔"

"پھر۔" عمران نے پوچھا۔

"مادام کو اغوا کرنے والوں کو ہم انہی کے خون میں نہلا دیتے ہیں۔"

جم نے کہا لہجہ بے حد سرد اور سفاکی سے بھرپور تھا۔

"اپنے آدمیوں کو چوکنا کیا۔"

"ہاں میں نے اشارہ دے دیا ہے۔" جم نے کہا۔

"شاید وہ رقص ختم ہونے کے بعد کچھ کریں گے۔"

"ممکن ہے پہلے ہی شروع ہو جائیں۔"

"تمہارا کیا ایکشن ہونا چاہیے۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ جیسے ہی حرکت کریں گے میرے آدمی انہیں باڑھ پر رکھ لیں گے۔"

جم نے کہا اور عمران چونک کر بولا۔

"اس طرح بہت سے تماشائی بھی مارے جائیں گے۔"

"تماشائیوں کا اگر احترام کریں تو میں اور میرے آدمی ایک لمحے میں لاشوں کا ڈھیر بن جائیں گے۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"اب تم پھر رات کی گفتگو شروع کر دو۔" جم نے کہا۔

"میں چار ہزار دے سکتا ہوں مسٹر جم۔" عمران نے ذرا بلند لہجے میں کہا۔

"دس ہزار... بہت زیادہ نہیں وہ بھی صرف ایک رات کے۔"

"سوچ لو مسٹر۔" جم نے خشک لہجے میں کہا۔ "مادام کے ملاقاتی بہت ہیں کوئی دوسرا یہ رقم آسانی سے دے سکتا ہے۔"

"پانچ ہزار۔" عمران نے بلند لہجے میں کہا پھر آہستہ سے بولا۔ "ان لوگوں میں سے ایک اٹھ کر شاید باتھ روم کی جانب گیا ہے۔"

"میں بھی دیکھ چکا ہوں۔" جم نے کہا۔

"شاید اپنے اوپر والوں سے ہدایت لینے گیا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔" جم نے سرگوشی کرنے والے لہجے میں کہا۔ "مادام کے سلسلے میں کوئی حرکت کرنے سے پہلے لوگوں کو بہت کچھ سوچنا سمجھنا پڑتا ہے۔"

"یقیناً۔" عمران نے سر ہلا دیا۔

"اب تم کام کی باتوں کی طرف آجاؤ۔" جم نے کہا۔

"یعنی۔" عمران نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"تمہاری رپورٹ کیا ہے۔"

"یہ میں مادام ہی کو دے سکوں گا۔" عمران نے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ میں ان کا سکریٹری ہی نہیں اور بھی بہت کچھ ہوں۔"

"جانتا ہوں۔" عمران نے سر ہلایا۔

"اس کے باوجود ایسی بات کہہ رہے ہو۔"

"تم جانتے ہو جم کہ تم مادام کے غلام ہو اور ان کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟" جم نے پوچھا۔

"یہی ہے کہ میں بھی تمہاری طرح کسی کا غلام ہوں۔"

"آگے کہو۔" جم ہلکے سے غرایا۔

"مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ رپورٹ مادام کے علاوہ کسی کو نہ دوں۔"

"رپورٹ تمہارے پاس ہے۔؟" جم نے پوچھا۔

"ہاں۔" عمران نے اثبات میں جواب دیا۔ "اگر رپورٹ میرے پاس نہ ہوتی مسٹر جم تو میں یہاں کیوں نظر آرہا ہوتا۔؟"

"رپورٹ تحریری ہے یا فلم کی صورت میں۔؟"

"اس کا جواب بھی مادام ہی کو دیا جا سکتا ہے۔"

"اوہ۔" جم غرایا تھا۔

"اسے اپنی بے عزتی مت سمجھو جم۔" عمران نے کہا۔ "یہ بڑوں کی باتیں ہیں ہم تم تو نچلے غلام ہیں اور غلاموں کو سوچنے سمجھنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ صرف حکم کی تعمیل کرتے ہیں کیا سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا۔" وہ غرا کر بولا۔ "اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں مادام کو کچھ بھی نہیں بتا سکوں گا احمق بن کر مادام کے سامنے کھڑا رہوں گا۔؟"

"ایسے نہیں سوچتے۔" عمران نے اسے دلاسہ دیا۔

"یہ میری انسلٹ ہے مسٹر۔" وہ غرا کر بولا۔

"ایک بات بتاؤ۔" عمران نے کہا۔ "کیا تم بتا سکتے ہو کہ مادام شیبا یہاں کس شکل پر اور کیوں آتی ہیں۔؟"

"نہیں۔" جم نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں یہ نہیں بتا سکتا۔"

"کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اس لئے کہ مادام کا حکم نہیں ہے۔" جم نے سر ہلا کر کہا۔

"میرے دوست جس طرح تم مادام کے بارے میں مادام کے حکم کے محتاج ہو اسی طرح میں بھی ہر معاملے میں اوپر والوں کا محتاج ہوں۔"

"اوہ۔" جم کے منہ سے نکلا۔

"غالباً اب بات تمہاری سمجھ میں آ گئی ہوگی۔؟"

"ہونہہ۔" وہ غرا کر رہ گیا چند لمحے خاموش رہا پھر بولا۔ "تمہاری اور مادام کی آج رات ملاقات طے ہے نا۔؟"

"ہاں۔" عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تم عقبی راستے سے اوپر آؤ گے۔" جم نے کہا۔ "میں نہیں چاہتا کہ مخالف پارٹی والے تمہیں اوپر جاتا دیکھیں۔"

"کیا مادام کو رات بھر کے لئے حاصل کرنے والا ڈرامہ کامیاب نہیں رہا۔؟"

"نہیں۔" جم نے نفی میں سر ہلایا۔ "یہ بات ان لوگوں کو صرف یہ یقین دلانے کے لئے ہے کہ تم مادام کو حاصل کرنا چاہتے ہو اور تمہاری حیثیت مادام کے ایک چاہنے والے عاشق سے زیادہ نہیں ہے۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"اسی لئے تم سے بلند لہجے میں یہ بات کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجھے ان لوگوں کو ڈاج دینے کے بعد ہی تمہارے

پاس عقبی راستے سے ادھر پہونچنا چاہیے۔"

"ہاں" جم نے سر ہلایا ہی تھا کہ زن سے ایک انگارہ سا جم کے پاس سے نکل گیا۔ عمران نے داہنی سمت دیکھا اور جم کو گھسیٹتا ہوا دھڑام سے نیچے گرا اسکے ساتھ ہی کئی شعلے ان کی میز کے اوپر سے گزرے تھے اور فوراً ہی پے در پے کئی فائروں کی آوازیں ابھریں اور ایک چیخ ہال میں لہراتی چلی گئی۔

بغیر سائیلنسر لگے ریوالور سے چند ہی فائر ہوئے تھے مگر ہال میں درجنوں بے آواز شعلے لپک رہے تھے اور بہت سے لوگ آواز نکالے بغیر ہی ڈھیر ہو چکے تھے عمران اور جم فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور ریوالور انکے ہاتھوں میں تھے۔

"ہمیں نکل چلنا چاہیے" عمران نے کہا۔

"لیٹے ہی لیٹے کھسکتے رہو" جم نے کہا۔

"لوگوں کی بھیڑ میں وہ آسانی سے نشانہ نہیں بنا سکیں گے" عمران نے کہا۔ "لہٰذا اٹھو اور بھیڑ میں شامل ہو جاؤ"

"نہیں" جم غرایا۔ "میں دو ایک کو ختم کئے بغیر یہاں سے نہیں نکلوں گا"

"یہ حماقت ہوگی" عمران نے کہا۔

"تم باہر نکل جاؤ۔ جاؤ" جم نے کہا اور ایک طرف کھسکنے لگا عمران دوسری طرف کھسکنے لگا چند قدم بعد ہی اسے اپنے قریب کی ایک میز کی آڑ میں نیلے سوٹ والے کی جھلک دکھائی دی تھی مگر وہ عمران کی موجودگی سے آگاہ نہیں تھا عمران اسکے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہال میں فائروں کی تیز آواز گونجی اور اسکے ساتھ ہی ایک دھماکہ ہوا اور وہاں تاریکی چھاتی چلی گئی۔

عمران کے لئے موقعہ ہی موقعہ تھا اسنے آگے بڑھ کر نیلے سوٹ والے پر چھلانگ لگا دی نیلے سوٹ والا کسی سانپ ہی کی طرح پلٹا تھا مگر عمران سے بازی لے جانا اس کے مقدر میں نہیں تھا۔ دو تین ہی رگڑوں میں اس نے ہاتھ پیر ڈال دیئے تو عمران نے اسے کمر پر لادا اور اسٹیج کی طرف بڑھا۔

کیبرے ہال میں اب بھی مختلف آوازیں گونج رہی تھیں مگر گہری تاریکی میں کوئی شعلہ نہیں چمک رہا تھا وہ میزوں سے بچتا ہوا اسٹیج پر چڑھا اور پردے کے عقب سے ہوتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس سے رقاصہ اور آرکسٹرا والے اسٹیج پر آتے تھے۔ اس وقت یہاں سناٹا تھا۔

دروازے سے گزر کر وہ عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا گہری تاریکی بھی تھی اور پوری راہداری سنسان بھی۔ عقبی دروازے سے وہ باہر گلی میں نکلا اور ایک سمت دوڑنے لگا بیہوش نیلے سوٹ والا اس کے شانے پر لدا ہوا تھا۔ گلی سے نکل کر وہ گلی کے سامنے موجود پارک میں جا گھسا۔ اس ایک کنج میں پہونچ کر اسنے بڑی بے دردی سے نیلے سوٹ والے کو گھاس پر پھینکا اور اسکے لباس کی تلاشی لینے لگا جو کچھ ملا اپنی جیبوں میں ٹھونسنے کے بعد وہ اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

چند لمحے بعد وہ کسمسایا اور پھر اٹھ بیٹھا اب وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو گھور رہا تھا۔ روشنی بہت دور عمران کے عقب میں ہو رہی تھی اسلئے عمران کی کمر پر روشنی کا عکس تھا مگر چہرہ تاریک۔

"کک... کون ہو تم۔؟" وہ تیز لہجے میں بولا۔

"تم خود سمجھ سکتے ہو۔" عمران بدلے ہوئے لہجے میں غرایا۔
"میں تو ہوٹل میں تھا تم مجھے یہاں اٹھا کر لائے ہو۔" وہ غرایا۔
"ہاں" عمران نے سر ہلایا۔ "یہ زحمت میں نے ہی کی ہے"
"مگر کیوں؟" نیلے سوٹ والے نے پوچھا۔
"تمہارا اچار ڈالنے کے لئے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"کیا مطلب؟" وہ الجھن زدہ لہجے میں بولا۔
"مطلب کے پھیر میں مت پڑو" عمران غرایا۔ "بلکہ زندگی چاہتے ہو تو جو کچھ پوچھوں صاف صاف بتاتے رہو"
"کیا پوچھنا چاہتے ہو۔؟"
"یہی کہ تمہارا تعلق کن لوگوں سے ہے۔؟"
"میرا تعلق؟" وہ غرایا۔ "کیا تم نے مجھے جرائم پیشہ سمجھا ہے جو میرا تعلق کسی گروہ سے جوڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔؟"
"چیف ور جاسوسوں اور جرائم پیشہ افراد کا چولی دامن کا ساتھ ہے سمجھے" عمران غرایا۔ "زیادہ الجھنے کی ضرورت نہیں جو پوچھ رہا ہوں صرف اسی کا جواب دو یہی بہتر بھی ہے"
"مگر" اس نے کہنا چاہا مگر عمران کا تھپڑ پوری قوت سے اسکے منہ پر پڑا اور وہ دوسری جانب الٹ گیا۔
"اگر مگر کی تو اسی جگہ دفن کر دونگا" عمران غرایا۔
"پچھتاؤ گے" وہ کراہتے ہوئے بولا اور اٹھ بیٹھا۔

"ٹھیک" عمران کا گھونسہ اسکے جبڑے پر پڑا اور وہ پھر دوسری جانب الٹ گیا اس بار اسکے حلق سے ہلکی سی چیخ کی آواز نکلی تھی۔ ٹھیک اسی لمحے بہت سے دوڑتے قدموں کی چاپ سنائی دی اور عمران نے بڑھ کر نیلے سوٹ والے کو دبوچا اور اسکی کنپٹی پر ریوالور کا دستہ دے مارا۔
دوسرے ہی لمحے وہ ساکت ہو گیا عمران اسے گھسیٹتا ہوا کراما کی باڑھ میں گھسیٹتا چلا گیا آنے والے قریب آتے چلے گئے۔ وہ دس بارہ تھے۔

عمران ان لوگوں کے چہرے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیونکہ یہاں خاصی تاریکی تھی اور دور نظر آنے والی روشنی بھی بجھ چکی تھی اور اس کا عکس بھی اب وہاں نہیں پڑ رہا تھا وہ چوکنے انداز میں انھیں دیکھ رہا تھا۔
"کیا رہا" انہی میں سے کسی نے پوچھا۔
"بڑی مشکل سے قابو میں آیا ہے باس" کسی اور نے جواب دیا تھا۔
"مجھے امید تھی کہ تم اسے قابو کر لو گے" اسی آواز نے کہا جسے ان لوگوں نے باس کہا تھا۔ اسی لئے میں باہر نگرانی کر رہا تھا۔
"اسے لے چلنا ہے۔؟" انہی میں سے ایک نے پوچھا۔
"نہیں" باس نے کہا۔ "پوچھ گچھ کر کے ان دونوں کو اسی جگہ ختم کر ڈالنا

بے ساتھ لے جا کر مصیبت مول نہیں لینی ۔

دونوں ...... سر ان میں سے ایک کے منہ سے نکلا ۔

ہاں ۔ جم اور دوسرا وہ جس سے جم باتیں کر رہا تھا ۔ باس نے کہا

مگر باس ۔ اسے کہا ۔ دوسرا ہاتھ نہیں آ سکا ۔

کیا ۔ ؟ باس کے منہ سے نکلا ۔

یس باس ۔ جم کے علاوہ ہمیں اور کوئی نہیں ملا ۔

وہ دوسرا کہاں گیا ۔ ؟ باس غرایا ۔

اندھیرا ہوتے ہی وہ غائب ہو گیا تھا باس ۔

احمق کے بچو ۔ باس کا لہجہ خونخوار تھا ۔ جم کا کیا کروں گا میں تمہیں پہلے ہی کہا گیا تھا کہ وہ دوسرا زیادہ اہم ہے وہ نکلنے نہ پائے ۔

باس وہ دروازے سے نہیں نکلا ۔ کسی نے کہا ۔ ہمارے آدمی دروازے پر موجود تھے وہ نکلتا تو پکڑ لیا جاتا ۔

اسے گولی تو نہیں لگ گئی ۔ باس غرایا ۔

کیا کہا جا سکتا ہے باس ۔ ان میں سے ایک نے کہا ۔

ہال میں اب کون ہے ۔ ؟ باس غرایا ۔

جونی ۔ کسی نے جواب دیا تھا ۔

کال کر کے معلوم کرو کہ وہ مارا تو نہیں گیا ۔ ؟ باس غرایا ۔

یس باس ۔ ان میں سے ایک نے کہا پھر عمران نے ٹرانسمیٹر آپریٹ کئے جانے کی آواز سنی وہ جونی سے رابطہ قائم کر رہے تھے ۔

ہیلو ۔ فوراً ہی دوسری جانب سے آواز آئی ۔ جونی بول رہا ہوں ۔

جونی ۔ رابطہ قائم کرنے والا بولا ۔ باس جاننا چاہتا ہے کہ وہ دوسرا ہال میں موجود ہے یا نہیں جو جم سے باتیں کر رہا تھا ۔ ؟

نہیں ۔ جونی کی آواز آئی ۔ ہال خالی ہے ۔

وہاں کتنی لاشیں ہیں ۔ ؟ باس غرایا ۔

چودہ پندرہ ۔ جونی کی آواز آئی ۔ اس میں چار ہمارے آدمی ہیں اور تین بلیک ریٹ کے باس ۔

ان لاشوں میں جم کے ساتھی کی لاش نہیں ہے ۔ ؟

نو باس ۔ جونی کی آواز آئی ۔

ایک بار پھر دیکھو جا کر ۔ باس غرایا ۔

میں نے پوری طرح سے جائزہ لے لیا تھا باس ۔ جونی کی آواز آئی ۔ اور آپ کو اطلاع دینے باتھ روم میں آیا ہی تھا کہ آپ کی کال آ گئی ۔ یہاں جم کے ساتھی کی نہ لاش ہے اور نہ ہی وہ زخمی حالت میں ہے ۔

پھر وہ کہاں گیا ۔ ؟ باس غرایا ۔

کیا ہمارے ساتھی اسے نہیں لے گئے ۔ ؟ جونی کی حیرت زدہ آواز آئی ۔

نہیں وہ صرف جم کو لا سکے ہیں ۔ باس غرایا ۔

لیکن باس ۔ جونی کی آواز آئی ۔ میں نے اسے ہال سے باہر نکلتے ہوئے نہیں دیکھا کیونکہ میں دروازے پر ہی تھا ۔

اندھیرے میں اس کا نکل جانا کیا مشکل ہے ۔ ؟ باس غرایا ۔

"نو باس" جوڈی کی آواز آئی۔ "اندھیرا ہوتے ہی میں نے ٹارچ روشن
تھی اور کیبن ہال سے گزرنے والا ہر آدمی میری نگاہ میں رہا ہے"

"پھر وہ کہاں چلا گیا۔" باس غرایا۔

"ہم... میں کیا کہوں باس۔" جوڈی کی ہکلاہٹ بھری آواز آئی۔

"باس" ان میں سے ایک نے کہا۔

"کیا بات ہے۔" باس کی غراہٹ ابھری۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ جس طرح ہم جم کو اٹھا لائے ہیں اسی طرح وہ
میرا مطلب ہے بلیک ریٹ والے اسے اٹھا لے گئے ہوں۔؟"

"اگر ایسا ہوا ہے تو بہت برا ہوا ہے" باس غرایا۔ "اصل آدمی وہ
اور ہمیں اسی کی ضرورت ہے"

"جم سے پوچھ گچھ کریں باس۔" اس نے کہا۔

"ہاں اسے ہوش میں لاؤ" باس کی آواز ابھری اور خاموشی چھا گئی۔
چند لمحے بعد جم کی کراہ سنائی دی پھر ایسا لگا جیسے وہ آپس میں لڑ پڑے
ہوں دھینگا مشتی اور دبا دبا چیخ کی آوازیں ابھری تھیں۔

"بس مسٹر جم سیدھے ہو جاؤ" باس کی غراہٹ ابھری۔ "ورنہ
کھوپڑی کے چیتھڑے اڑ جائیں گے سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا چھپکلی کی اولاد" جم کی غراہٹ ابھری۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے" باس غرایا۔

"کونسا ساتھی" جم غرا کر بولا۔

"وہی جس سے میز پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے" باس نے کہا۔

"وہ میرا ساتھی نہیں ہے" جم غرایا۔

"پھر" باس غرایا۔ "کون تھا وہ جس سے تم باتیں کر رہے تھے۔؟"

"مادام کا ایک شیدائی"

"اور تم اسے مادام کے جسم کا سودا کر رہے تھے کیوں۔؟"

"ہاں" جم غرایا۔ "مادام نے اسے پسند کیا تھا مگر وہ احمق مادام کی اہمیت
نہیں سمجھ رہا تھا اور صرف پانچ ہزار دینا چاہتا تھا"

"اور تم دس ہزار مانگ رہے تھے کیوں ٹھیک ہے نا۔؟"

"ہاں" جم غرایا۔ "اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ہماری ٹوہ میں تھے اور
ساری گفتگو بغور سن رہے تھے۔؟"

"ایسا ہی سمجھ لو" باس غرایا۔ "اگر زندگی چاہتے ہو تو اس کا پتہ بتا دو
کہ وہ کہاں پر مل سکے گا"

"کیا۔" جم غرایا۔ "ابھی میں نے کیا بتایا ہے۔؟"

"وہ سب جھوٹ اور ڈرامے بازی تھی مسٹر جم"

"اچھا۔" جم کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"ہاں اور ہم تمہاری وہ ساری گفتگو بھی سنتے رہے ہیں جو تم آہستہ
آہستہ کر رہے تھے" باس نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

"وہ گفتگو تمہاری ماں کے بارے میں تھی" جم حقارت بھرے
لہجے میں بولا۔ اور باس ہلکا سا قہقہہ لگا کر بولا۔

"اس قسم کی باتوں سے مجھے غصہ نہیں آیا کرتا مسٹر جمی"

"خیشوں کو غصہ آتا ہی کب ہے" جمی غرایا۔

"بکو مت۔ اور بتاؤ وہ کہاں ملے گا۔؟"

"کون۔؟" جمی ہنسا تھا۔

"وہی جو تمہاری مادام کے لئے بہت دور سے پیغام لے کر آیا ہے"

"کیا۔؟" جمی کا لہجہ حیرت زدہ تھا۔

"ہاں اور وہ اس سے مل کر پیغام حاصل کرنا چاہتی ہے"

"یہ سب جھوٹ ہے" جمی غرا کر بولا۔

"اس کی کھال جسم سے الگ کر دو" باس غرایا۔

"یس باس" ان میں سے ایک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی چاقو کھلنے کی ہلکی
سی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

"بتاتے ہو یا کھال اتروانی ہے۔؟" باس غرایا۔

"تم نے مجھے ہال میں اس کے ساتھ دیکھا تھا نا۔؟"

"ہاں اور اسی لئے اس کے بارے میں پوچھ رہے ہیں"

"ہال ہی سے تم مجھے بیہوش کر کے اغوا کر لائے ہو۔ کیوں۔؟"

"یہ سب ٹھیک ہے مگر ...."

"مگر یہ کہ" جمی بات کاٹ کر بولا "جب ہال میں وہ میرے ساتھ تھا
اور تم مجھے ہال سے اٹھا لائے ہو تو میں کس طرح بتلا سکتا ہوں کہ وہ تمہیں
کب کہاں اور کس جگہ مل سکتا ہے بولو۔؟"

"پہیلیاں مت بجھواؤ مسٹر جمی"

"میں پہیلیاں نہیں بجھوا رہا" جمی غرایا۔ "تمہاری غلط فہمی دور کرنا
چاہتا ہوں اسے پکڑنا ہے تو ہال میں تلاش کرو"

"وہ ہال میں نہیں ہے" باس غرایا۔

"پھر میں کیا بتا سکتا ہوں۔؟" جمی نے کہا۔

"تمہیں اس کا ٹھکانہ ضرور معلوم ہوگا۔؟"

"اس سے ملاقات ابھی اور اسی میز پر ہوئی تھی جہاں تم نے مجھے اس
کے ساتھ دیکھا تھا" جمی غرا کر بولا۔

"یہ ملاقات پہلی تھی تو اس سے رابطہ کیسے قائم ہوا تھا۔؟"

"فون پر اس سے ملاقات طے ہوئی تھی"

"وہ کیا پیغام لے کر آیا تھا۔؟"

"مجھے نہیں معلوم" جمی نے کہا۔ "اس کا کہنا یہی تھا کہ وہ پیغام
کا متن صرف مادام ہی کو بتائے گا کسی اور کو نہیں"

"مسٹر جمی" باس غرایا۔ "وہ ہمیں کہیں بھی نہیں ملا اور اسے ہم ہر
قیمت پر حاصل کر لیں گے خواہ تمہاری بوٹیاں ہی کیوں نہ کرنا پڑیں"

"میری بوٹیوں سے بھی اس کا پتہ نہیں ملے گا" جمی غرایا۔ "اور وہ اس
لئے کہ میں اس کے پتے سے واقف ہی نہیں ہوں"

"یہ ایسے نہیں مانے گا" باس غرایا۔

"تمہارے علاوہ وہاں دوسری پارٹی بھی تھی" جمی جلدی سے بولا۔

"وہ بلیک ریٹ کے گروہ کے لوگ موجود تھے وہاں" باس نے کہا۔

"گویا تم لیزرڈ سے تعلق رکھتے ہو" جم غرایا۔

"اوہ" باس کے منہ سے نکلا ایسا لگا تھا کہ جیسے اس سے زبردست غلطی سرزد ہو گئی ہو۔ وہ ہونٹ کاٹنے لگا۔

"اسے بلیک ریٹ کے گروہ کے لوگ لے گئے ہوں گے" جم نے پھر کہا۔

"شاید" باس نے کہا۔

"بلیک ریٹ والوں سے اس کے سلسلے میں بات کرو" جم نے کہا۔

"تم احمق ہو" باس غرایا پھر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "اس احمق کے بچے کو بیہوش کر ڈالو جلدی کرو۔"

"بیہوش کر کے مارنے سے بہتر ہے کہ ہوش میں ....."

"مار ڈالنے کے لئے ایک گولی کافی ہوتی ہے مسٹر جم" باس غرایا۔ "اور میں تم پر اپنی گولی ضائع نہیں کرنا چاہتا"

"پھر" جم غرایا۔

"تمہیں زندہ چھوڑ جائیں گے" باس نے کہا۔ "کیونکہ تمہاری موت سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے"

"ہونہہ" جم غرا کر رہ گیا اسکے ساتھ ہی عمران نے جم کی کراہ سنی تھی پھر جم کی دوسری کراہ سنائی دی اور کوئی چیز گھاس پر گری۔

"اب کیا حکم ہے باس --؟" عمران نے اسکے ساتھی کی آواز سنی۔

"اسے یہاں پڑا رہنے دو" باس غرایا۔ "اور واپس جاؤ اور معلوم

کرو کہ وہ بلیک ریٹ والوں کے قبضے میں ہے یا نہیں"

"ٹھیک ہے باس" کسی نے کہا تھا۔

"وہ بہت اہم ہے اور ہر قیمت پر اسے حاصل کرنا ہے" باس نے کہا۔

"اگر وہ بلیک ریٹ والوں کے قبضے میں ہے تو ہم اسے حاصل کر لیں گے باس"

عمران نے ایک کرخت آواز سنی اور اسکے لبوں پر خوشگوار مسکراہٹ ابھر آئی۔

رقاصہ نے کمرے میں داخل ہو کر اطمینان کا سانس لیا تھا پھر اسنے دروازہ لاک کیا اور الماری کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ الماری کھول کر اسنے اپنا پرس نکالا اور مسہری کی طرف پلٹ آئی مسہری پر بیٹھنے کے بعد اس نے پرس کو الٹا کیا اور اس کے فریم کو ٹٹولنے لگی۔

پھر ہلکی سی کھٹ کی آواز سنائی دی اور پرس کے فریم کا نچلا حصہ دو حصوں میں بٹ گیا کھل جانے والے حصے میں ایک ننھا سا ٹرانسمیٹر نظر آ رہا تھا اسنے ٹرانسمیٹر آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔

"ہیلو۔ آئی۔ ایل... ہیلو...." ایک لمحے بعد ہی وہاں کسی کی کرخت آواز ابھری رقاصہ نے پرس منہ کے قریب کیا اور بولنے لگی۔

"جی۔ او اسپیکنگ ہیلو آئی ایل... جی او کالنگ یو"

"یس کوڈ۔ ہیلو"

"جی۔ آئی۔ شیبا" رقاصہ نے جلدی سے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" کرخت آواز نے پوچھا۔

"اس سے ملاقات کا وقت طے ہو گیا تھا" شیبا نے کہا۔ "اور وہ مقررہ وقت پر کیبرے ہال میں آ پہونچا تھا"

"پھر" کرخت آواز نے پوچھا۔

"میں نے رقص کے دوران اس سے بات کر لی تھی اور اسے بتا دیا تھا کہ وہ آج ہی رات مجھے یہاں کمرے میں ملے"

"پھر" دوسری جانب سے آئی ایل کی کرخت آواز آئی۔

"لیکن رقص ختم ہونے سے پہلے ٹھیک اس وقت جبکہ جم اسکی میز پر پہونچ کر اس سے گفتگو کر رہا تھا فائرنگ شروع ہو گئی"

"کیا مطلب" آئی ایل نے پوچھا۔

"لیزرڈ اور بلیک ریٹ والے وہاں موجود تھے باس" شیبا نے کہا۔ "انہی لوگوں نے فائرنگ شروع کی تھی"

"رزلٹ کیا رہا" آئی ایل نے پوچھا۔

"بہت سے افراد مارے جا چکے ہیں" شیبا نے کہا۔

"میں نے پوچھا ہے رزلٹ کیا رہا کیا جم اس سے پیغام لینے میں کامیاب رہا یا نہیں" آئی ایل نے پوچھا۔

"پیغام وہ مجھے کمرے پر دیتا میں نے جم کو دوسرے مقصد کے لئے بھیجا

تھا" شیبا نے کہا۔ "اور وہ اس سے گفتگو مکمل کرنے سے پہلے ہی فائرنگ کی زد میں آ گیا تھا"

"مارا گیا" آئی ایل نے پوچھا۔

"نو باس اسکی لاش نہیں مل سکی البتہ وہ اور پیغامبر دونوں ہی غائب ہیں ان میں سے کسی کا پتہ نہیں ہے"

"کہیں جم اسے ساتھ تو نہیں لے گیا"

"ساتھ لے جاتا تو مجھے کال کر کے مطلع کر دیتا"

"پھر" آئی ایل کی کرخت آواز آئی۔ "تمہارا کیا خیال ہے"

"میرا خیال یہ ہے کہ ان دونوں کو اغوا کر لیا گیا ہے"

"اوہ" آئی ایل کی آواز سنائی دی۔ "اس خیال کی وجہ"

"ایک ویٹر نے بتایا ہے کہ کچھ لوگ عقبی راستے سے باہر گئے ہیں اور انہوں نے لاشیں کاندھوں پر اٹھا رکھی تھیں آپ سمجھ رہے ہیں نا"

"ہاں" آئی ایل کی آواز آئی۔ "تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ لاشیں نہیں بلکہ جم اور پیغامبر کو اٹھا کر لے گئے ہیں"

"ہاں" شیبا نے کہا۔ "اگر لاشیں ہی لے جانا مقصد ہوتا تو بقیہ ساتھیوں کی لاشیں وہ کیوں چھوڑ جاتے"

"خیال جاندار ہے" آئی ایل کی آواز آئی۔

"لیزرڈ یا بلیک ریٹ میں سے کون ان کو لے گیا ہے یہ مجھے پتہ کرنا پڑے گا"

"بے انتہا ضروری ہے" دوسری جانب سے آئی ایل کی آواز آئی۔ "اگر پیغامبر نہ ملا تو مشن کو نقصان پہونچے گا"

"میں ابھی آدمی لگا دیتی ہوں" شیبا نے کہا۔ "وہ دو گھنٹے کے اندر معلوم کر لیں گے کہ وہ دونوں کس کے قبضے میں ہیں"

"ٹھیک ہے" آئی ایل کی آواز آئی۔

"ویسے مجھے طریقہ کار پر اختلاف ہے" شیبا نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" آئی ایل کی آواز آئی۔

"پیغامبر سے ملنے کے لئے کوئی اور طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے" شیبا نے کہا۔ "اس طرح وہ محفوظ رہتا"

"اس طریقہ پر اختلاف والے سے بہتر ہے کہ ہم یہ سوچیں کہ یہ بات لیک آؤٹ کیسے ہوئی۔؟" آئی ایل کی آواز آئی۔

"لیک آؤٹ وہاں سے ہوئی ہوگی جہاں سے پیغامبر آیا ہے" شیبا نے کہا "کیونکہ اس نے آج ہی کال کی تھی اور چند گھنٹے بعد ملاقات ہونے ہی یہ کھیل شروع ہو گیا لہذا یہاں اس کی آمد راز ہی رہی ہے"

"شاید" آئی ایل کی آواز آئی۔

"میرے لئے کیا حکم۔؟" شیبا نے کہا۔

"پیغامبر اور جم کی بازیابی تک دوسری ساری مصروفیات ترک کر دو" آئی ایل کی آواز آئی۔ اور شیبا نے سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے ...." شیبا نے کہا۔ "مگر اس طرح تمہاری کمزوری ان لوگوں پر ظاہر ہو گی اور وہ تمہیں چھوٹا کر آئیں گے"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں" آئی ایل کی آواز آئی۔ "اس طرح ان لوگوں

سے نمٹنے میں آسانی رہے گی مادام شیبا"

"جو حکم" شیبا نے کہا۔

"ان لوگوں کے بارے میں کوئی اطلاع ملتے ہی کال کر لینا"

"رائٹ" شیبا نے کہا اور دوسری جانب سے رابطہ منقطع ہو گیا

شیبا نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے بند کر کے پرس سیدھا کیا اور مڑی ہی تھی کہ چونک پڑی اس کی آنکھیں حیرت سے اس سیاہ وجود پر جمی ہوئی تھیں جو اس سے چار قدم کے فاصلے پر کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

اس کے جسم پر سیاہ سوٹ تھا ہاتھوں پر سیاہ دستانے آنکھوں پر تاریک شیشوں والی عینک اور کوٹ کے کالر پر بروچ کی طرح کالے سیاہ پلاسٹک یا کسی اور چیز کا بنا ہوا چوہا لگا ہوا تھا۔

"بلیک ریٹ۔؟" شیبا کے منہ سے سرسراتے الفاظ نکلے۔

"ہاں" وہ غرا کر بولا۔

"یہاں کیوں آتے ہو اور کیا چاہتے ہو۔؟"

"کیا چاہتا ہوں یہی اب میں سوچ رہا ہوں"

"کیا مطلب۔؟" شیبا نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے پوچھا۔

"مطلب یہ مادام شیبا کہ اگر میں نے تمہاری لاعلمی میں آئی ایل سے ہونے والی تمہاری گفتگو نہ سنی ہوتی تو" وہ رک کر مسکرایا پھر بولا "میں جم اور پیغامبر کے بارے میں جاننے کے لئے تمہاری بوٹی بوٹی الگ کر دیتا"

"مادام" شیبا کے منہ سے نکلا۔

"میں تمہاری اس بات پر کبھی یقین نہیں کرتا کہ تم پیغامبر کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں مگر اب۔" وہ ایک بار پھر رک گیا۔

"مگر اب کیا۔" شیبا نے پوچھا۔

"پیغامبر اور تمہارا باڈی گارڈ جم دونوں شاید لیزرڈ والوں کے قبضے میں ہیں" بلیک ریٹ والے نے کہا۔

"مجھے اس کا یقین ہے کہ وہی ان دونوں کو اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ ان سے ہم ان دونوں کو چھڑا لیں گے مگر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

"مگر کیا۔" شیبا نے پوچھا۔ "تم رک کیوں جاتے ہو۔؟"

"مگر یہ کہ ان کو برآمد کرنے سے پہلے تم ہمیں بتلاؤ گی کہ اس پیغامبر نے تمہیں کیا کچھ بتایا ہے۔" وہ غرایا۔

"کچھ بھی نہیں" شیبا نے کہا۔ "اور یہ بات تم میری اور آئی ایل کی گفتگو سن کر بھی جان چکے ہو کہ وہ آج رات یہاں آ کر پیغام دیتا۔"

"چلو ہمیں بتلا دو کہ پیغام کس قسم کا ہے۔؟"

"اس بارے میں اگر معلوم ہوتا تو پھر باقی کیا رہ جاتا۔" شیبا نے کہا۔ "... سے اتنے پیچیدہ طریقے سے ملاقات کیوں کرتی۔؟"

"ناممکن ہے" وہ غرایا۔ "پیغام کے بارے میں معلوم ہوئے بغیر تم لوگ اس سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے تھے۔"

"اس سلسلے میں اگر کچھ معلوم ہوگا تو وہ آئی ایل کو ہوگا" شیبا نے کہا۔ "مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہیں ہے۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم آسانی سے کچھ نہیں بتاؤ گی۔؟"

"تم احمق ہو" شیبا نے کہا۔

"کیا مطلب۔" وہ غرایا۔

"مطلب یہ کہ جب پیغامبر سے تفصیلی بات ہی نہیں ہوئی تو مجھے کسی بات کا یا اسکے لائے ہوئے پیغامبر کا علم کیسے ہو سکتا ہے۔؟"

"تم ننھی بچی ہو" وہ ہنسا۔ "اور میں ننھی بچیوں سے اپنے مطلب کی باتیں معلوم کرنے کا گر جانتا ہوں"

"ہونہہ" شیبا غرائی۔ "اب تک میں طرح دے رہی تھی لیکن اب۔؟"

"لیکن اب کیا۔" وہ غرایا۔

"اگر ایک منٹ کے اندر اندر تم یہاں سے چلے نہ گئے تو میں تمہارا وہ حشر کروں گی کہ تمہارے گروہ والے ساری زندگی یاد رکھیں گے"

"ایسا اس لئے کہہ رہی ہو کہ میں خالی ہاتھ ہوں۔" وہ مسکرا کر طنزیہ لہجے میں بولا۔ اور شیبا سر ہلا کر بولی۔

"اور میرے ہاتھ میں تو توپ ہے نا جس سے تمہیں نشانہ بنا رکھا ہے۔"

"ہونہہ" وہ ہنسا پھر اس طرح جھجکی دی جیسے شیبا پر جھپٹنا چاہتا ہو۔ پھر جیسے ہی شیبا نے پینترا بدلا اس نے شیبا پر چھلانگ لگا دی۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ شیبا کو دھوکہ دینے میں کامیاب رہا ہے تو یہ اسکی بھول تھی شیبا اس سے زیادہ چوکنی تھی۔ جیسے ہی وہ شیبا کی طرف آیا شیبا کا گھونسہ اسکے منہ پر پڑا۔

پھر وہ لڑکھڑایا ہی تھا کہ شیبا تیزی سے گھومی اور اس کی بائیں ٹانگ قوس بناتی ہوئی کسی ہتھوڑے کی طرح اسکے جبڑے پر پڑی اور وہ الٹ کر دور جا گرا پھر اٹھنا ہی چاہ رہا تھا کہ شیبا اسکی کمر پر کود گئی اور وہ ایک بار پھر فرش بوس ہو گیا اس کا سر فرش سے بری طرح ٹکرایا تھا۔

ایک لمحے کے لئے اسکا ذہن جھنجھنا اٹھا بڑے زور کا چکر آیا تھا پھر وہ سنبھل بھی نہیں پایا تھا کہ شیبا کی لاتیں اسکے جسم کا جغرافیہ پوچھنے لگیں چند ہی لمحوں میں اسکے منہ سے کراہیں نکلنے لگیں۔ شیبا اسے سنبھلنے کا کوئی موقعہ نہیں دے رہی تھی اسکی ٹانگیں مشین کی طرح چل رہی تھیں۔

"کیا حال ہے بلیک رٹ" وہ کہہ رہی تھی۔

"زندہ نہیں چھوڑوں گا" وہ چیختے ہوئے غرایا۔ دفعتاً تیزی سے ماری ہوئی شیبا کی لات اسکے گھٹنے سے ٹکرائی اور اس نے ایک جھٹکے سے گھٹنے سے ٹکرانے والی لات کے بل پر شیبا کو پیچھے دھکیل دیا۔ وہ لڑکھڑاتی ہوئی کچھ فٹ تک پیچھے چلی گئی تھی۔

بس اسکے لئے اتنا وقفہ کافی تھا وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ بڑی تیزی سے اس نے آگے بڑھ کر شیبا کو فلائنگ کک ماری تھی شیبا کا جسم اڑتا ہوا مسہری پر گرا اور فوم کے گدے نے اسے اچھال کر دوسری طرف پھینک دیا۔

دوسرے ہی لمحے وہ بھی فوم کے گدے پر گرا اور وہاں سے وہ فرش سے اٹھنے کی کوشش کرنے والی شیبا پر جا پڑا۔

شیبا پر گرتے ہی اس نے کوشش کی تھی کہ شیبا کو دبوچ لے مگر شیبا مچھلی کی طرح تڑپ کر پلٹی اور اسکی گرفت سے اس طرح نکل گئی جیسے وہ کوئی لیسدار مچھلی ہو گرفت سے نکلتے ہی اس نے پلٹ کر اسکے منہ پر لات ماری تھی۔ ایک لمحے کی غفلت ہوئی ہوتی تو لات اسکے منہ پر پڑ چکی ہوتی۔

مگر بروقت اس نے دونوں ہتھیلیاں آگے کر کے لات روک لی اور اسکا پنجہ پکڑ کر بری طرح موڑ دیا نہ صرف مروڑ دیا بلکہ پنجہ پکڑے پکڑے اس نے قلابازی کھائی اور دوسرے ہی لمحے شیبا اچھلی اور اسکے سر پر سے گزر کر دیوار سے جا ٹکرائی۔ اسکے منہ سے نکلنے والی کراہ بڑی زوردار تھی۔

دوسرے ہی لمحے وہ آگے بڑھا اور شیبا کو ننھی سی بچی کی طرح اٹھایا اور بستر پر دے مارا پھر اس کے دونوں ہاتھ اپنی گرفت میں کئے اور چاقو نکال کر اسے کھولتا ہوا سرد لہجے میں بولا۔

"سب سے پہلے ناک کاٹوں گا مادام شیبا"

"تم... تم... تم... ایسا نہیں کر سکتے" شیبا پھولے سانس کے ساتھ بولی۔

"مجھے کون روکے گا۔؟" وہ غرایا۔

"میرے ساتھی تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے" شیبا نے کہا۔

"پہلے میں تمہاری ناک کاٹوں گا مادام شیبا" وہ غرایا۔ "اسکے بعد تمہارے ساتھیوں سے بھی نمٹ لیا جائے گا"

"نہیں" شیبا اسکی گرفت میں بری طرح تڑپی تھی مگر اس نے اس طرح اسکے ہاتھوں اور جسم پر گرفت قائم کی تھی کہ وہ کسمسانے کے علاوہ

اور کچھ نہیں کر سکی اور بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اسے گھورنے لگی۔

"اپنا حسین چہرہ داغدار نہیں کرانا چاہتیں تو جو میں جاننا چاہتا ہوں وہ بتا دو اسی میں تمہاری خیر ہے۔"

"میں پیغام کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

"وہ آیا کس کی طرف سے ہے۔؟"

"اس بارے میں آئی ایل ہی جانتا ہے۔"

"پھر تم کیا جانتی ہو حسین گڑیا۔؟"

"مجھے صرف ملاقات کا حکم ملا تھا۔" شیبا نے بے بسی سے کہا۔ "اور میں نے بتائے ہوئے طریقے پر اس سے ملاقات کی تھی۔"

"ہونہہ۔" وہ غرایا۔

"ملاقات کا منظر تمہارے اور لیزرڈ کے گروہ کے آدمیوں نے اچھی طرح سے دیکھا ہے۔" شیبا نے کہا۔ "چاہو تو ان سے۔۔۔۔۔"

"میں خود ہال میں موجود تھا۔" وہ بات کاٹ کر بولا۔

"پھر میری باتوں پر تمہیں یقین کیوں نہیں آ رہا۔؟"

"اس لئے کہ تم دھوکہ دینے کی کوشش کر رہی ہو۔"

"وہ کیسے۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"اگر اس پیغام کے بارے میں تم لوگ بالکل ہی لاعلم ہوتے تو ہرگز ہرگز اس سے ملنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔"

"یقین کرو ایسا ہی ہے۔" شیبا نے کہا۔ "کم از کم میں اپنی حد تک اس بات

کا یقین دلاتی ہوں کہ میں پیغام کی نوعیت سے بھی ناواقف ہوں اور اس سے بھی کہ وہ کس کی جانب سے آیا ہے۔"

"ہونہہ۔" وہ غرایا اور چاقو کی نوک شیبا کی ناک کے قریب کرتا ہوا بولا۔ "ناک کٹی مادام شیبا کیسی لگے گی۔؟"

"کیا۔" شیبا غرائی۔ "تم اب بھی میری باتوں کو جھوٹ سمجھ رہے ہو۔؟"

"مجھے صرف پیغام کے بارے میں بتا دو کہ وہ کیا ہے اور کس کی طرف سے ہے۔" جملے کے ساتھ ہی بلیک ریٹ نے چاقو شیبا کی ناک کے قریب کر دیا چمکدار چاقو پر پڑنے والی روشنی منعکس ہو کر شیبا کی آنکھوں پر پڑ رہی تھی اور اس کا چہرہ دہشت سے پیلا ہونے لگا تھا صرف ایک ہی خیال اس کے ذہن میں گونج رہا تھا۔

"کیا یہ میری ناک کاٹ ڈالے گا۔ ناک کاٹ ڈالے گا۔۔۔ کاٹ ڈالے گا۔۔۔۔۔ ناک کاٹ۔۔۔" چاقو آہستہ آہستہ آگے آ رہا تھا اور پھر جیسے ہی شیبا کو ناک سے اس کی ٹھنڈی اور تیز دھار لگی شیبا کی چیخ نکل گئی۔

چند لمحے بعد وہ کنج خالی ہو گیا۔ وہ لوگ ایک ایک کر کے وہاں سے جا چکے تھے عمران اپنے شکار کو دبوچے اب بھی اسی جگہ موجود تھا۔ تقریباً پانچ منٹ گزر گئے اور کوئی آہٹ سنائی نہیں دی تو وہ اپنے شکار کو چھوڑ کر اٹھا۔

اسے یقین تھا کہ اسکا شکار ابھی بہت دیر تک ہوش میں نہیں آئے گا۔
اپنے شکار سے دو قدم آگے بڑھنے کے بعد اس نے جیب ٹٹولی اور پنسل ٹارچ نکال کر روشن کرلی اب وہ آس پاس کا جائزہ لے رہا تھا وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جم کو وہ لوگ چھوڑ گئے تھے یا لے گئے تھے۔؟

جم وہاں موجود تھا۔ زخمی حالت میں تھا اور بیہوش تھا عمران اسی پر جھک گیا اور اسکا جائزہ لینے لگا سانس لینے کے انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ بیہوشی جلد ٹوٹنے والی نہیں ہے اسنے ٹارچ بجھائی اور جم کے لباس کی تلاشی لینے لگا اسکی ساری جیبیں خالی تھیں۔

وہ لوگ پہلے ہی ہر چیز نکال لے گئے تھے۔ عمران کھڑا ہوا اور پارک کا جائزہ لیا پھر آس پاس کسی کی موجودگی محسوس نہ کر کے وہ اپنے شکار کی طرف پلٹا اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا دوسری مرتبہ ناک اور منہ دبانے ہی وہ بلبلا کر ہوش میں آگیا تھا۔

"چپ چاپ پڑے رہو۔" عمران اسکی گردن دبوچتا ہوا بولا۔ "دوسری صورت میں ایک ہی جھٹکے میں گردن توڑ دونگا۔"

"کون ہو تم۔" اسکا شکار نروس ہوئے بغیر بولا۔

"وہ جسے تم مار ڈالنا چاہتے تھے۔" عمران غرایا۔

"تم جم نہیں ہو سکتے۔" شکار کے منہ سے نکلا۔

"جم کا ساتھی۔" عمران نے کہا۔ "وہ جو اسکے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔"

"اوہ تو تم پیغامبر ہو۔" اسکے منہ سے سرسراتے الفاظ نکلے۔

"ہاں۔" عمران نے سر ہلایا۔

"کیا چاہتے ہو۔؟" وہ بغیر کسی تاثر کے بولا۔

"مجھے کیوں مار ڈالنا چاہتے تھے۔؟" عمران غرایا۔

"مار ڈالنا صرف جم کو تھا۔" وہ بے باکی سے بولا۔ "تمہیں تو صرف اغوا کر کے وہاں سے نکال کر لے جانا تھا۔"

"جھوٹ مت بولو۔" عمران غرایا۔ "کئی گولیاں میری طرف آئی تھیں اور اگر میں جم کے ساتھ فرش پر نہ لیٹ جاتا تو دونوں ہی مارے جاتے۔"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔"

"کیا مطلب۔؟" عمران غرایا۔

"مطلب یہ کہ وہ گولیاں صرف جم کے لئے تھیں۔" وہ جلدی سے بولا۔ "تمہیں نقصان پہنچانا ہمارا مقصد نہیں تھا۔"

"اگر میں فرش پر نہ گرتا تو اس وقت تم سے پوچھ گچھ کے لئے زندہ نہیں ہوتا سمجھے۔" عمران غرایا۔

"غلط فہمی کا میرے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔"

"تم لوگ میرے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہو۔؟" عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"اس پیغام کے لئے جو تم لائے ہو۔"

"کیسا پیغام۔" عمران نے پوچھا۔

"وہ جو تم مادام شیبا کو دینا چاہتے ہو۔" وہ بولا۔ "ہمارا باس وہی پیغام جاننے کے لئے تمہیں اغوا کرانا چاہتا تھا۔"

تمہارا تعلق کس سے ہے۔؟ عمران نے پوچھا۔

کس سے تمہارا کیا مقصد ہے۔؟

یہی کہ لیزر رڈ سے تعلق ہے یا بلیک ریٹ سے۔؟

اوہ۔ اسکے منہ سے نکلا۔ تو تم اس بات سے بھی واقف ہو کہ تمہارے پیچھے بلیک ریٹ اور لیزر رڈ والے لگے ہوتے ہیں۔؟

بہت کچھ جانتا ہوں تم صرف کام کی بات کرو۔

اگر نہ بتاؤں تو۔؟ اسنے کہا۔

دبتاؤ۔ عمران نے کہا۔ ساتھ ہی ایک ہاتھ سے ناک منہ بند کر کے دوسرے ہاتھ سے دبوچی ہوئی گردن پر دباؤ ڈالدیا فوراً ہی وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگا تھا عمران اُسے ایک منٹ تک دبوچے رہا پھر اُسے چھوڑ دیا فوراً ہی اسنے کئی لمبے لمبے سانس لئے تھے اسکی تڑپ ختم ہوگئی تھی۔

ہاں اب کیا خیال ہے۔ عمران نے پوچھا۔

میرا تعلق بلیک ریٹ سے ہے۔ وہ جلدی سے بولا۔

میرے بارے میں کیسے علم ہوا تھا کہ میں کوئی پیغام لا رہا ہوں۔؟

اس بارے میں صرف باس کو علم ہوگا۔

باس کہاں ملے گا۔؟ عمران غرایا۔

اسکے کئی ٹھکانے ہیں اور نہیں کہہ سکتا کہ وہ کب اور کہاں ملے گا۔ اسنے جلدی سے بتایا اور لمبے لمبے سانس بھرنے لگا۔

سارے ٹھکانوں کے پتے بتاؤ۔ عمران غرایا۔

پتے۔ اسنے دوہرایا پھر باس کے ٹھکانوں کے پتے بتانے لگا عمران ہر پتہ ذہن نشین کرتا جا رہا تھا اور ساتھ ہی ضروری معلومات بھی اسکے خاموش ہونے پر وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔

تعاصہ شیبا تم لوگوں سے ملی ہوئی ہے۔؟

نہیں۔ وہ اپنے گروہ کی وفادار ہے۔

اس کا تعلق کس گروہ سے ہے۔؟

کیا مطلب۔؟ وہ حیرت زدہ لہجے میں بولا۔

کس چیز کا مطلب بتاؤں۔؟

یہی کہ تم اسکے لئے پیغام لاتے ہو اور اسکے باوجود نہیں جانتے کہ اسکا تعلق کس گروہ سے ہے حیرت ہے۔؟

مجھے صرف پیغام پہونچانے کے لئے ہائر کیا گیا ہے۔

گویا تم فری لانسر ٹائپ کے ہو۔؟

یہی سمجھ لو۔ عمران نے کہا۔ ہاں تو میرے سوال کا جواب تم نے نہیں دیا۔؟

اسکا تعلق اسرائیلی سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں سے ہے۔

ہونہہ۔ عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ یہ یہاں کی انچارج ہے۔؟

نہیں۔ اسنے نفی میں جواب دیا۔ انچارج کوئی اور ہے۔

تم اسے جانتے ہو۔؟ عمران نے پوچھا۔

نام سے ہم اور لیزر رڈ والے دونوں آگاہ ہیں۔

کیا مطلب۔؟ عمران غرایا۔

"مطلب یہ کہ اسے شکل سے کوئی نہیں جانتا البتہ یہ سب جانتے ہیں کہ وہ آئی ایل کہلاتا ہے۔" اسنے بتایا۔

"شیبا اس سے واقف ہوگی۔؟"

"کہہ نہیں سکتا۔" اسنے سر ہلایا۔

"ہونہہ۔" عمران نے سوچتے ہوئے ہنکارہ بھرا۔

"تم کیا پیغام لائے ہو۔؟" اسنے پوچھا۔

"اسکے بارے میں تمہارا نہ جاننا ہی بہتر ہے۔"

"اگر چاہو تو میرے ساتھ میرے باس تک چلو۔"

"وہ کس لئے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"اسے پیغام سنا دو وہ تمہیں مالا مال کر دے گا۔"

"میں بد عہدی پسند نہیں کرتا۔" عمران غرایا۔ "پیغام شیبا کو پہونچانے کا میں نے وعدہ کیا ہے اور معاوضہ لیا ہے لہذا وہ صرف شیبا ہی کو سنا سکتا ہوں کسی اور کو سنا کر بد عہدی نہیں کر سکتا۔"

"اگر میرے یا لیبر رڈ کے گروہ کے لوگوں نے تمہیں پکڑ لیا تو اس وقت تک تمہاری بوٹیاں کاٹتے رہیں گے جب تک تم انہیں سب کچھ نہ بتلا

"اچھا۔" عمران نے سر ہلایا۔

"ہاں اور اسی لئے کہا ہے کہ میرے ساتھ باس تک چلو۔"

"بوٹیاں کٹوانے کے لئے۔؟" عمران نے طنز کیا۔

"نہیں بلکہ بوٹیاں محفوظ رکھنے کے لئے۔"

"اچھا۔" عمران نے کہا "مگر کس طرح سے۔؟"

"میرے ساتھ چلوگے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ تم باس سے تعاون کر رہے ہو اور تعاون کرنے والے کو باس بے حد پسند کرتا ہے۔"

"مجھے کیا فائدہ ہوگا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"دس بیس ہزار نہیں لاکھ دو لاکھ کی رقم مل سکتی ہے۔"

"اچھا۔" عمران نے سر ہلایا۔

"ہاں باس کنجوس نہیں ہے۔" اسنے پھر کہا۔

"تمہارا باس کس کے لئے کام کر رہا ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔؟" وہ چونکا تھا۔

"مطلب یہ کہ مجھ سے پیغام لے کر وہ کسے دے گا۔؟"

"کسی کو بھی نہیں۔" وہ سر ہلا کر بولا۔

"جھوٹ بولوگے۔" عمران غرایا۔

"اگر وہ کسی کو دے گا بھی تو مجھے علم نہیں۔" اسنے جلدی سے کہا۔ "ایسے سودوں کی خبر سوائے باس کے اور کسی کو نہیں ہوتی۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر بولا۔ "مجھے اغوا کر کے کہاں لیجایا جاتا۔؟"

"پاری نائٹ کلب میں۔"

"وہ تمہارا اڈہ ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر ہے۔" اسنے کہا۔ "اسکے علاوہ دو اڈے اور بھی ہیں ایک ریڈ ٹم نائٹ کلب دوسرا۔ مڈوے گرلز ہاسٹل۔"

"کیا لیزرڈ والوں کو ان اڈوں کا پتہ ہے۔؟"

"ہاں ہمیں ایک دوسرے کے سارے اڈوں کا پتہ معلوم ہے۔"

"لیزرڈ والوں کے اڈے کون کون سے ہیں۔؟"

"انکے چار اڈے ہیں۔ فلیم گرلز ہاسٹل۔ ڈیوڈ اسٹار کیبرے کلب۔ کنگ نائٹ کلب اور ہوشے دان کیسنو۔"

"انکا ہیڈ کوارٹر کونسا ہے۔؟"

"فلیم گرلز ہاسٹل۔" اسنے کہا۔ "لیزرڈ وہیں بیٹھتا ہے۔"

"لیزرڈ سے مراد گروہ کا باس ہے۔؟"

"ہاں وہی۔ ہمارا باس بلیک ریٹ کہلاتا ہے۔"

"چونہہ۔" عمران نے سر ہلایا پھر وہ کرید کرید کر اس سے معلومات حاصل کرتا رہا پھر جب یہ یقین ہو گیا کہ اب اس سے کچھ معلوم نہیں ہو سکتا تو اسنے اسے ختم کر دیا تھا ظاہر ہے اسے زندہ چھوڑ کر وہ یہ خطرہ ہرگز مول نہیں لے سکتا تھا کہ وہ ساری باتیں اپنے باس کو بتا کر اسے ہوشیار کر دے۔

پھر کچھ سوچ کر اسنے جم کا بھی خاتمہ کر دیا تھا وہ اسے بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتا تھا کیونکہ جم خطرناک آدمی تھا اور آگے چل کر اسکے منصوبوں میں حارج ہو سکتا تھا لہذا اسکا کانٹا نکال دینا ہی بہتر تھا۔ جم کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ پارک سے باہر نکل آیا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔

اسکا رخ تاج ہی کی جانب تھا تاج کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو کر وہ کار پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔

یہاں وہ کار موجود تھی جس میں وہ سب اپنی رہائش گاہ سے یہاں تک آئے تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ صفدر وغیرہ ابھی ہال میں موجود تھے اسنے کار کی چابی جیب سے نکالی اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ گاڑی کی دو چابیاں اور بھی تھیں اور وہ صفدر اور جولیا کے پاس تھیں۔

چند منٹ میں اسنے نیا میک اپ کیا اور لباس بدل کر وہ گاڑی سے نکل آیا یہ لباس آج ہی اسنے خریدے تھے مگر ان کو کمرے میں رکھنے کا موقع اسے نہیں مل سکا تھا اور اس وقت یہ لباس کام آگئے تھے۔

چند لمحے بعد وہ لفٹ سے تاج کی چوتھی منزل پر پہونچ گیا لفٹ جس طرف تھی وہاں سے ہال میں موجود افراد نظر نہیں آتے تھے لہذا وہ یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ صفدر وغیرہ ہال کے کس حصے میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ چوتھی منزل پر وہ روم نمبر چار سو دس کے سامنے رک گیا ٹھیک اسی لمحے اسنے ہلکی سی چیخ کی آواز سنی۔

بے ساختہ اسنے چاروں طرف دیکھا اور راہداری سنسان پا کر کی ہول پر جھک گیا پھر اندر جو کچھ اسنے دیکھا وہ اسے چونکانے کے لئے کافی تھا۔ اندر شیبا بیڈ پر پڑی تھی اور ایک سیاہ لباس والا اس پر چڑھا چاقو اسکے چہرے کے سامنے لہرا رہا تھا شاید وہ اسے دھمکا رہا تھا۔

عمران نے چند لمحے سوچا پھر دروازے کا ہینڈل گھمایا مگر دروازہ لاک تھا اسنے دروازے پر زور سے دستک دی اور غرا کر بولا۔

"دروازہ کھولو۔ پولیس۔" یہ جملہ ادا کرنے کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کی ہول پر جھک گیا۔

اسنے سیاہ لباس والے کو ریوالور نکالتے دیکھا پھر وہ بائیں سمت مڑتے ہوئے پردے کے عقب میں چلا گیا پردے کے عقب میں جانے سے پہلے اسنے ریوالور کی نال شیبا کے سینے پر رکھ کر اس سے کچھ کہا تھا پھر شیبا دروازے کی طرف بڑھتی چلی آئی عمران سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

"کون ہے۔؟" اندر سے شیبا کی آواز پھر آئی۔

"پولیس" عمران غرایا۔ "دروازہ کھولو"

"ون منٹ" شیبا کی آواز آئی اور دروازے کے بولٹ ہٹائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا لیکن اس سے پہلے کہ شیبا اسے دیکھ کر چونکتی عمران نے اسکا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور جیسے ہی وہ باہر راہداری میں آئی اسنے جھپٹ کر دروازہ بند کیا اور کنڈی لگا دی۔

"کون ہو تم" شیبا نے کہا اسکا ہاتھ بڑی تیزی سے گریبان کی طرف گیا اور پھر وہ بے بسی سے اسے دیکھتی رہ گئی۔

"ادھر آؤ جلدی کرو" عمران غرایا اور اسے لئے ہوئے آگے بڑھتا چلا گیا رخ اس گیلری کی جانب تھا جہاں سے وہ شیبا کے کمرے کا عقب دیکھ سکتا تھا اسنے ایک سیاہ پوش کو بڑی تیزی سے کھڑکی یا پائپ سے نیچے اترتے دیکھا اور مسکراتا ہوا مڑا اور چونک پڑا۔

شیبا ریوالور تانے اس سے ایک فٹ دور کھڑی تھی اسکے چہرے پر خونخوار مسکراہٹ تھی اور انداز سے پتہ چل رہا تھا کہ اگر اسنے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو وہ بے دریغ فائر کر دے گی۔

"احمق ہو" عمران نے کہا۔

"بکو مت تم کون ہو بولو" وہ غرائی۔

"پہلے اسے بھاگتا دیکھ لو" عمران ایک جانب ہٹتا ہوا بولا۔ "جو تمہیں مار ڈالنے کی جستجو کر رہا تھا۔ دیکھو"

"ہونہہ" عمران کی دیکھو کے جواب میں اسکے منہ سے غراہٹ نکلی اور وہ آگے بڑھ کر اپنے کمرے کے عقب کو دیکھنے لگی پھر اسکی جانب مڑتے ہوئے بولی۔ "ٹھیک ہے تمہاری وجہ سے میری جان چھٹی مگر......"

"چھٹی نہیں بچی کہو" عمران بات کاٹ کر بولا۔

"وہ مجھے جان سے ہرگز نہیں مارتا" شیبا نے کہا۔ "بہرحال اب تم بتاؤ کون ہو اگر جھوٹ بولو گے تو اسی جگہ مار کر پھینک دوں گی"

"میں وہی ہوں جس سے ملنے کے لئے تم یہاں ٹھہری ہوئی ہو"

"کیا۔؟" وہ بے یقینی سے بولی۔

"لباس خراب ہو گیا تھا اس لئے بدلا ہے اور چہرے پر میک اپ ہے تاکہ دشمن شناخت نہ کر سکے"

"ہونہہ" وہ ہونٹ سے بولی پھر کوڈ ورڈز دوہرانے لگی عمران ان کے جواب دیتا رہا اور وہ مطمئن ہو گئی۔

"آؤ" وہ مڑتے ہوئے بولی پھر جھک کر پنڈلی سے بندھے ہولسٹر میں ریوالور لگا کر وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے اسکی تقلید کی تھی کنڈی کھول کر وہ کمرے میں داخل ہو گئی پھر عمران داخل ہوا اور اندر سے کمرے

کی کنٹنی لگائی اور آگے بڑھ کر کرسی پر بیٹھ گیا شیبا کمرے کے ایک ایک گوشے کو دیکھ رہی تھی پھر اسنے کھڑکیاں بند کیں اور عمران کی طرف پلٹ آئی۔

بیڈ پر بیٹھ کر اسنے سگریٹ سلگائی اور دھیرے دھیرے کش لینے لگی آنکھیں عمران پر جمی ہوئی تھیں جو بظاہر آنکھیں موندے کرسی کی پشتگاہ پر سر ٹکے بیٹھا ہوا تھا کچھ دیر بعد وہ کھنکھاری پھر بولی۔

"تم بیڈ پر سو سکتے ہو مسٹر۔"

"نہیں۔" عمران سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ ہاں وہ کون تھا۔؟

"بلیک ریٹ کا باس۔" شیبا نے کہا۔

"کیا چاہتا تھا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" اسنے کہا اور وہ ساری گفتگو دہرانے لگی جو اسکے اور سیاہ پوش کے درمیان ہوئی تھی۔

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلا دیا چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ لیزر ریڈ اور بلیک ریٹ والوں کو میرے بارے میں کیسے علم ہوا۔؟

"پتہ نہیں۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"تم نے باس کو اسکی اطلاع دی۔" عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔" اسنے نفی میں سر ہلا دیا۔ اب دیتی مگر بلیک ریٹ کا باس سامنے آگیا اور اب تم موجود ہو۔ وہ بے معنی کی جھوٹ بولتی چلی گئی۔

"اب باس کو اطلاع دے دو۔"

"چلیے تم پیغام دہراؤ۔ شیبا نے کہا۔ اسکے بعد ہی میں باس کو مطلع

کروں گی ورنہ اس سے کیا کہوں گی۔؟

"ہونہہ۔" عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر بولا۔ جانتی ہو دونوں راکٹ کیوں پھٹے ہیں ان کی تباہی کی وجہ کیا ہے۔؟

"ہاں۔" وہ چونک کر بولی۔ ان میں فنی خرابی تھی جسکی وجہ سے کرنٹ لیک ہوگیا اور گیس نے آگ پکڑ لی اور وہ دھماکے سے پھٹ گئے۔"

"یہ سائنسدانوں کا خیال ہے۔؟

"ہاں ویسے بھی ساری علامات اسی طرف اشارہ کرتی رہی ہیں۔" شیبا نے کہا مگر تم یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو۔؟

"وجہ ہے۔" عمران نے کہا۔ کیا تم نے یا متعلقہ لوگوں نے کمپیوٹروں سے ریکارڈ ہونے والی دونوں رپورٹیں دیکھی ہیں۔؟

"ہاں۔" شیبا نے کہا۔ کمپیوٹروں نے وہی رپورٹ ریکارڈ کی تھی جو میں نے تمہیں ابھی بتائی ہے۔ کیوں۔؟

"اس لئے کہ دونوں راکٹوں کے پھٹنے کی وہ وجہ نہیں ہے جو کمپیوٹروں نے ریکارڈ کی ہے۔" عمران نے کہا۔

"کیا۔؟" شیبا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں یہ ایک بہت بڑی سازش ہے مادام شیبا۔" عمران نے کہا۔ اور مجھے اسی سازش سے متعلقہ لوگوں کو خبردار کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

"وہ کیا ہے۔؟ شیبا نے پوچھا۔ کیسی سازش ہے۔؟

"یہ میں آئی ایل کے سامنے ہی بتاؤں گا۔"

"کیا۔" شیبا نے حیرت سے عمران کو گھورا۔ "آئی ایل کے بارے میں تم کیسے اور کیا کچھ جانتے ہو۔ بولو۔"

"جن لوگوں نے مجھے بھیجا ہے ان لوگوں نے مجھے ضروری معلومات بھی فراہم کی ہیں" عمران نے کہا۔ "لہذا کیا اور کیوں کے چکر میں مت پڑو۔"

"اوہ" شیبا کے منہ سے نکلا۔

"اگر میرے سامنے آئی ایل سے رابطہ قائم نہیں کرنا چاہتیں تو میں کمرے سے باہر چلا جاتا ہوں بولو۔"

"نہیں" شیبا نے کہا۔ "اس سے بہتر ہے کہ تم دوسرے کمرے میں چلے جاؤ"

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اسکے ذہن میں صفدر یا جولیا سے رابطہ قائم کرنے کا خیال تھا۔

دفعتاً کلائی پر موجود رسٹ واچ گرم ہو گئی اور صفدر چونک پڑا اس نے مضطربانہ انداز میں جولیا کی طرف دیکھا۔

"کیا ہوا۔" جولیا نے سرگوشی میں پوچھا۔

"کال" صفدر نے مختصراً کہا۔

"باتھ روم ہو آؤ" جولیا نے کہا۔

"لیکن" صفدر نے کہا۔ "کال کس کی ہو سکتی ہے۔"

"عمران کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے یہاں کال کرنے والا۔" تنویر نے کہا۔ "وہی حضرت غائب ہیں"

"تم جاؤ صفدر" جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے" صفدر نے کہا اور اٹھ کر اس طرف چلا آیا جس طرف باتھ روم بنے ہوئے تھے۔ دس بارہ باتھ روم تھے وہ ایک میں داخل ہوا اور دروازہ بند کر کے اس نے بیسن کا نل کھول دیا اور پانی گرنے کی آواز سنتے ہی رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور بولا۔

"اٹ از صفدر سعید۔ ہیلو"

"ایکسٹو" دوسری جانب سے ایکسٹو کی مخصوص بھرائی ہوئی آواز سنائی دی اور صفدر بری طرح سے چونک پڑا۔

"چیف آپ اور یہاں۔" بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔

"تمہیں حیرت کیوں ہے۔" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"آپ نے عمران کو انچارج بنا کر بھیجا تھا اس لئے جناب"

"اب وہ کہاں ہے۔"

"پتہ نہیں" صفدر نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔" ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔

"یہاں کیبرے رقص کے دوران ہنگامہ ہو گیا تھا جناب"

"تفصیل۔ صفدر۔ تفصیل" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"یس چیف" صفدر نے کہا۔ "عمران ہمیں تاج میں کیبرے دکھانے
تھا جب رقاصہ ننگی ہونے لگی تو ہم سب کیبرے ہال سے اٹھ آئے تھے لیکن
عمران وہیں رہ گیا تھا جناب اس کے بعد کیبرے ہال سے گولیوں کی آواز آ
"ہونہہ" ایکسٹو کی غراہٹ ابھری۔
"پھر فائرنگ کے ساتھ ہی وہاں بھگدڑ مچ گئی اور۔۔۔" صفدر
تفصیل دوہراتا چلا گیا پھر بولا۔ "ہم محض عمران کی وجہ سے یہاں رکے
مگر عمران کا اب تک کوئی پتہ نہیں ہے"
"مرنے والوں میں اسے دیکھا۔؟"
"وہ مرنے والوں میں بھی نہیں ہے اور نہ ہی زخمیوں میں"
صفدر نے کہا۔ "ہمارا خیال یہی ہے کہ انھیں اغوا کر لیا گیا ہے"
"اس خیال کی وجہ۔؟" ایکسٹو نے پوچھا۔
"کچھ ویٹروں نے عقبی راستے سے لوگوں کو بھاگتے دیکھا تھا وہ
لوگ اپنے شانے پر لاشیں یا زخمیوں کو اٹھاتے ہوئے تھے"
"گویا وہ اغوا کرنے والوں کو اس طرف سے لے گئے ہیں"
"یس چیف جن کو لے جایا گیا ہے ان کی تعداد دو ہے ایک کی شناخت
ہو گئی ہے وہ رقاصہ شیبا کا سیکرٹری جم تھا جبکہ دوسرے اغوا
شدہ کی کوئی شناخت نہیں ہو سکی"
"ہونہہ" ایکسٹو کی آواز آئی۔
"مرنے والے مددگار دوہوں کے لوگ میں ایک بلیک ریٹ ہے اور دوسرا

لیزرڈ کہلاتا ہے" صفدر نے بتایا۔
"ٹھیک ہے" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "اب غور سے احکامات سنو"
"یس چیف" صفدر نے کہا۔
"تم چوتھی منزل پر روم نمبر چار سو دس میں موجود رقاصہ شیبا کی نگرانی کرو گے
اور ہر لمحے اس پر نگاہ رکھو گے"
"بہت بہتر جناب عالی" صفدر نے کہا۔
"ممکن ہے ابھی یا کچھ دیر بعد وہ کہیں جائے" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "اس
صورت میں تمہیں بہت چھپ کے رہ کر تعاقب کرنا ہے"
"بہت بہتر" صفدر نے کہا۔
"میں یہ نہیں سننا چاہتا کہ وہ تمہیں ڈاج دے گئی"
"ایسا نہیں ہوگا چیف" صفدر نے کہا۔ "میں ہر ممکن طریقے پر اس کی نگاہ
میں آئے بغیر تعاقب کروں گا"
"ٹھیک" عمران نے کہا۔ "رپورٹ میں خود لے لوں گا ایمرجنسی کی
صورت میں تم رابطہ قائم کر سکتے ہو"
"بہت بہتر جناب عالی" صفدر نے کہا۔ "مگر۔۔۔۔۔"
"مگر کیا" ایکسٹو کی آواز آئی۔ "رک کیوں گئے۔؟"
"عمران صاحب کے بارے میں آپ نے کوئی حکم نہیں دیا"
"کیا چاہتے ہو۔؟" ایکسٹو کی آواز آئی۔
"یہی چیف کہ عمران صاحب کے معاملے کو بھی دیکھنا چاہیے"

"اگر وہ اغوا ہوا ہے تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ عمران کو اس کی مرضی کے بغیر اغوا کیا گیا ہے۔" ایکسٹو کی آواز آئی۔

"اوہ۔ تو کیا۔" صفدر نے کہنا چاہا۔

"ہاں" ایکسٹو کی آواز ابھری۔ "اگر وہ اغوا ہوا ہے تو اس میں اس کی پلاننگ کا دخل ہوگا ورنہ وہ آزاد ہوگا۔"

"سمجھ گیا چیف۔" صفدر نے کہا۔

"بس تو روانہ ہو جاؤ۔"

"جولیا وغیرہ کے لئے کوئی حکم۔؟"

"انہیں چھوڑ رہائش گاہ پر جا کر حکم کا انتظار کریں۔" ایکسٹو کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہاتھ دھونے لگا پھر وہ رومال سے خشک کرتا ہوا باتھ روم سے نکل آیا باہر نکل کر اس نے گہری نگاہوں سے آس پاس کا جائزہ لیا اور آگے بڑھنے لگا۔

"کیا ہوا۔؟" صفدر کے بیٹھتے ہی جولیا نے پوچھا۔

"بتاتا ہوں۔" صفدر نے کہا۔

"کال عمران کی تھی نا۔؟" جولیا نے مضطربانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔" صفدر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"پھر۔؟" جولیا سوالیہ نشان بن گئی۔

"چیف کی کال تھی۔" صفدر نے بتایا۔

"کیا۔؟" جولیا حیرت سے اچھلی۔

"ہاں۔ اس نے ایک کام میرے سپرد کیا ہے۔؟"

"مگر۔" جولیا نے کہا۔ "چیف یہاں کہاں۔؟"

"ہم اکثر بھول جاتے ہیں جولیا۔" صفدر نے کہا۔ "کہ چیف ہمیشہ ہمارے آس پاس ہی ہوتا ہے اور خاص خاص مواقعوں پر ہمیں اس کا ثبوت مل چکا ہے پھر بھی ایسے موقعے پر حیرت ظاہر کرتے ہیں۔"

"چھوڑو۔" جولیا نے ہنکارہ بھرا۔ "کیا کام سپرد ہوا ہے۔؟"

"رقاصہ شیبا کی نگرانی۔"

"کیا۔" جولیا حیرت سے بولی۔

"ہاں۔" صفدر نے کہا۔ "مجھے اس کی نگرانی اور تعاقب کے لئے کہا گیا ہے۔"

"اب سمجھی۔" جولیا نے سرسراتے لہجے میں کہا۔

"کیا سمجھیں۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"کوئی خاص بات۔؟" خاور نے کہا۔

"ہاں۔" جولیا نے کہا۔ "عمران جو واہیات حرکات کرتا رہا ہے اس کا مقصد اب میری سمجھ میں آیا ہے۔"

"وہ کیا۔؟" خاور نے پوچھا۔

"یہی کہ وہ کسی طور پر ہمیں کیبرے ہال سے ہٹانا چاہتا تھا۔"

"مگر کیوں۔؟" نعمانی نے پوچھا۔ "اس سے عمران کا کیا مقصد تھا۔"

"یہی کہ وہ رقاصہ سے کھل کر بات کر سکے۔"

"کیا مطلب۔" نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب یہ کہ تمہیں وہ بے معنی الفاظ یاد ہیں جب پہلی بار رقاصہ کی ہماری میز پر آنے کے بعد اس کے جھکتے ہی عمران نے کہے تھے۔؟"

"الفاظ تو یاد نہیں مگر یہ یاد ہے کہ عمران صاحب نے کچھ کہا تھا۔" تنویر نے جواب دیا۔ "اور وہ واقعی بامعنی الفاظ نہیں تھے۔"

"جوابا رقاصہ نے بھی ایسے ہی الفاظ کہے تھے۔" صدیقی نے کہا۔

"ہاں اور اب میں وثوق سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ الفاظ ان دونوں کے درمیان کوڈ ورڈز کے تبادلے کے طور پر کہے گئے تھے۔"

"اوہ۔" خاور کے منہ سے نکلا۔

"اس کے بعد ہی عمران نے کیبرے کے کسی شوقین کا پارٹ پلے کرنا شروع کیا تھا۔" جولیا نے کہا۔ "پھر آخر ہمیں وہاں سے اٹھنا ہی پڑا۔"

"مگر ہمارے اٹھ آنے سے عمران کو کیا فرق پڑا۔" تنویر نے پوچھا۔

"یقینا وہ نہیں چاہتا تھا کہ رقاصہ اور اس کا تعلق یا رقاصہ سے کی جانے والی گفتگو ہم میں سے کسی کے علم میں آئے۔"

"ہونہہ۔" انہوں نے ہنکارہ بھرا۔

"بات تمہاری کسی حد تک ٹھیک ہے جولیا۔" صفدر نے کہا۔ "اگر ایسا نہ ہوتا تو چیف مجھے رقاصہ شیبا کے پیچھے کیوں لگاتا۔؟"

"بالکل ٹھیک۔" جولیا نے کہا۔

"ممکن ہے شیبا جب باہر آئے تو عمران صاحب اس کے ساتھ ہوں۔؟" صفدر

نے کہا اور جولیا سر ہلا کر بولی۔

"نہیں۔ اگر عمران اس کے ساتھ ہوتا تو چیف تمہیں اس سے آگاہ ضرور کر دیتا تاکہ تم محتاط رہو اور عمران کو اس کے ساتھ دیکھ کر کنفیوز نہ ہو جاؤ۔"

"شاید۔" صفدر نے کہا۔ "میں چلتا ہوں ایسا نہ ہو کہ شیبا نکل جائے اور مجھے ایکسٹو کا عتاب سہنا پڑے۔"

"رائیٹ۔" خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔" جولیا نے کہا۔ "ہاں چیف نے ہمارے لئے کچھ کہا تھا۔"

"ہاں۔" صفدر نے کہا۔ "چیف کا حکم یہ ہے کہ تم سب رہائش گاہ پر جا کر چیف کے حکم کا انتظار کرو شاید وہ تمہیں بھی کام سے لگانا چاہتا ہے۔"

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔" جولیا نے کہا۔ "بہرحال تم جاؤ ہم بھی بل دے کر یہاں سے رہائش گاہ کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔"

"رائیٹ۔" صفدر نے کہا اور اٹھ کر اس طرف بڑھنے لگا جس طرف اوپر جانے کے لئے لفٹیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک لفٹ نے اسے چند لمحوں میں چوتھی منزل پر پہونچا دیا تھا۔ روم نمبر چار سو دس کے سامنے رک کر اس نے آس پاس کا جائزہ لیا اور پھر کی ہول پر جھک گیا۔

اندر صرف کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ یہاں ہر روم کے اندر دو کمرے اور ایک اسٹڈی بنی ہوئی تھی صرف سوئٹ کے اندر چار کمرے اور ایک اسٹڈی تھی اور اس وقت اسے صرف ایک کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ دروازہ بند ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ شیبا چلی گئی ہو۔؟

اگر وہ موجود ہوتی تو دروازہ بند نہیں ہونا چاہیے تھا چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اسنے دروازے کے ہینڈل کو گھمایا ہینڈل گھوم گیا مگر دروازہ نہیں کھلا۔ ہلکی سی آواز ہو کر رہ گئی ٹھیک اسی لمحے اسنے اسعد کمرے کا دروازہ کھلتے دیکھا اور حیرت زدہ رہ گیا کمرے سے نکلنے والا اسکے لئے انجان نہیں تھا۔

یہ علی عمران تھا اس میک اپ میں نہیں تھا جس میں وہ ان کے ساتھ بیٹھا تھا مگر یہ ماسک میک اپ اسکے لئے انجانا نہیں تھا۔ عمران دوسری طرف بڑھ کر نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ اسنے ایک طویل سانس لی اور سیدھا ہو گیا۔ عمران کی اندر موجودگی سے ایک بات صاف ہو گئی تھی۔

اور وہ یہ کہ رقاصہ شیبا اندر موجود ہے اور اسکے بارے میں جولیا کا خیال بالکل صحیح ثابت ہوا تھا کہ عمران نے محض انہیں کیبرے ہال سے ہٹانے کے لئے وہ حرکتیں کی تھیں یقیناً وہ نہیں چاہتا تھا کہ رقاصہ شیبا اور عمران کی ملاقات یا تعلق سے ان میں سے کوئی بھی واقف ہو سکے۔

مگر کیوں۔ یہ ایک ایسا سوال تھا جس کا جواب صفدر کے پاس نہیں تھا اس کا جواب شیبا کے تعاقب اور انکے درمیان ہونے والی گفتگو سننے کے بعد ہی مل سکتا تھا وہ پھر کی ہول پر جھکا مگر کچھ نظر نہیں آیا اور وہ آگے بڑھتا چلا گیا پھر گیلری میں جا کھڑا ہوا۔

اب وہ اس طرح سے کھڑا ہوا تھا کہ اگر شیبا یا عمران کمرے سے نکلیں تو وہ تیزی سے انکی نگاہوں میں آئے بغیر آڑ میں ہو جاتے۔ وہ انتظار کرتا رہا اور وقت آہستہ آہستہ گزرنے لگا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد شیبا کمرے سے نکلتی نظر آئی تھی عمران بھی اسکے ساتھ تھا وہ دونوں لفٹ کے بجائے اسی طرف آنے لگے۔ صفدر سمجھ گیا کہ وہ عقبی زینے اختیار کرنا چاہتے ہیں صفدر کا اندازہ صحیح نکلا وہ اس زینے پر مڑ گئے جس سے ویٹر رہائش رکھنے والوں کو کچن سے سروس دیتے تھے۔

یہ اندازہ کر کے کہ وہ لوگ نصف زینے عبور کر چکے ہونگے صفدر بھی اسی طرف بڑھا اور زینے طے کرنے لگا۔ گراؤنڈ فلور پر پہنچ کر وہ رک گیا۔ عمران اور شیبا عقبی دروازے سے باہر نکل رہے تھے۔ جیسے ہی باہر نکل کر انہوں نے دروازہ بند کیا صفدر تیزی سے اسی طرف دوڑا۔

وہ لوگ تاریک گلی میں آگے بڑھ رہے تھے۔ صفدر بھی دیوار سے لگ کر اسی طرف بڑھنے لگا پھر وہ ایک اسٹیشن ویگن کے پاس جا کر رک گئے۔ صفدر نے شیبا کی آواز سنی مگر اسنے کیا کہا تھا یہ وہ نہیں سمجھ سکا مگر یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ ویگن کی اسٹیرنگ سیٹ پر کوئی موجود ہے۔

وہ دونوں آگے سے گھوم کر اگلی سیٹ کی طرف بڑھے اور صفدر دوڑ کر عقبی حصے کے پاس پہنچا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر لیا دروازہ بند کرتے ہی ویگن حرکت میں آ گئی تھی۔ صفدر ویگن کے حرکت میں آنے کے جھٹکے سے گرتے گرتے بچا تھا۔

ویگن میں کچھ پیٹیاں لدی ہوئی تھیں اور وہ انہی کا سہارا لے کر سنبھل سکا تھا پھر وہ ویگن کے اگلے حصے کی طرف بڑھا ڈرائیونگ سیٹ اور عقبی حصے کی درمیانی دیوار میں جھلملی ٹائپ کی جالی لگی ہوئی تھی۔

اس جالی سے ہوا اور آوازیں تو اندر آ سکتی تھیں مگر دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ اس کے پاس جا کر رک گیا اور انکی گفتگو سننے لگا۔ جیسے جیسے وہ انکی گفتگو سن رہا تھا انکی حیرت بڑھتی جا رہی تھی۔

عمران کال سے نمٹ کر پھر اس کمرے کی طرف بڑھا جس میں شیبا تھی اس کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ رکا اور دستک دی۔

"آجاؤ" شیبا کی آواز آئی اور وہ اندر داخل ہو گیا۔

"کیا رہا۔؟" اسنے شیبا سے پوچھا۔

"میں نے باس سے بات کی ہے مسٹر جی" شیبا نے کہا۔ جی سے مراد گوبند رام تھی عمران اس وقت گوبند رام ہی کا رول پلے کر رہا تھا۔

"کیا کہا باس نے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"وہ تم سے ملنے کے لئے تیار تو ہے مگر......"

"مگر کیا۔؟" عمران نے شیبا کے رکنے پر پوچھا۔

"آپکو باس تک لے جانے کے لئے اسنے ایک ہدایت دی ہے" شیبا نے کہا۔

"وہ کیا" عمران نے پوچھا۔

"گاڑی میں بتا دونگی" شیبا نے کہا پھر بار کیبنٹ کی طرف بڑھتے

ہوئے بولی "کیا پیئو گے تم۔؟"

"خون جگر بھی پی سکتا ہوں مگر تم صرف ٹھنڈا پانی پلوا دو"

"کیوں۔؟" شیبا نے کہا "تم شراب نہیں پیتے۔؟"

"پیتا ہوں مگر فرصت میں"

"کیا مطلب۔؟" شیبا نے پوچھا "کیا اس وقت فرصت نہیں ہے۔؟"

"مطلب یہ کہ جب میں کام پر ہوتا ہوں تو نہیں پیتا" عمران نے کہا "میرے لئے فرصت کا وقت وہ ہوتا ہے کہ جب کوئی کام میرے ہاتھ میں نہ ہو اور اس وقت میں ایک کام کر رہا ہوں اس لئے نہیں پیئو نگا"

"اوہ" وہ عمران کی وضاحت پر اوہ کر کے رہ گئی۔ "گاڑی میں کہاں چلنا ہے۔؟"

"یہ میں نہیں جانتی" شیبا نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا مطلب۔؟" عمران نے پوچھا۔

"مجھے حکم ملا ہے کہ عقبی راستے سے باہر نکلیں اور گلی میں کھڑی ویگن میں بیٹھ جائیں وہ ہمیں باس تک پہونچا دے گی"

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا پھر وہ بولا "کب چلنا ہے۔؟"

"پندرہ منٹ بعد" شیبا نے جواب دیا اور بار کیبنٹ سے اپنے لئے ایک جام تیار کیا اور عمران کے قریب چلی آئی اور بولی "بیٹھو گے بھی نہیں۔؟"

"پندرہ منٹ ہیں" عمران نے کہا "بیٹھنا تو پڑے گا"

"تو پھر آؤ بیٹھو" وہ بیڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

"یہاں آجاؤ" وہ بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"میں یہاں ٹھیک ہوں مادام شیبا"

"کیوں" شیبا نے جام خالی کرتے ہوئے پوچھا "کیا تم انتظار کے وقفے سے فائدہ نہیں اٹھاؤ گے۔؟"

"ضرور اٹھاؤں گا" عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میرے پاس آجاؤ"

"جو فائدہ میں اٹھانا چاہتا ہوں وہ یہاں صوفے پر بیٹھے بیٹھے بھی اٹھا سکتا ہوں" عمران نے سر ہلایا۔

"مذاق مت کرو" وہ جھلا کر بولی۔

"مذاق نہیں کر رہا" عمران نے کہا "پندرہ منٹ کے اس وقفے میں میں کچھ سوچنا چاہتا ہوں مادام شیبا"

"اور تم اسے فائدہ کہہ رہے ہو۔؟"

"ہاں" عمران نے سر ہلایا "یہ فائدے والی بات ہے"

"احمق ہو" وہ منہ بگاڑ کر بولی۔

"ازلی ہوں" عمران ہنسا "تم نے کوئی نئی بات نہیں کی"

"ہونہہ" وہ غرائی اور بیڈ سے اٹھ کر بار کیبنٹ کی طرف بڑھ گئی اور دوبارہ اپنے لئے جام تیار کرنے لگی۔

"پندرہ منٹ ہونے والے ہیں" عمران نے اس وقت کہا جب وہ چوتھا جام چڑھا رہی تھی۔

"ہونے دو" وہ غرائی۔

"ٹھیک ہے" عمران نے کہا "میرا فرض پورا ہو گیا اب تمہاری مرضی ہے کہ تم میرے پاس موجود پیغام سے فائدہ....."

"دھمکی مت دو چلو" شیبا غرائی اور جام خالی کر کے ایک جھٹکے سے بار کیبنٹ پر رکھ کر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ پانچ منٹ بعد وہ عقبی راستے سے باہر نکل رہے تھے۔ باہر دروازے سے کچھ دور تاریکی میں ویگن کھڑی ہوئی تھی شیبا اسی طرف بڑھتی چلی گئی۔

اسٹیرنگ کرنے والے سے شیبا نے کچھ کہا تھا جسے دور ہونے کی وجہ سے عمران نہیں سن سکا تھا وہ آگے سے گھوم کر اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ ہی آ بیٹھے تھے اب عمران درمیان میں تھا اور دائیں بائیں ڈرائیور اور شیبا تھی ویگن حرکت میں آ گئی۔

"کہاں چلنا ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"خاموشی سے بیٹھے رہو" ڈرائیور نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔؟" عمران غرا کر بولا۔

"باس جو حکم دیتا ہے اسکی خلاف ورزی ہم میں سے کوئی نہیں کر سکتا"

"گویا منزل کے بارے میں بتانے سے تمہارے باس نے منع کیا ہے۔؟"

"عقلمند ہو" وہ اسی لہجے میں بولا۔

"ہونہہ" عمران نے سر ہلا دیا۔

"سازش کے بارے میں کچھ بتاؤ" شیبا نے کہا۔

"نہیں" عمران نے سر ہلایا۔ "تم لوگ راز داری برت رہے ہو تو مجھے ضرورت نہیں کہ تمہیں سازش کے بارے میں بتاؤں"

"ہونہہ" اسنے سر ہلایا۔

"باس کے سامنے تو بتاؤ گے ہی" اسٹیرنگ کرنے والے نے کہا۔

"مجھے اسی کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے" عمران غرایا۔

"کیا پچھلے تباہ ہونے والے دونوں راکٹ بھی سازش ہی کا نشانہ تھے۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"مجھے نہیں پتہ" عمران جھلا کر بولا۔

"ناراض ہو گئے" شیبا نے کہا۔

"راز داری کی وجہ سے میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا مادام شیبا" عمران نے کہا۔ "بہتر ہے کہ کوئی اور بات کریں"

"میں نے کوئی اور بات کرنے کی بھی کوشش کی تھی مگر تم راضی نہ ہوئے" شیبا معنی خیز انداز میں بولی۔

"ہم کتنی دیر میں پہونچیں گے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ابھی آنکھوں پر پٹی بندھوا لو" شیبا نے عمران کی بات کا جواب گول کرتے ہوئے کہا اور عمران چونک پڑا۔

"یہ بھی تمہارے باس کا حکم ہے۔؟" وہ غرایا۔

"ہاں" اسنے سر ہلایا پھر شیبا سے بولا۔ "چلو آنکھوں پر پٹی باندھ دو"

"ابھی لو" کہتے ہوئے شیبا نے ویگن کے ڈیش بورڈ سے ایک سیاہ پٹی برآمد کی اس پٹی کے دونوں کنارے ایک لاسٹک سے جڑے ہوئے تھے۔ اسنے وہ پٹی عمران کی آنکھوں پر چڑھادی پٹی اتنی چوڑی تھی کہ اس نے آنکھوں کے ساتھ ناک اور ماتھے کا کچھ حصہ بھی گھیر لیا تھا۔

پھر دو تین لمحے گزرے ہوں گے کہ عمران نے کلوروفام کی بو محسوس کی اور چونک پڑا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اسے بیہوش کرنا چاہتے تھے۔ اسنے فوراً سانس روک لیا وہ حبس دم کا ماہر تھا اور کئی گھنٹے سانس روک سکتا تھا۔ اسنے اپنے آپ کو اسٹیرنگ کرنے والے کی جانب لڑھکا دیا۔

"سنبھالو اسے" وہ سرد لہجے میں بولا۔

"چوراہے سے موڑ لینا" شیبا نے عمران کو اپنی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ کیا کرنا ہے" وہ غرایا۔ "تم ہدایتیں مت دو"

"ہونہہ" شیبا پھنکار کر رہ گئی۔

"تم نے اس پر ڈورے ڈالے تھے۔؟" اسٹیرنگ کرنے والے نے کچھ دیر بعد پوچھا۔ اور شیبا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"ڈورے کیا میں نے تو رسے ڈالے تھے مگر" وہ چپ ہو گئی۔

"مگر کیا۔؟" اسنے پوچھا۔

"یہ دنیا کا سب سے بڑا احمق ہے"

"کوئی سیکرٹ ایجنٹ احمق نہیں ہوا کرتا"

"مگر یہ ہے" شیبا ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی۔

"کن معنوں میں۔؟" اسنے پوچھا۔

"جنس اور عورت کے معاملے میں" شیبا نے کہا۔

"اس نے تمہیں ٹھکرا دیا ہے اس لئے۔؟"

"ہاں" شیبا تلملا کر بولی۔

"ممکن ہے یہ کسی قابل ہی نہ ہو۔؟"

"ایسا نہیں ہے" شیبا نے کہا پھر بولی۔ "باس نے اسے بیہوش کرنے کا حکم کیوں دیا تھا۔؟ کچھ پتہ ہے۔؟"

"نہیں" وہ سر ہلا کر بولا۔ "ہم حکم کے بندے ہیں مادام شیبا"

"ہونہہ" شیبا ہنکارہ بھر کر رہ گئی۔ چند لمحے بعد ٹیکسی گارڈن ہوٹل شیرٹن کے پارکنگ میں رکی اور وہ اتر پڑے۔ انجن بند کر کے وہ نیچے اتر گئے پھر اسٹیرنگ کرنے والے نے عمران کو سیٹ سے اتار کر شانے پر لاد دیا تھا وہ اسے اٹھائے ہوئے ہوٹل کے عقبی حصے کی طرف بڑھے تھے۔

یہاں صرف ایک آدمی عقبی دروازے پر موجود تھا انہیں دیکھتے ہی اس نے بڑی تیزی سے دروازہ کھول دیا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے" عمران کو اٹھانے والے نے پوچھا۔

"سب ٹھیک ہے چلے جاؤ" اسنے جواب دیا۔

"باس موجود ہے۔؟" اسنے اندر داخل ہونے کے بعد پوچھا۔

"ہاں اور تمہارا انتظار کر رہا ہے"

"ٹھیک ہے" کہنے کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا اور اوپر جانے والے زینے

طے کرنے لگا عمران اسکے شانے پر لدا سب کچھ دیکھ اور سمجھ رہا تھا۔

"چھٹی منزل تک ایسے ہی لے کر چلو گے۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"میں احمق نہیں ہوں" وہ غرایا۔ "دوسری منزل سے لفٹ لے لیں گے"

"ٹھیک ہے" شیبا نے کہا اور وہ دوسری منزل پر پہنچ کر وہ لفٹ والے حصے میں پہنچے اور لفٹ نے چند لمحوں میں ان کو چھٹی منزل پر پہنچا دیا چھٹی منزل پر وہ روم چھ سو دس کے سامنے رکے تھے۔

"آجاؤ" شیبا کی دستک کے جواب میں ایک کرخت آواز سنائی دی اور وہ اندر داخل ہو گئے۔ اندر صرف ایک ہی آدمی نظر آ رہا تھا قیمتی سوٹ اور ہاتھوں میں پہنی ہوئی قیمتی انگوٹھیاں اسے امیر تر ظاہر کر رہی تھیں وہ ایک لمبی سی شیشے کے ٹاپ والی میز کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔

"اسکی تلاشی لی" وہ کرخت آواز میں بولا۔

"نو باس" اسے لانے والے نے کہا۔

"گدھے ہی رہو گے چلو تلاشی لو" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔

"یس باس" اسنے کہا اور عمران کو نیچے قالین پر ڈال کر اسکے لباس کی تلاشی لینے لگا مگر اسے کچھ نہیں ملا سوائے پرس کے۔

"پرس میں کیا ہے۔؟" وہ غرایا۔

"صرف کرنسی ہے باس" اس نے جلدی سے جواب دیا۔

"ہونہہ" وہ غرایا۔ "اسے ہوش میں لاؤ"

"رائیٹ باس" اسنے کہا اور دیوار کے ساتھ لگی میز کی طرف بڑھ گیا

پھر پانی کا گلاس لا کر عمران کے منہ پر انڈیل دیا۔ عمران پہلے کسمسایا پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھول دیں پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں کہاں ہوں" عمران نے کہا۔

"باس کے سامنے" شیبا نے کہا۔

"باس ۔؟" عمران بڑبڑایا اور باس کو دیکھنے لگا۔

"اٹھو اور کرسی پر بیٹھ جاؤ مسٹر گوبند رام" باس نے کہا۔

"ہونہہ" عمران نے کہا اور اٹھ کر صوفے کے پاس والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ بار بار سر جھٹک رہا تھا۔ "مجھے کیا ہو گیا تھا۔؟"

"آپ شاید سو گئے تھے" اسے لانے والے نے کہا۔

"نہیں" عمران نے کہا۔ "میں بیہوش ہو گیا تھا شاید"

"ایسی بات نہیں تھی" باس نے کہا۔

"مجھے اکثر بیہوشی کا دورہ پڑتا ہے" عمران نے کہا۔ "بیٹھے بیٹھے ہی بیہوش ہو جاتا ہوں اب بھی ایسا ہی ہوا ہو گا"

"شاید" اس نے کہا پھر شیبا سے کہا۔ "انہیں شراب دو"

"یہ شراب نہیں پیتا میں کافی لاتی ہوں" شیبا نے کہا اور دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ عمران باس کو گھور رہا تھا۔

"ہاں مسٹر گوبند رام" باس نے کہا۔ "تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے۔"

"ہاں اور کیوں ملنا چاہتا ہوں یہ آپ جانتے ہیں" عمران نے کہا۔

باس سر ہلا کر بولا۔

"شیبا نے بتایا ہے کہ تم پیغام صرف مجھے دینا چاہتے ہو۔؟"

"ہاں" عمران نے سر ہلایا۔ "میں نے شیبا سے یہی کہا ہے"

"مگر کیوں" کرخت آواز والے نے پوچھا۔

"مجھے یہی حکم تھا کہ میں سوائے آئی ایل کے کسی اور کو پیغام نہیں دوں"

"میرے اس کوڈ نام کے بارے میں تمہیں کیسے علم ہوا۔؟"

"ابھی میں نے کہا ہے کہ یہی حکم تھا کہ سوائے آئی ایل کے کسی اور کو پیغام نہیں دوں اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کوڈ نام مجھے ان لوگوں سے معلوم ہوا ہے جنہوں نے پیغام تم تک پہنچانے کی ذمے داری مجھے سونپی ہے"

"ہونہہ" وہ چند لمحے عمران کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "پیغام کیا ہے۔؟"

"وہ میں تنہائی میں ہی بتلا سکتا ہوں"

"شیبا اور جیکی کی موجودگی میں تم ہر بات بتا سکتے ہو"

"پیغام لیک آؤٹ ہوا تو ذمے داری تمہاری ہو گی۔؟"

"ٹھیک ہے" وہ غرایا۔ "پیغام دوہراؤ"

"پیغام یہ ہے کہ تیسرا راکٹ بھی فضا میں بلند ہوتے ہی پھٹ جائے گا"

"یہ پیغام ہے۔؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے سر ہلایا۔ "تیسرے راکٹ کی مشنری میں فیول سسٹم کے ساتھ دھماکے سے پھٹنے والا مواد موجود ہے"

"کیا۔؟" آئی ایل نے حیرت سے پوچھا۔ "دھماکے سے پھٹنے والا مواد۔؟"

"ہاں" عمران نے کہا۔ "لیکن ماہر ترین سراغرساں بھی اس مواد کو چیک

نہیں کر سکیں گے وہ ایسی ہی مہارت سے لگایا گیا ہے۔

"پیغام میں اور کیا ہے۔؟"

"مجھے اس مواد کے سلسلے میں بہت کچھ تربیت دی گئی ہے سمجھایا گیا اور اب میں فیول سسٹم سے اس مواد کو ہٹا سکتا ہوں۔"

"ہونہہ۔" آئی ایل نے ہنکارہ بھرا۔

"اس کے لئے راکٹ کی پرواز سے پہلے مجھے راکٹ اسٹیشن پر ہوگا۔" عمران نے کہا۔ "تاکہ میں راکٹ کو دھماکہ خیز مواد سے محفوظ کر کے اسے کامیاب پرواز کے قابل بنا سکوں۔"

"یہ سب کچھ زبانی کہا گیا ہے۔؟" آئی ایل نے پوچھا۔

"اس سوال کا جواب میں اس وقت دوں گا کہ جب تم مجھے یقین دلا کر آئی ایل تم ہی ہو۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔" آئی ایل کے منہ سے نکلا۔ "میں کس طرح ثابت کروں کہ میں ہی آئی ایل ہوں۔؟ بولو۔؟"

"یہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو۔"

"کیا تمہیں شیبا اور جوڈی کی گواہی پر شبہ ہے کہ میں آئی ایل نہیں ہوں کوئی اور فرد ہوں۔؟"

"شبہ کرنا میرے پیشے کا پہلا اصول ہے۔" عمران نے کہا۔

"پھر۔؟" آئی ایل نے کہا۔ "میں کس طرح تمہیں مطمئن کروں۔؟"

"اس بارے میں مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اگر میں ثابت نہ کر سکا کہ اصل آئی ایل ہوں تو۔؟" آئی ایل نے پوچھا۔ "اس صورت میں تم کیا کرو گے۔؟"

"واپس چلا جاؤں گا۔" عمران نے جواب دیا۔

"کیا ہم تمہیں ایسے ہی واپس جانے دیں گے۔؟"

"اگر تم میری ایک ایک بوٹی بھی الگ کر دو تو بھی تم مجھ سے ایک نقطہ نہیں اگلوا سکو گے۔" عمران ایک ایک نقطے پر زور دے کر بولا۔

"ہونہہ۔" آئی ایل نے سر ہلایا پھر بولا۔ "ان لوگوں نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ اصلی آئی ایل کی شناخت کیا ہے۔؟"

"بتایا ہے۔" عمران نے کہا۔ "اور اگر اجازت دو تو۔۔۔؟"

"ٹھیک ہے۔" آئی ایل نے کہا۔ "تم جس طرح چاہو اطمینان کر لو کہ میں ہی اصل آئی ایل ہوں دھوکے باز نہیں۔"

"اپنی قمیض کمر پر سے ہٹا دو۔" عمران نے کہا۔

"اوہ۔" آئی ایل کے منہ سے نکلا۔ "تم ایسا کیوں چاہتے ہو۔؟"

"محاذ جنگ پر ایک دفعہ تمہیں ٹینک شکن میزائل کا ٹکڑا آ کر لگا تھا وہ زخم صحیح ہو گیا مگر کمر پر تین کونے والا ایک داغ چھوڑ گیا یہی داغ تمہاری صحیح پہچان ہے مسٹر آئی ایل۔"

"گڈ۔" آئی ایل نے کہا اور قمیض کمر پر سے ہٹا کر عمران کے سامنے گھوم کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی کمر پر تکونہ داغ موجود تھا عمران نے اسے ہاتھ لگا کر دیکھا اور مطمئن انداز میں سر ہلا کر بولا۔

"مجھے اطمینان ہو گیا کہ تم ہی اصل آئی ایل ہو"۔

"اب میرے سوال کا جواب بھی دے دو"۔ وہ تحقیق صحیح کرتا ہوا بولا "کہ پیغام صرف زبانی ہے یا تحریری بھی۔؟"

"تحریری بھی موجود ہے"۔ عمران نے کہا۔

"وہ تحریری پیغام کہاں ہے۔؟ کیا ہوٹل میں ہے۔؟"

"نہیں میرے پاس موجود ہے"۔ عمران نے کافی لے کر اندر آتی شیبا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر کہاں"۔ آئی ایل نے پوچھا۔ "ابھی تلاشی میں تو تمہارے پاس سے کچھ بھی نہیں نکلا پیغام تو بڑی بات ہے"۔

"نکل آئے گا"۔ عمران نے کہا۔ "مائیکرو پروجیکٹر منگا لیجئے تاکہ میں آپ کو پیغام دے کر اسے سمجھا بھی سکوں"۔

"شیبا"۔ آئی ایل نے شیبا کی طرف دیکھا۔

"ابھی لائی باس"۔ شیبا نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔

"پیغام کہاں ہے۔؟" آئی ایل نے پھر پوچھا۔

"یہ رہا"۔ کہتے ہوئے عمران نے جوتا اتار کر اس کی ایڑھی کو کسی ڈھکنے کی طرح گھمایا اور ایڑھی الگ کر کے ایڑھی کے اندر بنے والی خلا سے ایک موٹی سی مائیکرو فلم نکال کر ایڑھی صحیح کی اور وہ فلم آئی ایل کی طرف بڑھا دی جو بڑی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بہت خوب"۔ آئی ایل نے کہا۔ "تو یہ ہے اصل پیغام۔؟"

"ہاں"۔ عمران نے کہا ہی تھا کہ شیبا ایک کیمرہ سائز پروجیکٹر لے کر آگئی

ہوتی۔ عمران نے پروجیکٹر اور فلم ایڈجسٹ کی اور پروجیکٹر آن کر دیا۔ فوراً ہی اسکرین کے طور پر استعمال کی جانے والی دیوار پر ایک تحریر ابھر آئی یہ کسی انسانی ہاتھ کی تحریر تھی لکھا تھا۔

"آقائے اعلیٰ پیٹر کے لئے۔

برائے۔ پلانٹ آف ڈیتھ۔

تیسرے راکٹ کے فیول سسٹم کے ساتھ دھماکے سے پھٹنے والا مادہ لگایا گیا ہے جیسے ہی راکٹ کے انجن اسٹارٹ ہو کر گرم ہونا شروع ہوں گے وہ دھماکہ خیز مواد پھٹنے کے لئے تیار ہونے لگے گا پھر راکٹ کے فضا میں بلند ہونے کے آدھ منٹ بعد وہ ایک دھماکے سے پھٹ کر راکٹ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس راکٹ کو بچانے کے لئے گوبند رام کو تربیت دے کر بھیجا جا رہا ہے وہ راکٹ کے فیول سسٹم کو چیک کر کے اس سے دھماکہ خیز مادہ الگ کر کے راکٹ کو کامیاب پرواز کے لئے تیار کر دے گا۔ اسے بڑی راز داری سے پلانٹ آف ڈیتھ تک پہنچا دیا جائے تاکہ راکٹ کی پرواز محفوظ رہ سکے۔"

تحریر کے خاتمے پر عجیب و غریب قسم کے دستخط تھے اور ایک مہر لگی ہوئی تھی آئی ایل پیٹر نے دستخط اور مہر کو غور سے دیکھا اور بولا۔

"ٹھیک ہے آگے چلو"۔

"اب فیول سسٹم کا نقشہ ہے"۔ عمران نے کہا اور پروجیکٹر کا ایک

"بٹن دبا کر تصویر آگے کر دی اب ایک نقشہ سامنے تھا ایسا لگ رہا تھا کہ وہ نقشہ کسی پاور سسٹم یا اسٹیم سپلائی سسٹم کا ہے۔ عمران نقشے کے بارے میں آئی ایل کو سمجھانے لگا جیسے وہ بہت غور سے سمجھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے" عمران کے خاموش ہونے پر پیٹر نے کہا۔

"پھر۔؟" عمران نے کہا۔ "تم مجھے پلانٹ تک کب لے کر چلو گے۔؟"

"آج ہی کسی وقت" پیٹر نے کہا۔

"اب تو صبح ہونے والی ہے" عمران نے کہا۔

"آج سے مراد ہونے والی صبح کا دن ہے" پیٹر نے کہا۔ "اس وقت تک تم برابر کے کمرے میں آرام کر سکتے ہو"

"کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم ابھی پلانٹ آف ڈیتھ کی طرف روانہ ہوں" عمران نے کہا۔ "تاکہ جلد از جلد کام ختم کیا جا سکے۔؟"

"دس بجے سے پہلے وہاں نہیں جایا جا سکتا" پیٹر نے کہا۔ "اور وہ اس لئے کہ مجھے تمہارے بارے میں اجازت لینی پڑے گی"

"اجازت۔؟" عمران نے کہا۔ "کیسی اجازت۔؟"

"پلانٹ میں داخل ہونے کی" پیٹر نے کہا۔

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔

"تم آرام کرو میں خود سب کچھ کر لونگا"

"جیسے تمہاری مرضی۔؟" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"شیبا انہیں لے جاؤ اور دیکھو انہیں کوئی تکلیف نہ ہو"

"بہت بہتر" شیبا نے کہا اور عمران سے بولی۔ "آئیے چلیں"

وہ لوگ ایک دوسرے کمرے میں آئے تھوڑی سی دیر بعد ہی جوگی کافی لے کر آ گیا تھا کافی پیتے ہی عمران کو احساس ہوا تھا کہ چوٹ ہو گئی ہے مگر یہ احساس بعد از وقت تھا ایک لمحے ہی میں اس کا ذہن تاریک ہوتا چلا گیا اور وہ صوفے پر گر پڑا۔

/

"کیا رہا۔؟" پیٹر نے شیبا کے کمرے میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

"کافی پیتے ہی لمبا ہو گیا ہے" شیبا نے کہا۔

"باس" جوگی نے کہا۔ "کیا یہ آدمی اصلی ہے۔؟"

"ہاں" آئی ایل پیٹر نے کہا۔ "مجھے اس پر شک نہیں ہے"

"پھر آپ نے اس سے پلانٹ میں لے جانے کے لئے اجازت لینے کا بہانہ کیوں کیا ہے۔؟" جوگی نے پوچھا اور وہ سر ہلا کر بولا۔

"میں پیغام اور اس میں موجود مہر اور دستخط چیک کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اصلی ہیں یا نہیں"

"مجھے تو اصلی لگتے ہیں" جوگی نے کہا۔

"چیک کر لیں گے" پیٹر نے کہا۔ "تم چلنے کی تیاری کرو"

"پلانٹ چلنا ہے۔؟" جوگی نے پوچھا۔

"ہاں۔" پیٹر نے سر ہلا کر کہا۔ "سب کچھ وہیں پر ہوگا۔"

"اسے کیسے لے جایا جائے گا۔؟" جوگی نے پوچھا۔

"جیسے لایا گیا ہے۔" پیٹر نے کہا۔

"اب لوگ جاگ چکے ہوں گے باس۔"

"پرواہ مت کرو۔" پیٹر نے کہا۔

"آل رائیٹ باس۔" جوگی نے سر ہلا دیا۔

"گاڑی پارکنگ لاٹ میں ہے۔؟"

"ہاں۔" جوگی نے کہا۔ "ویگن ہے۔"

"یہ اور بھی اچھا ہے۔" پیٹر نے کہا۔ "اسے اٹھاؤ اور لے چلو۔"

"رائیٹ باس۔" جوگی نے کہا اور کمرے سے نکل گیا۔ کچھ دیر بعد وہ لفٹ سے اتر کر اس طرح عمران کو سنبھالے خارجی دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے کہ جیسے عمران بے حد نشے میں ہو اور وہ اسے سنبھالے ہوئے ہوں۔ ایک طرف سے جوگی نے عمران کا بازو پکڑ رکھا تھا اور دوسری طرف سے شیبا نے۔

"اتنی مت پیا کرو ڈارلنگ۔" شیبا نے کاؤنٹر کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا۔ "زیادہ پی کر تم آپے میں نہیں رہتے۔"

"ہونہہ۔" جوگی نے اس طرح آواز نکالی جیسے عمران بولا ہو۔ وہ تینوں کاؤنٹر کلرک کے سامنے سے گزر کر برآمدے میں آئے اور وہاں سے پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

"اسے پچھلے حصے میں ڈال دو۔" ویگن کے پاس پہنچ کر پیٹر نے کہا اور وہ لوگ ویگن کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گئے پھر انہوں نے عقبی حصے کا دروازہ کھولا اور عمران کو اندر ڈال کر دروازہ بند کر دیا۔

"شیبا تم میرے ساتھ چلو گی۔" پیٹر نے شیبا سے کہا۔ "اور جوگی تم یہاں رہو گے۔"

"رائیٹ باس۔" جوگی نے سر ہلا کر جواب دیا تھا۔

"عقبی دروازہ لاک کر دیا۔؟" شیبا نے جوگی سے پوچھا۔

"ہاں۔" جوگی نے اثبات میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ویگن کا انجن بیدار ہو گیا جوگی ایک طرف ہٹ گیا اور ویگن حرکت میں آ گئی۔

"گوبند رام کے بارے میں کیا ہمیں پہلے سے علم تھا باس۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"ہاں۔" پیٹر نے جواب دیا۔ "ہیڈ کوارٹر سے اس کے بارے میں اطلاع مل گئی تھی۔"

"کیا وہ لوگ خرابی کے بارے میں ٹرانسمیٹر پر نہیں بتا سکتے تھے۔؟"

"یہ ٹیکنیکل فالٹ ہے اور اسے کوئی ماہر ہی سمجھ سکتا ہے۔" پیٹر نے کہا۔ "اسی لئے انہوں نے ایک ماہر کو بھیج دیا ہے۔"

"اگر فالٹ کے بارے میں معلوم ہو جاتا۔" شیبا نے کہا۔ "میرا مطلب یہ ہے کہ اگر مائیکرو فلم اپنے سائنسدانوں کو دکھا دی جاتی تو کیا وہ اس فالٹ کو درست نہیں کر سکتے۔؟"

"نہیں۔" پیٹر نے کہا۔ "اور اسی لئے گوبند رام کو بھیجا گیا ہے۔"

"مگر وہ تو سیکرٹ ایجنٹ ہے۔؟"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"سیکرٹ ایجنٹ سائنسداں تو نہیں ہو سکتے" شیبا نے کہا۔

"مگر گوبندرام اس فالٹ کی تربیت لے کر آیا ہے"

"باس میری سمجھ میں یہ بات آ نہیں رہی"

"کوشش کرو تو سمجھ میں آجائے گی" پیٹر نے کہا۔

"اگر گوبندرام اسے صحیح کر سکتا ہے تو وہ لوگ کیوں نہیں کر سکتے جنہوں نے اس کی تخلیق میں حصہ لیا ہے" شیبا نے کہا۔

"سینکڑوں وجوہات ہو سکتی ہیں"

"ایک خدشہ اور میرے ذہن میں ہے"

"وہ کیا۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"اگر گوبندرام بھی ناکام رہا تو۔؟"

"اس صورت میں راکٹ کی پرواز ملتوی کر دی جائے گی"

"ملتوی تو اب بھی ہے باس"

"ہاں" پیٹر نے کہا "مگر سائنسدانوں نے اوکے کی رپورٹ دے دی تھی اور اسے بلو اپ کرنے کے انتظامات شروع کر دیئے گئے تھے مگر"

"مگر کیا باس۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"ہیڈ کوارٹر سے اطلاع ملی کہ پرواز تاحکم ثانی ملتوی کر دی جائے" پیٹر نے کہا۔ "اور اس طرح اس کی پرواز ملتوی کر دی گئی"

"مقامی حکومت......"

"مقامی حکومت کو آگاہ کر دیا گیا تھا کہ راکٹ کی پرواز کامیاب

نہیں ہو گی اس لئے اسے روکا گیا ہے چونکہ وہ لوگ خود بھی دو راکٹوں کی تباہی سے خوفزدہ ہیں اس لئے انہوں نے اسے فوراً قبول کر لیا"

"اس معاملے میں ہمارا مفاد کیا ہے۔؟"

"بہت بڑا مفاد ہے" پیٹر نے کہا۔ "اتنا بڑا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں"

"ہمارا ذاتی مفاد یا اسرائیل کا۔؟"

"دنیا کا کوئی یہودی ذاتی مفاد کے لئے اس طرح سر دھڑ کی بازی نہیں لگاتا" پیٹر نے کہا۔ "ہر یہودی اسرائیل کی بقا کے لئے حرکت کرتا ہے"

"ایک سوال اور باس" شیبا نے کہا۔ "اگر تیسرا راکٹ بھی تباہ ہو جاتا تو پھر کیا ہوتا۔؟ کیا آئندہ پروگرام جاری رہتا۔؟"

"نہیں" پیٹر نے کہا "تیسرا راکٹ بھی پھٹ جاتا تو اس پروگرام کو یہاں پر ہی روک دیا جاتا اس وقت تک کے لئے جب تک کہ راکٹوں کی تباہی کا معاملہ صاف نہ ہو جاتا اور آئندہ کے لئے اس کا تدارک نہ کر لیا جاتا"

"یہ سازش آخر کس ملک کی ہو سکتی ہے۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے اس بارے میں۔؟"

"اگر یہ راکٹ فوجی نوعیت کے ہوتے تو سوچا جا سکتا تھا کہ کسی پڑوسی ملک نے یہ حرکت کی ہے مگر یہ موسمیاتی راکٹ ہیں اور ان کے چھوڑے جانے سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہے لہذا یہ سازش کوئی سپر پاور ہی کر سکتی ہے"

"وہ کیوں۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"اس لئے کہ کوئی سپر طاقت یہ نہیں چاہتی کہ یہ ملک راکٹوں کے دور میں

داخل ہو کر اس معاملے میں ان کا دست نگر نہ رہے۔"

"یہ بات نہیں ہے۔" پیٹر نے کہا۔

"پھر۔" شیبا نے پوچھا۔ "پھر کون اس سازش کا بانی ہے۔؟"

"ہمارے اور اس ملک کے دشمن مشترک ہیں شیبا اور یہ بات تم ہی نہیں ساری دنیا اچھی طرح سے جانتی ہے۔"

"آپکا اشارہ مسلمان ملکوں کی جانب ہے۔؟"

"ہاں۔" پیٹر نے کہا۔ "ہماری سائنسدان ٹیم یہاں محض اسی لئے اسرائیل سے چل کر آئی ہے کہ اس ملک کو ہر میدان میں آگے بڑھا کر اس علاقے کی سب سے بڑی اور ایشیا کی سپر پاور بنا دیا جائے۔"

"اس سے فائدہ۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"پوری دنیا میں مسلمانوں کی تقریباً چوراسی حکومتیں ہیں۔" پیٹر نے کہا۔ "جبکہ یہودیوں کی صرف ایک اسی طرح اس ملک کی اکثریتی آبادی کی بھی ایک حکومت ہے اب یہ سوچو اگر یہ سارے اسلامی ملک اتحاد کر لیں تو کیا ہوگا۔؟ کیا یہودی اور اس ملک کے لوگ آزاد رہ سکیں گے۔؟"

"نہیں۔" شیبا نے نفی میں سر ہلایا۔

"اسی لئے ان ملکوں کو ایک نہیں ہونے دیا جاتا ہم اور سپر پاور ز کروڑوں اربوں روپیہ مسلمان ملکوں میں ان لوگوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں جن کی مدد سے ان ملکوں کے درمیان ایک دوسرے سے نفرت پیدا کی جاتی ہے اختلافات پیدا کئے جاتے ہیں انہیں ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنایا جاتا ہے

ایران عراق جنگ اس کا بہترین ثبوت ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔" شیبا نے کہا۔ "ہم نے اپنا بنایا ہوا اور دوسرے ملکوں سے حاصل کردہ اور ناکارہ ہو جانے والا اسلحہ ان ملکوں کو چوری چھپے فروخت کر کے کروڑوں روپیہ کمایا ہے۔ قیمتی زرمبادلہ حاصل کیا ہے۔"

"کروڑوں نہیں یہ رقم اربوں سے بھی زیادہ ہے۔" پیٹر نے کہا۔ "اس طرح یہ ملک اور ان کی معیشت کھوکھلی ہوتی جا رہی ہے اور ایک دن وہ آ جائے گا کہ یہ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کے لئے ہمارے آقا امریکہ کے محتاج ہونگے۔"

"بات ہو رہی تھی سازش کی باس۔"

"ہاں اور یہ سازش اکیٹو کے ملک والوں کی بھی ہو سکتی ہے۔"

"ان کا اس معاملے سے کیا تعلق۔؟"

"بہت بڑا تعلق ہے۔" پیٹر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"جو دو راکٹ چھوٹے ہیں وہ موسمیاتی راکٹ نہیں تھے۔"

"پھر۔؟" شیبا نے حیرت سے پوچھا۔

"وہ خطرناک قسم کے ایسے راکٹ تھے کہ جن کو نشانے پر گرا کر میلوں تک تباہی پھیلائی جا سکتی تھی۔" پیٹر نے کہا۔

"اوہ۔" شیبا کے منہ سے نکلا۔

"وہ دونوں راکٹ اگر فضا میں نہ پھٹتے تو اکیٹو کا ملک اب تک اپنے دو اہم مراکز سے ہاتھ دھو چکا ہوتا۔"

"ماں کا ڈیہ" شیبا نے کہا۔ "تو یہ بات تھی۔؟"

"ہاں ان دونوں راکٹوں میں ہائیڈروجن بم تھے اور وہ شاتی پر بھی روانہ کئے گئے تھے مگر حیرت انگیز طور پر وہ فضا میں ہی پھٹ گئے اور اس طرح ایکسٹو کا ملک ایٹمی مراکز کی تباہی سے بچ گیا۔"

"تو یہ تیسرا راکٹ تھی۔" شیبا کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں اس میں تبدیلی کر کے زیادہ طاقت کے ایٹم بم رکھے گئے ہیں لیکن ہیڈ کوارٹر سے حکم آنے کی وجہ سے اسکی پرواز روک دی گئی ہے۔"

"اگر یہ سازش ایکسٹو کے ملک کی ہے تو یہاں اسکے ایجنٹ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ لیزرڈ والے یا بلیک ریٹ والے۔؟"

"اس بارے میں مقامی سیکرٹ سروس اور انٹیلیجنس بیورو والے تحقیقات کر رہے ہیں۔" پیٹر نے بتایا۔

"کیا مقامی حکومت اس پروگرام سے آگاہ ہے۔؟"

"ہاں۔" پیٹر نے کہا۔ "پوری طرح آگاہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ سارا پروگرام اسکی مرضی اور خواہش سے روبہ عمل آرہا ہے۔"

"مگر مقامی حکومت کا کوئی آدمی اس پلانٹ میں نہیں ہے۔" شیبا نے کہا۔ "حد یہ ہے کہ پلانٹ کی سیکورٹی فورسز بھی اسرائیلی ہے۔"

"اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ایکسٹو کے ملک کے ایٹمی مراکز تباہ کرنے کے بعد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ ایٹمی پلانٹوں پر حملہ ہمارے قائم کردہ پلانٹ آف ڈیتھ سے کیا گیا ہے تو یہ ملک اس سے اپنی لاعلمی ظاہر کر دے گا۔"

"وہ کس طرح۔؟" شیبا نے پوچھا۔ "جبکہ حملہ اسکی سرزمین سے کیا جا چکا ہوگا تو یہ لاعلمی کیسے ظاہر کر سکتا ہے۔؟"

"اس طرح کہ مقامی حکومت یہ اعلان کرے گی کہ وہ اس پلانٹ میں ہونے والی سرگرمیوں سے آگاہ نہیں ہے ثبوت کے طور پر وہ بتائے گی کہ اس پلانٹ میں سارے اسرائیلی ہیں کوئی مقامی نہیں ہے اور اسنے محض موسمیاتی راکٹ چھوڑنے کی اجازت دی تھی جس سے اسرائیلیوں یعنی ہم نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور اب وہ بھی مقامی حکومت اس پلانٹ کو اپنے قبضے میں کر رہی ہے۔"

"پھر۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"پھر یہ ہوگا کہ پروگرام کے مطابق وہ ہمیں ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک سے نکال دیں گے اور اس طرح ہم پلانٹ آف ڈیتھ قائم کرنے کا مقصد پورا کر کے اپنے ملک لوٹ جائیں گے۔"

"اس پر کوئی بھی یقین نہیں کرے گا یا اس کہ مقامی حکومت اس قسم کے عزائم سے پوری طرح لاعلم تھی۔"

"یقین کرنے کے لئے سپر پاورز کا اعلان مذمت ہی کافی ہوگا جو وہ یہ کہہ کر کریں گی کہ اسرائیل نے مقامی حکومت کو بدنام کرنے اور ایکسٹو کے ملک سے اسکے تعلقات خراب کرنے کے لئے یہ سب کیا ہے اور مقامی حکومت واقعی اس معاملے میں لاعلم رہی ہے۔"

"اوہ۔" شیبا کے منہ سے نکلا۔

"دونوں راکٹوں کے پھٹنے سے جو تابکاری پھیلی ہے اسکے بارے

میں کسی بھی ملک نے کوئی رپورٹ نہیں دی آخر کیوں۔؟

"سپر پاورز کے اشارے پر۔؟"

"ہاں" پیٹر نے کہا۔ جن ملکوں میں اسے چیک کرنے کی صلاحیت تھی انھیں بتا دیا گیا تھا کہ سپر پاورز اس کے بارے میں حقائق کے اعلان کو پسند نہیں کریں گی اسی لئے کسی نے اس کا اعلان نہیں کیا۔"

"تو یہ اتنا بڑا منصوبہ ہے" شیبا نے کہا۔ اور صرف اس لئے کہ اکیٹو کا ملک جوہری طاقت نہ بن سکے۔"

"ہاں" پیٹر نے کہا۔ تم یوں سمجھو کہ اگر اکیٹو کا ملک ایٹمی میدان میں بڑھ گیا تو ساری اسلامی دنیا اس کے گرد جمع ہو جائے گی اور وہ اسے اس قدر سرمایہ فراہم کر دیں گے کہ وہ ایٹمی میدان میں چلنے کے بجائے دوڑنے لگے گا اور اس طرح تھوڑے ہی عرصے میں وہ ساری اسلامی دنیا کو ایٹمی ٹیکنالوجی فراہم کر کے ان سب کو ایٹمی ممالک کی صف میں کھڑا کر دے گا۔"

"یہ تو بہت خطرناک بات ہوگی" شیبا نے کہا۔

"بہت سے بھی زیادہ۔ اگر ایسا ہو گیا تو اکیٹو کا ملک دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن جائے گا اور امریکہ اور روس جیسے ملک بھی اس کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے۔"

"پھر تو اکیٹو کے ملک کے ہر ایٹمی مرکز کو تباہ کر دینا چاہیے" شیبا نے کہا اس کے لہجے سے ڈر اور خوف جھلک رہا تھا۔

"اسی کی ... کوشش کی جا رہی ہے" پیٹر نے کہا۔

"گوبند رام تو مقامی آدمی لگتا ہے۔؟"

"نہیں" پیٹر نے کہا۔ اس کے بارے میں جو تفصیلات ملی ہیں اس کے مطابق اس کا باپ امریکی ہے ماں اسی ملک کی تھی اسی لئے اس کا نام مقامی لوگوں جیسا ہی رکھا گیا تھا۔"

"کیا گوبند رام کے باپ نے یہ نام قبول کر لیا تھا۔؟"

"گوبند رام کی ماں نے کسی سے شادی نہیں کی تھی وہ ایک سرمایہ دار امریکن کی داشتہ کی حیثیت سے رہ رہی تھی اس کے مرنے کے بعد اس سرمایہ دار نے گوبند کو امریکن ٹریننگ سنٹر میں بھجوا دیا تھا۔"

"اوہ" یہ دفعتاً شیبا کے منہ سے نکلا اور اس کے ساتھ ہی پیٹر بھی چونک پڑا سامنے سڑک پر روڈ بیریئر لگا ہوا تھا اور ایک درجن فوجی مشین گنیں سنبھالے کھڑے تھے اور ایک میجر انھیں رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

صفدر نے بہت کوشش کی تھی کہ دروازہ کھول کر باہر نکل سکے مگر نجانے کس طرح سے ویگن کے عقبی دروازے کی کنڈی لگ گئی تھی ممکن ہے یہ ویگن کو لگنے والے جھٹکوں کا نتیجہ رہا ہو۔ اب وہ تو بے تقدیر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بھی نہیں جان سکا تھا کہ ویگن کہاں روکی گئی ہے وہ کس جگہ موجود ہے۔؟

دفعتاً اسے ایک خیال آیا اور وہ ویگن کے عقبی دروازے کی اندرونی کنڈی کھلی چھوڑ کر اسٹیرنگ سیٹ والی کھڑکی کی طرف بڑھا پھر اس پر نصب جھلی والی جالی کو اکھاڑنے کی کوشش کرنے لگا جالی کی پٹیوں میں انگلیاں پھنسا کر زور لگانے پر جالی اکھڑ گئی۔

تین کونوں سے کیلیں نکل گئی تھیں جبکہ چوتھے کونے پر ایک کیل اٹکی رہ گئی تھی اس نے جالی ہٹا کر دوسری طرف دیکھا۔ سامنے اسٹیرنگ کے ونڈ گلاس کے پار ایک جگمگاتی عمارت تھی صفدر غور سے اس کا جائزہ لیتا رہا پھر وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

یہ عمارت اس کی جانی پہچانی عمارت تھی ہوٹل شیرٹن وہ یہاں سینکڑوں بار آ چکا تھا اور اس کے ہر حصے کو پہچانتا تھا گویا یہ لوگ ہوٹل شیرٹن آئے تھے تو کیا ان کا اڈہ یہاں پر ہے۔؟ صفدر سوچتا رہا اور وقت تیزی سے گزرتا رہا لیکن وہ کسی فیصلے پر نہ پہونچ سکا۔

عمران کو یہاں لانے کا مقصد یہی ہو سکتا تھا کہ وہ اسے کسی کے سامنے پیش کرنے والے تھے اس لئے کہ شیرٹن میں وہ عمران کو قید تو نہیں کر سکتے تھے ایک ہوٹل تھا بڑے لوگوں کا ہوٹل جہاں ایسی وارداتوں کا ہونا ناممکن ہوتا ہے مگر پھر۔؟ اس نے سوچا۔

عمران کو یہاں کیوں لایا گیا ہے۔؟ وہ عمران کو لے جا چکے تھے اور اسٹیرنگ سیٹ والا حصہ خالی پڑا تھا۔ اس کی سوچ کا دھارا اس وقت ٹوٹا جب اس نے عقبی حصے کے دروازے پر کھٹکا سنا۔

وہ پھرتی سے جالی مناسب حد تک کھڑکی کے خلاء سے چپکا کر سیٹوں کی آڑ میں چھپ گیا عقبی دروازہ کھلا پھر کوئی بھاری سی چیز عقبی حصے میں ڈالی گئی اور دروازہ پھر بند ہو گیا۔ چند لمحے بعد اسے ویگن کو حرکت میں آتے محسوس کیا تھا وہ تیزی سے اس طرف بڑھا جس طرف کوئی بھاری چیز ڈالی گئی تھی۔

اسے توقع تھی کہ یہ بھاری وجود عمران ہی ہو سکتا ہے اور اس کی توقع پوری ہوئی وہ عمران ہی تھا اور بیہوش۔ صفدر چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے عمران کو ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ اسے ناکامی نہیں ہوئی عمران پہلے کسمسایا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کک... کیا میں اندھا ہو گیا ہوں۔؟" اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"نہیں آپ ٹھیک ہیں" صفدر نے سرگوشی کی۔

"مسٹر دفتر تم۔؟" عمران کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں میں صفدر" صفدر نے جواب دیا۔

"گویا ان لوگوں نے تمہیں بھی قید کر لیا ہے"؟

"جی نہیں" صفدر نے نفی میں سر ہلایا۔

"پھر تم یہاں کیسے ہو۔؟" عمران نے کہا۔ اور یہ فرش ہل کیوں رہا ہے کیا قیامت آ چکی ہے ڈیئر۔؟

"آپ ویگن میں سفر کر رہے ہیں عمران صاحب" صفدر نے کہا۔ اور میں ان کا تعاقب کر رہا ہوں"

"قیدی بن کر۔ کیوں۔؟" عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں" صفدر نے کہا اور ویگن میں آنے کا سارا واقعہ دوہراتا رہا

"تو یہ بات ہے۔" عمران نے کہا۔

"جی اور اب وہ لوگ آپ کو پھر کہیں لے جا رہے ہیں"

"مجھے کچھ کچھ اندازہ ہے کہ وہ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں"

"میں بھی تو سنوں جناب" صفدر نے کہا "کہ یہ لوگ آپ کو کہاں لے جا رہے ہیں اور آپ نے کیسے اسکا اندازہ کر لیا۔؟"

"واقعات سے" عمران نے کہا "اور یہ مجھے اپنے خفیہ راکٹ اسٹیشن پر لے جا رہے ہیں اور چونکہ نہیں چاہتے کہ میں راستے ذہن نشین کر دوں اس لئے بیہوش کر دیا گیا ہوں"

"اب سمجھ گیا" صفدر نے سر ہلایا۔

"اسٹیرنگ پر کون ہے تمہیں پتہ ہے۔" عمران نے کہا۔ پھر خود ہی تردید کرتے ہوئے بولا۔ "تمہیں کیسے پتہ ہو سکتا ہے تم تو خود قید ہو گئے ہو"

"اسٹیرنگ سیٹ کے اور عقبی حصے کے درمیان ایک کھڑکی ہے" صفدر نے کہا۔ "اور میں نے اسکی جالی توڑ رکھی ہے"

"آؤ" عمران نے کہا اور عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا پھر اسنے جالی ذرا کھسکا کر دوسری طرف کا جائزہ لیا۔ اسٹیرنگ پر پیٹر تھا جبکہ شیبا اسکے قریب بیٹھی گفتگو کر رہی تھی وہ گفتگو ایسی ہی تھی کہ عمران چونک پڑا اور بڑی دلچسپی سے اسے سننے لگا۔

جوں جوں وہ باتیں کر رہے تھے عمران کے لئے اسرار کے پردے ہٹتے جا رہے تھا اور وہ بہت کچھ جان رہا تھا۔

"یہ لوگ ....." صفدر نے کہنا چاہا۔

"خاموشی سے سنتے رہو" عمران نے کہا۔

"جی" صفدر اتنا ہی کہہ سکا تھا۔ انکی گفتگو کا سلسلہ اس وقت ٹوٹا تھا جب ویگن کی رفتار کم ہونے لگی تھی۔

"ارے" شیبا کی آواز آئی۔ "یہ فوجی یہاں کیوں کھڑے ہیں"

"وہ صرف کھڑے ہی نہیں بلکہ ہمیں رکنے کے لئے اشارہ کر رہے ہیں"

"رکنا مت۔؟" شیبا نے بے چینی سے کہا۔

"کیوں۔؟" پیٹر نے رفتار کم کرتے ہوئے پوچھا۔

"یہ فراڈ بھی ہو سکتے ہیں" شیبا نے کہا۔

"تم نے انکے ہاتھوں کی طرف نہیں دیکھا۔"

"کیوں نہیں دیکھا" شیبا نے کہا۔ "اندھی نہیں ہوں کہ انکے ہاتھوں میں دبی ہوئی مشین گنیں نہ دیکھ سکوں"

"میرا اشارہ ہیجر کی طرف ہے" پیٹر نے ویگن روکتے ہوئے کہا۔ "انکے ہاتھوں کی طرف غور سے دیکھو"

"اوہ" شیبا کے منہ سے نکلا۔ "یہ تو مخصوص اشارہ دے رہا ہے"

"ہاں۔ ہمارا مخصوص کوڈ اشاراتی زبان میں دوہرا رہا ہے"

"پھر تو یہ اپنے ہی آدمی ہوتے" شیبا نے کہا۔ "مگر یہاں روڈ بریکر لگا کر ہمیں روکنے کا کیا مقصد ہے۔؟"

"ابھی معلوم ہو جائے گا" پیٹر کی آواز آئی۔

"ہیلو" دفعتاً ایک اور مردانہ آواز ابھری۔

"اوہ میجر تم ہو۔؟" عمران نے پیٹر کی آواز سنی۔

"ہاں مسٹر پیٹر" میجر کی آواز آئی۔

"ہمیں یہاں کیوں روکا گیا ہے خیریت تو ہے۔؟"

"محض حفاظتی اقدامات کے تحت"

"کیا مطلب۔؟" انہوں نے پیٹر کی آواز سنی۔

"باس کے حکم کے مطابق پلانٹ جانے والی ہر گاڑی کو یہاں روک کر اسے چیک کیا جائے گا" میجر نے بتایا۔

"تلاشی لینی ہے۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"ہاں" میجر کی آواز آئی۔ "نیچے آ جاؤ اور عقبی حصہ کھول دو"

"آؤ" آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور پیٹر نیچے اتر گیا وہ شاید عقبی حصے کی طرف آ رہے تھے۔

"میں جا رہا ہوں تم چوکنے رہنا" عمران نے کہا اور پھرتی سے آگے بڑھ کر اسی جگہ جا لیٹا جہاں انہوں نے اسے پھینکا تھا۔ ایک لمحے بعد ہی دروازہ کھلا اور ٹارچ کی روشنی اندر گھس آئی۔

"یہ کون ہے۔؟" میجر کی آواز ابھری۔

"باس کا قیدی" پیٹر نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ یہ گوبندرام ہے۔؟"

"ہاں مگر تم اسے کیسے جانتے ہو۔؟"

"باس نے اس کے بارے میں اطلاع دی تھی"

"تلاشی پوری کر دو" پیٹر نے کہا۔

"بس بند کر دو دروازہ یہ تو خانہ پری کرنا تھی کر لی" میجر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا پھر چند منٹ بعد ویگن حرکت میں آ گئی تھی عمران اٹھ کر پھر صفدر کے پاس آ گیا۔

"اب یہ منزل پر پہنچنے والے ہیں" عمران نے کہا۔ "لہٰذا میرے لیجائے جانے کے بعد تم ہوشیار رہنا ان لوگوں کے پیچھے آنا"

"اگر انہوں نے آپ کو نکال لے جانے کے بعد دروازہ بند کر دیا تو پھر؟" صفدر نے کہا۔ "میں تو یہاں قید ہو کر رہ جاؤں گا"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلایا۔ "یہ واقعی ایک مشکل مرحلہ ہے"

"ہوٹل شیرٹن میں بھی یہی ہوا تھا"

"وہ تم بتا چکے ہو" عمران نے کہا۔

"اس کا ایک طریقہ میری سمجھ میں آ رہا ہے" صفدر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ کے جانے کے بعد میں ویگن کی اسٹیرنگ سائیڈ کی کھڑکی والی دیوار توڑنے کی کوشش کروں"

"ناممکن بات ہے" عمران نے کہا "تم اس دیوار کو خالی ہاتھوں نہیں توڑ سکتے اور بالفرض توڑنے میں کامیاب بھی رہے تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ کھڑکی [illegible]

آوازیں آس پاس موجود افراد کو سنائی نہیں دیں گی۔؟

پھر۔ صفدر نے کہا۔ اس طرح تو ہم یہاں قیدی بن کر رہ جائیں گے۔

سوچنے دو مجھے۔ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ صفدر نے کہا اور کھڑکی کی جالی سے لگ کر شیبا اور پیٹر کی گفتگو سننے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ دونوں خاموش تھے اور سچویشن ایسی تھی کہ صفدر جالی ہٹا کر ونڈ اسکرین کے پار نہیں دیکھ سکتا تھا اگر ایسا کرتا تو عقبی منظر دکھانے والے آئینے میں پیٹر اسے دیکھ لیتا اور اس کا راز افشاں ہو جاتا۔

اب وہ ہرگز نہیں چاہتا تھا پھر۔ وہ سوچتا رہا اور ویگن حرکت کرتی رہی رفتار خاصی تیز تھی۔ اسنے عمران کی جانب دیکھا وہ بھی سوچ میں گم تھا دفعتاً ویگن ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ رک گئی پھر کسی بھاری گیٹ کے کھلنے کی آواز آئی۔ اور ویگن پھر چل پڑی۔

شاید ان کی منزل آ گئی۔ صفدر نے سرگوشی کی۔

ایسا ہی لگتا ہے۔ عمران نے کہا۔

کیا سوچا ہے آپ نے جناب۔

نمبر ایک ترکیب۔ عمران نے کہا۔

وہ کیا۔؟ صفدر نے پوچھا۔

سنو گے تو پھڑک اٹھو گے۔ عمران نے کہا اور صفدر کو اپنے ذہن میں آنے والی ترکیبیں بتانے لگا۔

بہت خوب۔ صفدر نے کہا۔ اس طرح تو واقعی ہم آسانی سے ویگن سے باہر نکل جائیں گے جناب عالی۔

نکل تو جاؤ گے مگر۔ عمران نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

مگر کیا۔؟ صفدر نے پوچھا۔

اگر چھپنے کی کوئی جگہ نہیں ملی تو۔؟

رات کی تاریکی معاون بنے گی۔ صفدر نے کہا اور وہ چونک پڑے۔ ویگن پھر رک گئی تھی اور اس بار اس کا انجن بھی بند کر دیا گیا تھا اس کا مطلب یہی تھا کہ ویگن کی منزل آ چکی ہے۔

ہوشیار۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر دروازے کے قریب ویگن کی اپنی دیوار سے چپک کر کھڑا ہو گیا۔ دوسری دیوار سے صفدر چپک گیا تھا اب انہیں دروازہ کھلنے کا انتظار تھا تاکہ عمران اپنی اسکیم پر عمل کر سکے۔ چند لمحے بعد کھٹکا کھلنے کی آواز آئی پھر ویگن کے پٹ کھلتے چلے گئے۔

اسے اٹھا کر لے چلو مگر احتیاط سے۔ عمران نے پیٹر کی آواز سنی اور ساتھ ہی ان چار افراد کو دیکھا جو ایک اسٹریچر نیچے رکھ رہے تھے انکے علاوہ دو مسلح گارڈ بھی انکے قریب کھڑے ہوئے تھے پھر جیسے ہی اسٹریچر والے ویگن کے اگلے حصے کی طرف بڑھے۔

عمران نے پوری قوت سے ان پر جست لگا دی اور ان کو سمیٹتا ہوا دونوں مسلح افراد سے جا ٹکرایا۔

اور وہ نیچے اوپر ڈھیر ہو گئے۔ مسلح گارڈ انکے نیچے دبے ہوئے تھے اور ان کے اوپر اسٹریچر لانے والے اور ان کے اوپر عمران تھا عمران بڑی تیزی سے انکی مرمت کر رہا تھا۔

"ارے ارے کیا کرتے ہو۔" اسنے پیٹر کی آواز سنی۔

"رک جاؤ" شیبا چلائی تھی۔ لیکن عمران کیسے رک جاتا۔ اگر رک جاتا تو اسکی اسکیم خراب ہو جاتی۔ اسنے دو چار ہاتھ اور ان کے جمائے پھر ایک ہی جست میں کئی فٹ دور جا گرا۔

گرتے ہی اٹھا اور آگے کی جانب دوڑنے لگا اس طرف جہاں دو تینوں گارڈ اور نظر آ رہے تھے۔

"گو بندرام ٹھہرو" صفدر نے پیٹر کی چیختی ہوئی آواز سنی اور پھر شیبا اور پیٹر دونوں سامنے آ گئے وہ ویگن سے چار یا پانچ فٹ آگے تھے اسٹریچر والے اور مسلح گارڈ کھڑے ہو چکے تھے اور ہکا بکا سے عمران کی جانب دیکھ رہے تھے۔

صفدر کے لئے بہترین موقع تھا وہ بڑی تیزی سے ویگن سے اترا اور اسکے نیچے کھسک گیا پھر رینگتا ہوا ویگن کی دوسری سمت نکلا اور بڑی تیزی سے اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف لکڑی کی درجنوں بڑی بڑی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔

وہ پیٹیوں کی آڑ میں ہو گیا اس طرف نیم تاریکی تھی جبکہ اس طرف خاصی روشنی تھی جہاں اب عمران کھڑا ہوا تھا۔

صفدر نے پیٹی کی آڑ سے جھانکا۔ پیٹر اور شیبا عمران کے پاس کھڑے کچھ کہہ رہے تھے پھر وہ اسی طرف آنے لگے۔ ان کا رویہ عمران کے ساتھ دوستانہ ہی تھا پھر وہ اسکے سامنے سے نکلے چلے گئے۔ صفدر نے اب گارڈز کو اچھی طرح سے دیکھا انکی وردیاں گہری نیلی یا کالی تھیں۔

سروں پر ٹوپیاں تھیں فولادی ٹوپیاں اور وہ مشین گنوں سے مسلح تھے۔ صفدر اپنی جگہہ دبکا رہا وہ لوگ آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے دفعتاً صفدر چونک پڑا۔

"کون ہو تم۔" کسی نے کہا تھا اسکے ساتھ ہی مشین گن کی نال اسکی پسلیوں سے آ لگی تھیں اس کا دل اچھل کر حلق میں آ اٹکا۔ پیشانی پر پسینے کے قطرے پھوٹ نکلے۔

"میں۔۔۔ تو۔۔۔" یہ کہتے ہوئے صفدر بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس کا فولادی گھونسہ مشین گن بردار کے حلق پر لگا۔ چیخ کی آواز اسکے منہ سے نکلی اور گن چھوڑ کر اسنے اپنا گلا پکڑ لیا۔ صفدر کا دوسرا گھونسہ اسکی کنپٹی پر پڑا تھا۔

دوسرے ہی لمحے وہ لہرایا اور گرتا چلا گیا۔ صفدر نے اسے پیٹیوں کی آڑ میں گھسیٹا اور پھرتی سے اسکی وردی اتارنے لگا وردی اتار کر اسنے اپنے لباس پر پہنی اور ٹوپی سر پر رکھ کر اسکی گردن پر آڑا ہاتھ مارا دوسرے ہی لمحے وہ تڑپ کر اچھلا اور ساکت ہو گیا وہ زندگی کی حد عبور کر گیا تھا۔ صفدر آگے بڑھ گیا۔

پھر اس نے مشین گن سنبھالی اور اسی طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف وہ مڑ کر گئے تھے وہ تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا یہ کوئی گودام تھا بڑا گودام یہاں بڑی بڑی دیو ہیکل پیٹیاں بھی رکھی نظر آ رہی تھیں اور بڑے بڑے کنٹینر بھی۔

کنٹینروں کے دروازے مقفل اور سیل کئے ہوئے تھے۔ دفعتاً اسے رفتار کم کرنا پڑی کیونکہ مسٹر شیبا عمران اور مسلح گارڈ ایک دو منزلہ عمارت کے پاس کھڑے نظر آتے تھے۔ عمارت پر ہلکی روشنی کے بلب لگے ہوئے تھے جن کی مدھم روشنی میں وہ نظر آ رہے تھے۔

ان کے قریب ہی دس پندرہ گارڈ بھی کھڑے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا مسلح گارڈز کے عقب میں رک گیا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ عمارت میں داخلے کے منتظر ہوں۔ عمارت کا بڑا دروازہ بند تھا اور وہاں تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

دفعتاً وہ بڑا دروازہ کھلنے لگا اور وہ بے چینی سے اسے دیکھنے لگا دروازہ پورا کھلتے ہی پہلے عمران اور شیبا اندر داخل ہو گئے پھر مسلح گارڈ اندر داخل ہونے لگے۔ سب سے آخری آدمی صفدر تھا اس کے داخل ہوتے ہی گیٹ بند ہو گیا تھا۔

اندر زمین کے نیچے زینے جاتے نظر آ رہے تھے وہ بھی دوسرے گارڈز کی طرح زینے طے کرنے لگا چالیس کے قریب زینے طے کر کے نیچے مسطح جگہ پر پہنچتے ہی اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا۔

شدید ترین جھٹکا زینوں کا اختتام ایک پلیٹ فارم پر ہوا تھا اور یہ پلیٹ فارم ایسا ہی تھا جیسے ریلوے اسٹیشنوں کے ہوتے ہیں سامنے ہی دو عدد پٹڑی ریلوے لائن بھی نظر آ رہی تھی۔ صفدر سکتے میں رہ گیا زیر زمین دور تک ریلوے لائن اس کے لئے حیرت انگیز تھی۔

چند لمحے وہ سوچتا رہا۔ عمران مسٹر شیبا اور مسلح گارڈ پلیٹ فارم پر کھڑے تھے اور یہاں بھی عقب میں بڑی بڑی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دفعتاً دور فاصلے پر ہلکی سی سرخ بتی روشن ہو گئی پھر وہ بتی تیزی سے قریب آنے لگی اور ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ریل آ رہی ہے۔

وہ واقعی ریل گاڑی ہی تھی۔ چھ ڈبوں والی گاڑی پلیٹ فارم پر آ کر رک گئی مسلح گارڈ پیٹیاں اٹھا اٹھا کر اس پر لادنے لگے۔ چھ ڈبوں میں صرف ایک سواروں کا ڈبہ تھا جبکہ پانچ ڈبے مال برداری کے تھے صفدر بھی ان میں سوار ہو گیا۔

دفعتاً پیٹیاں اٹھاتے ہوئے ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح اس کے ذہن میں کوندا تھا۔ اور وہ یہ کہ سارے گارڈ جو اس وقت یہاں موجود تھے مقررہ تعداد میں ہوں گے اب اگر کسی نے یہ محسوس کر لیا کہ گارڈز کی تعداد زیادہ ہے تو۔۔؟

اس صورت میں وہ چیکنگ کر کے اسے پکڑ سکتے تھے۔ پھر۔؟ صفدر نے سوچا کہ وہ کیا کرے۔ ان میں سے ایک کو مار ڈالے تاکہ تعداد پوری ہو جائے یا دوسرا طریقہ اختیار کرے۔؟

دوسرا طریقہ رکھی تھا۔ وہ کسی کو بھی مارے بغیر اسکے ساتھ رہتا اور جو ہوتا اسے فیس کرتا۔ چند لمحے سوچتا رہا پھر اسنے سر ہلایا اور اپنے دوسرے فیصلے پر عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ پیٹیاں رکھی جاتی رہیں اس دوران عمران پیٹر اور شیبا اس ڈبے میں بیٹھ چکے تھے جو مسافروں کے لئے تھا۔

ساری پیٹیاں لادنے کے بعد مسلح گارڈ ان پیٹیوں پر چڑھ کر بیٹھنے لگے۔ صفدر بھی انکی تقلید کرتے ہوئے ایک پیٹی پر جا بیٹھا اسنے کمر ایک دوسرے گارڈ سے ملا کر منہ دیوار کی طرف کیا تھا۔ وہ سب ہی اسی طرح سے بیٹھے ہوئے تھے۔ چند لمحے بعد صفدر چونکا۔

دور فاصلے پر سبز بلب روشن ہوا تھا اسکے ساتھ ہی ہلکی سی سیٹی بجی اور ریل حرکت میں آگئی آہستہ آہستہ اسکی رفتار تیز ہونے لگی وہ اس سرنگ میں دوڑ رہی تھی۔ سرنگ میں جگہ جگہ بلب لگے ہوئے تھے جن کی وجہ سے سرنگ روشن تھی۔

صفدر حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ زیر زمین دوڑ ریل گاڑی کا مطلب یہ تھا کہ ڈاکٹر اسٹیشن بہت دور کہیں واقع تھا اور وہاں تک جانے کا یہ خفیہ راستہ تھا۔ ٹرین دوڑتی رہی اور صفدر چونکا بیٹھا ایک ایک چیز کو بغور دیکھتا رہا۔

تقریباً دو گھنٹے کے تیز رفتار سفر کے بعد رفتار کم ہوتی چلی گئی پھر ٹرین تقریباً رک گئی۔ صفدر نے اندازہ لگایا تھا کہ ٹرین سے اسنے تقریباً سو میل سے زیادہ کا سفر طے کیا ہے۔

جس جگہ ٹرین رکی تھی وہ جگہ بھی ایک پلیٹ فارم ہی تھا اور یہاں بھی مسلح گارڈ موجود تھے وہ پیٹیاں اتروانے لگے۔ گارڈ پیٹیاں اتار کر پلیٹ فارم پر رکھنے کے بجائے اوپر لیتے چلے جاتے تھے۔ صفدر نے بھی ایک پیٹی اٹھائی اور زینے طے کرنے لگا۔

زینے طے کر کے وہ اوپر پہنچا اور حیرت زدہ رہ گیا اس کے ماتھے پر پسینہ پھوٹ آیا تھا اور دل بڑی تیزی سے دھڑکنے لگا تھا اور نگاہیں اس شخص پر جمی ہوئی تھیں جس کے جسم پر کرنل کی وردی تھی اور جو صفدر ہی کو گھور رہا تھا۔

"کیا میں پہچان لیا گیا ہوں۔" صفدر کے ذہن میں ابھرا اور اس کے ساتھ ہی موت آنکھوں میں ناچتی چلی گئی۔

"ہاں اب بتاؤ تم نے یہ سب کیا تھا۔" عمران نے ڈبے میں بیٹھنے کے بعد بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ سب احتیاطی طریقہ کار تھا مسٹر گوبند رام" پیٹر نے سیٹ پر بیٹھنے کے بعد پرسکون لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔" عمران غرایا۔ "مجھے بیہوش کر دینے میں کون سی احتیاط

پہچان بھی ہو لیتے۔؟"

"باس کا حکم یہی تھا۔" پیٹر نے کہا۔ "اس کے علاوہ راکٹ اسٹیشن تک
بھی شخص ہوش میں رکھ کر نہیں لیجایا جاتا۔"

"اگر بیہوش کرنے سے پہلے مجھے بتا دیتے تو کوئی حرج تھا۔؟"

"طریقہ کار کے مطابق ایسا ممکن نہیں تھا۔" پیٹر نے کہا۔

"ہونہہ طریقہ کار۔" عمران غرا کر رہ گیا۔

"ویسے میں تمہاری پھرتی کا قائل ہو گیا ہوں مسٹر گوجند رام" پیٹر نے
عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"کیسی پھرتی۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ویگن کا دروازہ کھلتے ہی جس تیزی سے اسٹیشن میں آ کر تم نے
کو بے بس کیا تھا وہ حیرت ناک ہی تھا۔"

"وہ تو شکر کرو کہ تم اور اور شیبا چلا پڑے تھے ورنہ۔؟" عمران
کے بعد گردن ہلا کر چپ ہو گیا۔

"ورنہ کیا۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"ان میں سے دو چار کم بھی ہو سکتے تھے۔"

"واقعی۔" پیٹر نے کہا۔ "تم ایسے ہی لگتے ہو۔"

"مگر تم اسٹریچر والوں اور مسلح گارڈز کو چھوڑ کر اس طرف کیوں
تھے جس طرف بہت سے گارڈز کھڑے تھے۔" شیبا نے پوچھا۔ "کیا تم نے انہیں
نہیں دیکھا تھا۔؟"

"دیکھا تھا اور یقین کرو اگر تم لوگوں کی آوازیں میں پہچان نہ لیتا تو ان
سے گن چھین کر دس بارہ کو بھون ڈالتا۔" عمران نے تیز لہجے میں کہا
اور وہ ہنس پڑے۔

"یقیناً تم ایسا کر گزرتے۔" پیٹر نے کہا۔ "مگر تمہیں ایسا کرنا نہیں چاہیے
تھا اس لئے کہ تم دوستوں میں تھے۔"

"مجھے جادو نہیں آتا۔" عمران نے کہا۔ "جس کے زور پر میں اندازہ لگا لیتا
کہ میں دوستوں میں ہوں یا دشمنوں میں۔"

"تم ہمارے ہی پاس بیہوش ہوتے تھے نا۔؟" پیٹر نے کہا۔

"ہاں اور مجھے ساری زندگی اس غفلت پر افسوس رہے گا۔" عمران
نے کہا اور پیٹر تفہیم میں سر ہلانے لگا پھر عمران کا شانہ تھپک کر بولا۔

"چلو جو ہوا سو ہوا اسے درگزر کرو اور خاک ڈالو۔"

"پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات میں کر چکا ہوں۔" عمران نے کہا۔ "اب تم پر ہے کہ تم مجھے
راکٹ اسٹیشن کب اور کتنے جلد لیجاتے ہو۔"

"تم کیا سمجھتے ہو ہم نے تمہیں بیہوش صرف تفریح کے لئے کیا تھا۔؟"
پیٹر نے کہا۔

"مجھے بیہوش کرنے سے تمہارا مقصد یہی ہوگا کہ تم مجھے خفیہ طور پر اس
جگہ لے آؤ۔ اور میں راستہ نہ جان سکوں۔"

"بالکل ٹھیک۔" پیٹر نے کہا۔ "یہ باس کا حکم تھا جس پر عمل کیا گیا ہے۔"

"مجھے راکٹ اسٹیشن لے جانے کے لئے تمہارے باس نے کیا کہا ہے"
"تم اسی وقت راکٹ اسٹیشن پر ہی ہو" پیٹر نے کہا۔
"کیا۔" عمران یکدم اچھل پڑا۔ اسنے حیرت زدہ ہونے کی بڑی اچھی اداکاری کی تھی کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اسکے چہرے پر نظر آنے والے تاثرات اصلی نہیں مصنوعی ہیں اور یہ کردہ اداکاری کر رہا ہے۔
"ہاں" یہ شیبا نے تائید کی۔
"تو کیا راکٹ اسٹیشن شہر کے قریب ہی کہیں ہے۔" عمران نے انجان پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے حیرت سے کہا۔
"نہیں" پیٹر نے کہا۔ "تم اس وقت شہر سے سوا سو کلو میٹر کے فاصلے پر ہو"
"بس بس رہنے دو" عمران نے کہا۔ "مجھے بیوقوف مت بناؤ"
"کیا تمہیں یقین نہیں آیا۔"
"نہیں" عمران نے نفی میں سر ہلایا پھر رسٹ واچ پر نگاہ ڈالی اور بولا "اتنے کم وقت میں اتنا فاصلہ طے کر لینا میری سمجھ میں نہیں آیا۔"
"اسی لئے تو خفیہ طور پر آپ کو یہاں لایا گیا ہے تاکہ ذرائع روشنی میں نہ آسکیں۔"
"ہوں" عمران نے سر ہلا دیا۔
"اب آپ کب سے کام شروع کرنا چاہتے ہیں۔"
"آج ابھی اور اسی وقت سے" عمران نے کہا۔
"باس سے بات کر لو" پیٹر نے کہا۔
"رائیٹ" عمران نے کہا۔ "رابطہ قائم کردو"

"ابھی لو" پیٹر نے کہا اور دیوار کے پاس رکھی مشین کی طرف بڑھ گیا مشین کے ساتھ ایک ٹی وی اسکرین بھی موجود تھا۔ پیٹر اسے آپریٹ کرنے لگا تو اسکرین روشن ہوئی اور اس پر ایک نقاب پوش کا چہرہ ابھرا اور آواز سنائی دی یہ آواز مرداور اکھڑی تھی وہ کہہ رہا تھا۔
"پیٹر۔ کیا رپورٹ ہے۔"
"گوبند رام حاضر ہے باس" پیٹر نے کہا۔
"سامنے لاؤ" اسی آواز نے کہا۔
"ہاں میں ہوں گوبند رام بولو" عمران نے اسکرین کے سامنے آتے ہوئے کہا اور نقاب پوش اسے گھورنے لگا۔
"ٹھیک ہے" چند لمحے بعد وہ بولا۔ "تمہارا دیا ہوا پیغام مجھے مل گیا ہے مگر تم کام کس طرح سے کرو گے۔"
"مجھے راکٹ تک پہنچا دیا جاتے اور ضروری آلات اور اوزار فراہم کر دیتے جاتیں تو میں کام ابھی سے شروع کر سکتا ہوں"
"سب چیزیں ابھی مل جاتیں گی مگر ....." وہ خاموش ہو گیا۔
"مگر کیا۔" عمران نے پوچھا۔
"میرے آدمی تمہارے ساتھ رہیں گے"
"وہ کیوں۔ کیا مجھ پر اعتماد نہیں ہے۔"
"یہ بات نہیں ہے گوبند رام" باس نے کہا۔ "اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح میرے آدمی یہ دیکھ لیں گے کہ تباہ کن مادہ کہاں اور کس طرح رکھا گیا

ہے تاکہ پھر کبھی یہ صورت حال ہو تو وہ خود ہی یہ کام کر سکیں۔"

"نہیں۔" عمران نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں تنہا کام کروں گا۔"

"میرے آدمیوں کو ساتھ رکھنے میں کیا حرج ہے۔؟"

"حرج نہیں اصول کی خلاف ورزی ہے۔"

"کیا مطلب۔" باس نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اس طرح سے میرے اصولوں کی خلاف ورزی ہوگی اور اس کے ساتھ ہی ہیڈ کوارٹر کے احکامات کی بھی۔"

"ہونہہ۔" باس نے سر ہلایا۔

"اگر یقین نہ ہو تو تم ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کر کے معلومات حاصل کر سکتے ہو۔" عمران نے غرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔" باس نے کہا۔ "آج آرام کرو کل آلات اور اوزار مہیا کر دیئے جائیں گے تو کام شروع کر دینا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور ٹی وی اسکرین تاریک ہو گئی۔

"جلدی کرو کیا مر مر کر کام کر رہے ہو۔" کرنل نے غرا کر منصور سے کہا اور منصور تیزی سے اس کے سامنے سے گزرتا چلا گیا۔

پھر اپنی پیٹی وہاں رکھی جہاں دوسرے رکھ رہے تھے۔ یہاں بھی نیم تاریکی تھی وہ تیزی سے پیٹیوں کی آڑ میں سرک گیا پھر یہ اطمینان کرنے کے بعد کہ کوئی اسے نہیں دیکھ رہا ہی تیزی سے دور ہیولے کی طرح نظر آنے والی عمارت کی طرف بڑھنے لگا وہ پوری طرح سے چوکنا تھا۔

دفعتاً اسے ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔ پیٹیوں کی قطار کے سرے پر سے کچھ لوگوں کے بولنے کی آواز سنائی دی تھی وہ محتاط انداز میں اس طرف بڑھا اور آخری پیٹی سے لگ کر ان کی گفتگو سننے لگا۔ وہ دو فوجی تھے۔ فوجی اس لئے کہ ان کے جسموں پر فوجی وردیاں تھیں۔

"دیکھا میری بات صحیح نکلی نا۔" ایک نے کہا تھا۔

"کون سی بات۔" دوسرے نے پوچھا۔

"وہی ماہر انجینئر والی۔" پہلے نے کہا۔

"تو کیا وہ آ گیا ہے۔" دوسرے نے پوچھا۔

"ہاں۔" پہلے نے کہا۔ "تم نے چیتا اور شیبا کے ساتھ اسے ڈبے سے نکلتے نہیں دیکھا کیا۔" وہ تینوں ہی تو ڈبے سے نکلے تھے۔"

"سمجھ گیا۔" دوسرے نے کہا "مگر......"

"مگر۔" اسے خاموش ہوتے پا کر اس نے پوچھا۔

"ہمیں تصدیق کرنا پڑے گی۔" دوسرے نے کہا۔

"کس بات کی۔" پہلے نے پوچھا۔

"یہی کہ یہ وہی ماہر ہے جو تیسرے راکٹ کو تباہی سے بچانے کے لئے یہاں

ہیڈ کوارٹر کی جانب سے آیا ہے۔"

"تصدیق تو ابھی کریں گے" پہلے نے کہا۔

"وہ کیسے۔" دوسرے نے پوچھا۔

"وہ لوگ اسے سیدھے باس والے کمرے میں لے گئے ہوں گے۔"

"نہیں۔" دوسرے نے کہا۔ "میں نے ان کو ریسٹ روم کی طرف جاتے دیکھا"

"تب وہ ٹی وی ٹرانسمیٹر پر باس سے بات کریں گے" پہلے نے کہا۔

"کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے" دوسرے نے کہا۔ "کہ اتنے اہم آدمی سے با براہ راست بات کرنے کے بجائے ٹی وی ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرے۔"

"ہاں ہے تو حیرت کی بات" پہلے نے کہا۔

"اور اس کا مطلب سمجھتے ہو۔" دوسرے نے کہا۔

"وہ کیا۔" پہلے نے کہا۔

"یہی کہ باس کو اس آدمی پر اعتماد نہیں ہے" دوسرے نے کہا۔ "جسے ہیڈ سے یہاں بھیجا گیا ہے۔"

"اوہ" پہلے کے منہ سے نکلا۔

"اگر ہمارا خدشہ صحیح ہے تو سمجھ لو کہ وہ اصل آدمی نہیں ہے کوئی اور ہے اور کسی اور کام کے لئے یہاں آیا ہے۔"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ اسے ہماری سرگرمیوں کے بارے میں تحقیقات کے لئے یہاں بلایا گیا ہو۔" پہلے نے کہا۔

"ایسا ناممکن بھی نہیں ہے" دوسرے نے کہا۔

"پھر تو ہمیں ٹی وی ٹرانسمیٹر پر ہونے والی انکی گفتگو سننا ہوگی" پہلے نے کہا۔

"ہاں" دوسرے نے کہا۔ "اور اسکے بعد ہی صحیح پتہ چلے گا کہ وہ سراغ رساں ہے یا کوئی ٹیکنیشن جو تیسرے راکٹ کے لئے یہاں بھیجا گیا ہے۔"

"تو پھر آؤ دیر مت کرو" پہلے نے کہا۔

"چلو" دوسرے نے کہا اور وہ دونوں آگے بڑھتے چلے گئے۔ صفدر بھی کچھ فاصلہ رکھ کر احتیاط سے انکے پیچھے چل پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ انکا رخ اسی طرف ہے جس طرف وہ لوگ عمران کو لے گئے ہیں۔ وہ لوگ لاپرواہی سے آگے بڑھ رہے تھے جبکہ صفدر کو محتاط رہ کر آگے بڑھنا پڑ رہا تھا۔

دفعتاً وہ لڑکھڑا گیا۔ لڑکھڑانے سے پہلے زوردار آواز ہوئی تھی اور یہ آواز اس ڈبے سے پیدا ہوئی تھی جو اسکے پیر کے نیچے آکر دبا تھا۔ آواز کے ساتھ ہی آگے جانے والے دونوں گارڈ چونکے تھے۔

"کون ہے۔" انہوں نے پلٹتے ہوئے پوچھا مگر صفدر تو بڑی تیزی سے زمین پر گر پڑا تھا مگر یہ اسکی غلطی تھی۔ مہلک غلطی اس لئے کہ اسکے جسم پر انہی کی وردی تھی اگر وہ چلتا رہتا تو اندھیرے کے باعث وہ لوگ اسے شناخت نہیں کر سکتے تھے مگر نیچے گر کر اس نے غلطی کی تھی اور آگے جانے والے دونوں گارڈ مشکوک ہوگئے تھے اور آواز کے ساتھ ہی انہوں نے گنیں اتار لی تھیں۔

صفدر بھی تیزی سے گہری تاریکی والے حصے کی طرف لڑھکتا چلا گیا پھر سنبھل کر اٹھ ہی رہا تھا کہ گارڈ کی آواز ابھری۔

"ٹھہرو۔ کون ہو تم۔" آواز کے ساتھ ہی مشین گن کی گرج ابھری اور گولیاں صفدر سے چند فٹ دور سے نکل گئیں۔ صفدر اچھل کر اٹھا پھر اسنے گن ان کی طرف سیدھی کی اور ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی آواز کے ساتھ ہی دو چیخیں فضا میں ابھری تھیں۔

وہ دونوں چھلنی ہو کر گرے ہی تھے کہ فضا میں سائرن کی بھیانک آواز گونجی اسکے ساتھ ہی سرچ لائٹیں روشن ہو گئیں اور دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ ابھرنے لگی۔ صفدر نے اس طرح چاروں طرف دیکھا جیسے شکاری کے جال میں پھنسا ہوا درندہ دیکھتا ہے۔

وہ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا تھا۔ اور سرچ لائٹیں روشن ہو جانے کے سبب اسکے چھپ جانے کے مواقع بہت کم ہو گئے تھے۔ یک بیک پھر سات فوجی چٹانوں کی آڑ سے نکل کر سامنے آ گئے اور اس کا سانس سینے میں اٹک گیا۔ پیشانی پر پسینہ ابھر آیا موت کا پسینہ۔

"آپ اس کمرے میں آرام کریں۔" پیٹر نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کمرہ [...] تھا اور قیمتی فرنیچر سے آراستہ تھا یہاں صرف ایک کھڑکی عقبی رخ اور ایک وہ دروازہ تھا جس سے وہ اندر آئے تھے۔

اور یہ چیز عمران نے اندر آتے ہی نوٹ کر لی تھی اسنے اندر آتے ہی کمرے کا جائزہ اسی لئے لیا تھا کہ پیٹر کے جانے سے پہلے اس بات کا اندازہ کر لے کہ اسے یہاں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا "تم کہاں رکو گے۔؟"

"باس کی مرضی پر منحصر ہے جہاں کہے گا رک جاؤں گا۔"

"تم سے رابطہ کیسے قائم کیا جا سکے گا۔؟"

"بیڈ پر فون موجود ہے جیسے ہی ریسیور اٹھاؤ گے۔ آپریٹر کی آواز سنائی دے گی اس سے میرا نام لے دینا وہ رابطہ ملا دے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور پیٹر واپسی کے لئے مڑا ہی تھا کہ مشین گن کی گرج سنائی دی آواز زیادہ دور کی نہیں تھی چند لمحوں کے وقفے کے بعد دوبارہ آواز سنائی دی اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔

"یہ کیا ہوا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔" پیٹر نے کہا۔

"شاید کوئی فائرنگ کر رہا ہے۔" عمران نے پیٹر کو گھورتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" پیٹر نے کہا "تم یہاں ٹھہرو میں چیک کرتا ہوں۔"

"میں بھی چلتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"نہیں۔" اسنے سختی سے کہا "تم کمرے ہی میں رکو گے۔"

"مگر کیوں۔؟" عمران غرایا "کیا میں یہاں قیدی ہوں۔؟"

"نہیں قیدی تو نہیں ہو۔" پیٹر نے کہا "مگر مہمان ضرور ہو تو بھی تمہیں دیکھنے کی [...]"

شوٹ کر ڈالیں گے اسلئے کہہ رہا ہوں کہ یہاں ٹھہرو۔"

"او کے" عمران کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ پیٹر کمرے سے نکل گیا اپنے عقب میں وہ دروازہ بند کرنا نہیں بھولا تھا۔

عمران نے آگے بڑھ کر دروازے کو کھولا وہ سمجھ رہا تھا کہ پیٹر نے دروازہ باہر سے لاک کر دیا ہے مگر یہ خیال غلط نکلا دروازہ ہینڈل گھماتے ہی کھل گیا تھا اسنے باہر جھانکا پیٹر کچھ دور راہداری میں کھڑا گارڈز سے گفتگو کر رہا تھا عمران نے دروازہ بند کر دیا۔

پھر چند لمحے ہی گزرے تھے کہ گارڈز کے قدموں کی چاپ ابھری اور دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ اسکے ساتھ ہی باہر سے کنڈی لگاتے جانے کی آواز سنائی دی اس کا مطلب یہ تھا کہ اسے یہاں قید کر دیا گیا تھا گارڈز دروازے پر مقرر کرنے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا۔

مشین گنوں کی گرج رہ رہ کر سنائی دے رہی تھی۔ اور عمران بڑی بے چینی سے سوچ رہا تھا کہ کہیں صفدر کا تو ٹکراؤ نہیں ہو گیا۔؟ اسکے خاصے امکانات تھے۔ وہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اندر سے کنڈی لگا کر دروازے کا پردہ کھینچا اور کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

کھڑکی کے نیچے کوئی نہیں تھا وہ کھڑکی پر چڑھا اور گندے پانی کا پائپ پکڑ کر نیچے پھسلتا چلا گیا۔ نیچے اتر کر وہ دیوار سے لگا لگا آگے بڑھنے لگا اس کا رخ اسی سمت میں تھا جس طرف سے فائرنگ کی آوازیں آ رہی تھیں، دوسری جانب مڑتے ہی وہ چونک گیا تھا۔

اس طرف دور تک تیز لائٹیں روشن تھیں اور ایک مخصوص سمت میں گارڈز فائرنگ کر رہے تھے اس طرف لکڑی کی پیٹیاں رکھی ہوئی تھیں جواباً اس طرف سے بھی فائرنگ کی جا رہی تھی مگر یہ فائرنگ ایک ہی مشین گن کی تھی اس کا مطلب یہی تھا کہ دوسری جانب سے فائر کرنے والا اکیلا فرد ہے۔ اور یہ اکیلا فرد صفدر ہی ہو سکتا تھا۔ عمران نے بغور جائزہ لیا اور جہاں تک پتا۔ فوجی گارڈز آہستہ آہستہ اس جگہ کو گھیرے میں لے رہے تھے جس جگہ سے وہ تنہا مشین گن گرج رہی تھی۔ وہ بری طرح مضطرب ہو گیا۔ اگر گارڈز اسی طرح بڑھتے رہتے تو صفدر کا پکڑا جانا لازمی تھا۔

اور پکڑے جانے کا مطلب موت ہی ہو سکتا تھا۔ یہ لوگ تو درندوں سے بھی زیادہ ظالم اور خونخوار تھے۔ پھر؟ عمران سوچنے لگا۔ وہ اس طرف سے فائرنگ کر کے ان کی توجہ بٹا تو سکتا تھا مگر صفدر کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اس لئے کہ کچھ فوجی اس کی طرف متوجہ ہوتے اور کچھ صفدر کی طرف بڑھتے رہتے جبکہ وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ پھر؟ عمران نے سوچا۔ کیا کیا جائے۔؟ لیکن اسے زیادہ دیر سوچنے کی مہلت نہیں ملی فائرنگ کے شور میں وہ اپنے عقب میں ابھرنے والی قدموں کی چاپ نہیں سن سکا تھا اسی لئے وہ اس سے بے خبر بھی رہا جواب سر پر آ گیا تھا۔

"دونوں ہاتھ اٹھا لو" مشین گن کی نال عمران کی کمر سے لگی اور ساتھ ہی اس کی سرد آواز بھی سنائی دی۔

"کک... کک... کک..." عمران منہ سے بے معنی آوازیں نکالتا ہوا

فوجی ایک طرف مڑ گیا انداز ایسا ہی تھا کہ جیسے گونگا ہو۔

ہاتھ اٹھاؤ۔ وہ گن کی نال سینے پر رکھ کر غرایا۔

آؤں... نا..... عمران نے پھر بے معنی آوازیں نکالیں اور ہاتھ آہستہ آہستہ سر سے بلند کرنے لگا مگر پھر بڑی پھرتی سے اپنے پیر کی ٹھوکر اسکے پیٹ کے نچلے حصے پر ماری اور ہاتھ گھما کر گن پر دے مارا۔ اسکے منہ سے کراہ نکلی پھر نہ صرف گن ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

بلکہ وہ کراہتے ہوئے پیٹ کا نچلا حصہ دبا کر گرا اور لوٹنے لگا عمران نے تیزی سے دوسری ضرب لگائی اور وہ ساکت ہو گیا۔ عمران جھکا اور اس کے ہاتھ سے گرنے والی مشین گن اٹھائی اور میگزین بیلٹ اسکی کمر سے کھول لی پھر یہ دیکھ کر وہ خوشی سے اچھل پڑا کہ

میگزین بیلٹ میں دستی بم بھی موجود تھے اسنے بیلٹ شانے پر لٹکائی اور آگے بڑھ کر دوسری جانب جھانکا۔ فوجی گارڈز کا حصار بہت تنگ ہو گیا تھا عمران نے گن دیوار کے سہارے کھڑی کی اور دو بم نکال کر اسکے سیفٹی پن ہٹائے اور ان کو فوجیوں پر اچھال دیا۔

لمحوں کے فرق سے دو دھماکے ہوئے متعدد چیخیں ابھریں اور فوجی مختلف سمتوں میں دوڑتے چلے گئے صفدر کے گرد بننے والا انکا حصار ٹوٹ گیا تھا عمران نے پھر آڑ سے دیکھا۔

دس بارہ لاشیں دور تک بکھری نظر آرہی تھیں اور کافی دور متعدد فوجی زمین پر مورچہ بند تھے۔

عمران نے پھر ایک بم نکالا اور اسے پوری قوت سے فوجیوں کی جانب اچھال دیا۔ چند لمحے بعد دھماکہ ہوا اور مشین گنیں آگ اگلنے لگیں اب کئی سمتوں سے فائرنگ ہو رہی تھی اور ہر طرف سے سائرن بجنے سنائی دے رہے تھے تڑتڑاہٹیں تاریکی میں سنسناتی پھر رہی تھیں۔

اور فوجی بوٹوں کی دھمک چاروں طرف سے سنائی دے رہی تھی۔ عمران نے سوچا صفدر بہت بری طرح سے پھنس گیا ہے اسکا بچ نکلنا اسی صورت میں ممکن ہو سکتا تھا کہ وہ پیٹیوں کی آڑ سے ہٹ کر کسی اور جگہ پناہ گزیں ہو جاتا۔ لیکن یہ کس حد تک ممکن تھا؟ عمران اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا تھا۔

اسنے پیٹیوں کے ارد گرد کا جائزہ لیا پھر دو بم دائیں اور بائیں سمت میں اچھال دیئے پھر جیسے ہی دھماکہ ہوا وہ مشین گن سنبھالے دوڑتا ہوا پیٹیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دوڑتے ہوئے بھی اسکے ہاتھوں میں دبی ہلکی مشین گن آگ اگل رہی تھی اور فضا میں بارود کی بو پھیلتی چلی جا رہی تھی۔

وہ پیٹیوں کی آڑ میں پہنچ کر رکا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرنے لگا کہ صفدر کہاں ہو سکتا ہے۔ وہ ایک ایک پیٹی کے پاس سے بڑے محتاط انداز میں گزر رہا تھا مگر صفدر کہاں تھا۔ اسکا اندازہ اسے نہ ہو سکا پیٹیوں کے گرد اس نے متعدد لاشیں دیکھی تھیں۔

اور یہ لاشیں یقیناً صفدر کے ہاتھوں مرنے والوں کی تھیں۔ نجانے کیوں عمران کو یقین تھا کہ یہ ہنگامہ کرنے والا صرف اور صرف صفدر ہی ہو سکتا ہے۔ وہ آگے بڑھتا رہا۔

قدم قدم تھا۔ لیکن صفدر اسے نظر نہیں آ سکا جانے وہ کہاں تھا۔ ٹیلوں کی قطار کافی لمبی تھی۔ وہ پھر آگے بڑھنے لگا۔ دفعتاً عقب میں آہٹ سنائی دی وہ مڑا ہی تھا کہ کوئی اس پر آ گرا اور وہ اس کی گرفت میں دبا گرتا چلا گیا۔ حملہ آور نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن اور دوسرے سے مشین گن دبوچ رکھی تھی۔

۔ آواز نکلی اور گردن کو ڈھیل ملی۔ حملہ آور کے منہ سے سرگوشی میں نکلا اور عمران کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی اور اس نے ہاتھ پیر ڈھیلے ڈال دیئے۔۔ لیکن۔۔؟ کیا عمران سمت چھوڑ گیا تھا۔۔؟

لیکن اگر اس نے اپنے حواس قابو میں نہ رکھے ہوتے تو اس کا وہی حشر ہوتا جو ان فوجیوں کا ہوا تھا۔ جیسے ہی فوجی سامنے آئے اس نے مشین گن کے ٹریگر پر دباؤ ڈال دیا دوسرے ہی لمحے آگ کا سرخ دھارا گن کی نال سے نکلی اور ان چھ کے چھ فوجیوں کو چاٹتی چلی گئی۔

وہ اچھل اچھل کر گرے اور تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ صفدر بڑی تیزی سے جھک کر آگے بڑھا اور ان فوجیوں میں سے ایک کا میگزین بیلٹ اتار لیا اب اس کے پاس خاصے میگزین ہو گئے تھے اور وہ کافی دیر تک جم کر ان کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ وہ پیچھے ہٹنے لگا۔

پیچھے ہٹتے ہٹتے وہ اس جگہ آ گیا جہاں پر چاروں طرف ٹیلیاں ہی ٹیلیاں تھیں اور اسے ان کے درمیان تلاش کر لینا آسان نہیں تھا۔ وہ دو ٹیلوں پر چڑھ کر اوپر اٹھا اور اردگرد کا جائزہ لیا۔ ٹیلوں کے دائیں بائیں اور سامنے کی سمت بہت سے فوجی موجود تھے۔

اور وہ دائرہ بناتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ دفعتاً ان میں سے کسی نے صفدر کو دیکھ لیا کیونکہ بیک وقت کئی مشین گنیں گرجی تھیں صفدر بڑی تیزی سے نیچے جھکا اور اس نے گن اوپر رکھی اور نال کا رخ فوجیوں کی جانب کر کے ٹریگر دبایا اور نال گھماتا چلا گیا۔

صفدر چیخیں اس نے سنی تھیں کئی مشین گنیں گرجیں اور گولیاں اس کے سر پر سے جگنوؤں کی مانند نکلی چلی گئیں۔ وہ نیچے کودا اور دوڑ کر چند گز آگے بڑھا اور دوسری سمت سے فوجیوں پر باڑھ ماری پھر اس جگہ سے ہٹ کر دوسری سمت بڑھا۔

پھر دوسری سمت سے باڑھ ماری اور پہلی سمت پلٹ آیا اب وہ پھر اسی جگہ سے فائرنگ کر رہا تھا جہاں سے پہلا برسٹ چلایا تھا۔ اس طرح اس نے فوجی کمانڈر کو یہی تاثر دیا تھا کہ یہاں ایک نہیں بہت سے آدمی ہیں جو مسلسل فائرنگ کر رہے ہیں۔

اس کا اسے یہ فائدہ ہوتا کہ فوجی اسے تنہا سمجھ کر بے فکری سے ٹیلوں پر یلغار نہ کر پاتے اب انہیں سوچنا پڑتا کہ کس طرف سے آگے بڑھیں اور یہ وقفہ اس کے لئے کافی ہوتا۔

وہ اس وقفے میں آسانی سے یہاں سے نکلنے کی تدبیر کر سکتا تھا کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ یہاں زیادہ دیر محفوظ نہیں رہ سکے گا اور پکڑ لیا جائے گا لہٰذا بہتری یہ ہے کہ وہ یہاں سے نکل جائے اور اس کے لئے وہ موقعے کی تاک میں تھا۔

دفعتاً وہ اچھل پڑا۔ بیک وقت دو دھماکے ہوئے تھے ممکن ہے ان دونوں دھماکوں میں چند سکنڈ کا وقفہ رہا ہو مگر اسے وہ بیک وقت ہی لگے تھے۔ دھماکوں کے ساتھ ہی مشین گنوں کی گرج خاموش ہو گئی تھی۔ صفدر چونک پڑا۔ یہ دھماکے اس کے لئے غیبی امداد ثابت ہوئے تھے۔

کیونکہ اس طرح اس کی طرف ایک حصار کی شکل میں بڑھتے ہوئے فوجی رک گئے تھے یک بیک پھر دو دھماکے ہوئے اور دور تک آگ کے شعلے پھیلتے چلے گئے۔ صفدر تیزی سے ایک سمت بڑھنے لگا۔ اس کے خیال میں اس طرف سے وہ ٹیکریوں کی آڑ سے نکل کر عمارتوں کے پاس پہونچ سکتا تھا۔

بموں کے دھماکے وقفے وقفے سے ہو رہے تھے سرخ لائٹیں تاریکی کا سینہ چیرتی اسے کھوجنے کی کوشش کر رہی تھیں اور وہ ٹیکریوں کی آڑ میں تیزی سے عمارتوں والی سمت بڑھ رہا تھا۔ ایک ٹیکری کی آڑ سے جونہی وہ باہر نکلا چند فوجی اس کے سامنے آ گئے۔

اندھیرے میں شعلے چمکے متعدد مشین گنوں نے آگ اگلی اگر زمین پر گرنے میں صفدر سے ایک لمحے کی چوک ہو جاتی تو اس کا جسم چھلنی ہو جاتا زمین پر گرتے ہی اس نے بھی مشین گن کی نال انکی طرف کر کے ٹریگر کھینچ لیا۔

بیک وقت کئی چیخیں فضا میں ابھریں اور ایک ہی راؤنڈ میں سامنے آ جانے والے فوجیوں کا صفایا ہو گیا مگر وہ اتنے کب تھے۔ وہ تو لاتعداد تھے۔ صفدر نے پھر ٹریگر کھینچا مشین گن گرجی اور پھر وہ ٹھک ٹھک کر کے رہ گئی اس کا میگزین ختم ہو گیا تھا صفدر نے مشین گن پھینک دی۔

پھر کروٹیں بدلتا ہوا تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا آیا اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ کسی اور فوجی کی مشین گن سنبھال کر مقابلہ کر سکتا کیونکہ چھ سات گنیں اس پر آگ برسانے لگی تھیں وہ آڑ میں آتے ہی اچھل کر اٹھا اور دوڑنے لگا اب وہ اسی سمت دوڑ رہا تھا جس سمت سے اس طرف آیا تھا۔

آتشیں حلقے اس کا پیچھا کر رہے تھے گولیاں اس کے اردگرد پھیلی ہوئی ٹیکریوں میں دھنس رہی تھیں۔ آڑ نہ ہوتی تو اب تک کا وہ لوگ اسے چھلنی کر چکے ہوتے دوڑتے دوڑتے وہ عارضی طور پر انکی زد سے نکل آیا لیکن اب وہ نہتا تھا۔

اگر دو ایک فوجی بھی سامنے آ جاتے تو وہ ان سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا مشین گن کا مقابلہ خالی ہاتھ سے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا کچھ سوچ کر وہ اٹھا اور ٹیکریوں پر چڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ لیٹ کر رینگتا ہوا ایک سے دوسری اور دوسری سے تیسری ٹیکری کی طرف بڑھتا رہا۔

یک بیک اسے رک جانا پڑا۔ اب وہ جس جگہ تھا وہاں متعدد فوجی موجود تھے اور وہ اسی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔

”آگے بڑھنے سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ وہ کتنے ہیں۔ ان میں

سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا تھا۔

"چھ سات سے زیادہ ہی ہونگے" کسی اور نے کہا۔

"تم نے ان کو دیکھا ہے۔؟" کسی اور نے سوال کیا۔

"صرف ایک کو دیکھا ہے" چھ سات کی تعداد بتانے والے نے کہا۔

"پھر کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ چھ سات ہیں۔؟"

"ایک اکیلا آدمی کتنی جگہوں سے فائرنگ کر سکتا ہے۔؟"

"میرے خیال سے وہ چھ سات نہیں صرف تین یا چار ہیں"

"اس خیال کی وجہ۔؟"

"میں نے فائرنگ کی سمتوں اور بموں کے دھماکوں کا خیال کیا ہے سمتوں کا اندازہ کیا ہے اور میرا یہ خیال اسی کا نتیجہ ہے"

"اس صورت میں ہمیں خاصہ محتاط رہنا پڑے گا"

"کیوں نہ ہم ٹیلوں کے اوپر چڑھ کر آگے بڑھیں" کسی نے کہا "اس طرح ہم دور تک نگاہ رکھ سکیں گے"

"اور دور ہی سے نشانہ بھی بن جائیں گے کیوں۔؟" کسی اور نے کہا۔

"ٹھہرو" ان میں سے ایک نے کہا۔ "یہ ٹیلوں کا سلسلہ کافی لمبا ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ اسے گھیرے میں لے لیں لیکن آگے نہ بڑھیں"

"کیوں۔؟" کسی نے سوال کیا۔

"دن کی روشنی میں ان کو آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے"

"یہ ٹھیک ہے" کسی نے ہاں میں ہاں ملائی۔

"اس کے علاوہ دن میں کاپٹروں سے بھی انھیں چیک کیا جا سکتا ہے"

"یہ سب ٹھیک ہے مگر" دوسرے کسی نے کہا۔ "ایک بات پر تم نے غور نہیں کیا

"وہ کیا۔؟" کسی نے پوچھا۔

"کیا کمانڈر اس بات پر راضی ہو جائیں گے۔؟"

"اوہ" بیک وقت کئی آوازیں سنائی دی تھیں۔

"کمانڈر کسی صورت میں رات بھر حصار قائم رکھنے پر تیار نہیں ہونگے

کسی اور نے کہا تھا جواباً تائید میں کئی آوازیں ابھری تھیں۔

"راضی نہیں ہونگے تو خاصہ جانی نقصان ہو گا"

"وہ تو ہو رہا ہے۔" کسی نے کہا۔

"ارے" دفعتاً دوسرے کسی کی آواز سنائی دی ساتھ ہی ٹارچ کی ر

بھی ان لوگوں پر پڑی۔ "تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو۔؟"

"ہم آہٹیں لے رہے تھے سر" کسی نے کہا۔

"ٹیلوں کے دوسری جانب کچھ لوگوں کی موجودگی کا شبہ ہوا ہے س

کسی دوسرے نے تائیدی انداز میں کہا۔

"آگے بڑھ کر تلاش کرو" عقب سے غراہٹ ابھری۔

"یس سر" ایک آواز ابھری اور وہ بڑی تیزی سے آگے بڑھتے چ

گئے۔ اب وہاں صرف وہ رہ گیا تھا جس نے ان کو آگے بڑھنے کے لئے کہا

صفدر نے سوچا کہ وہ اسے قابو کرلے۔؟ مگر پھر اس خیال کو رد کر دیا۔ د

اسے قابو کرنے کے بعد کیا کرتا۔؟

اس کے ذریعے فی الحال وہ کوئی کام تو کر نہیں سکتا تھا پھر۔ ؟ اعتن میں کہ خواہ مخواہ ان لوگوں پر اس جگہ اپنی موجودگی ظاہر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تھا وہ لیٹا رہا کچھ دیر بعد وہ بھی وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ مشین گنوں کی گرج اب آگے سے سنائی دے رہی تھی۔

کبھی کبھی اس طرف سے بھی کوئی آواز آ جاتی تھی جس طرف سے انکا بم ادھر آیا تھا صفدر اب تک نہیں سمجھ سکا تھا کہ اس پر حملہ کرنے والے فوجیوں پر بم پھینکنے والا کون تھا۔ کون تھا جس نے اسے ان کے حصار سے نجات دلائی تھی کیا وہ عمران ہے۔ ؟

ایک لمحے کے لئے اسکے دل میں یہی خیال آیا تھا مگر اسے اس خیال کو اس لئے رد کر دینا پڑا تھا کہ عمران پیٹر وغیرہ کے ساتھ مصروف تھا اس لئے اسکا اس لڑائی میں حصہ لینا ممکن نہیں تھا۔ وہ اپنی پلاننگ کے تحت کام کر رہا تھا اور خود صفدر بھی پھر یہ کون ہے۔ ؟

صفدر نے سوچا لیکن اسکے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا پھر اسنے ذہن سے اس سوال کو جھٹک دیا اور چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ مختلف سمتوں میں شعلے لپکتے نظر آ رہے تھے فائرنگ جاری تھی پتہ نہیں وہ لوگ کس پر فائرنگ کر رہے تھے کس سے برسر پیکار تھے۔

اسنے سوچا کہ اب اسے جلد از جلد کوئی مشین گن حاصل کر لینی چاہیے تنہا وہ کب تک بچا رہ سکتا تھا کسی بھی لمحے فوجی گارڈز سے سامنا ہو سکتا تھا اسنے اسی نظریئے کے تحت اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔

وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ آس پاس کوئی تنہا فوجی ہے یا نہیں اگر ہے تو اس سے اس طرح اسلحہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسے کوئی فوجی تو نظر نہیں آیا مگر دور سے ایک ہیولا سا نظر آیا جو اسی طرف آ رہا تھا اسکے ہاتھ میں گن موجود تھی صفدر چوکنا ہو گیا اور پٹی کے کنارے پر سرک گیا۔

آنے والا قریب آتا جا رہا تھا۔ قریب اور قریب۔ پھر وہ ٹھیک اسی پٹی کے نیچے پہنچ گیا جس کے اوپر صفدر لیٹا ہوا تھا صفدر نے اپنے آپ کو سمیٹا۔ اپنے آپ کو سمیٹنے سے جو آہٹ پیدا ہوئی تھی اس نے آنے والے کو چونکا دیا اور وہ پھرتی سے مڑا ہی تھا کہ صفدر نے اس پر جست لگا دی۔

وہ اسے لئے ہوئے گرتا چلا گیا۔ صفدر کا ایک ہاتھ حریف کی گردن پر تھا اور دوسرے سے اسنے حریف کی گن پکڑ رکھی تھی۔

"آواز نکلی گردن ٹوٹی۔" صفدر نے سرد اور سفاکی سے بھرپور لہجے میں حریف کے کان کے پاس سرگوشی کی اور دوسرے ہی لمحے حریف کے ہاتھ ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ صفدر نے مشین گن چھین کر کاندھے سے لٹکائی پھر اسنے میگزین بیلٹ اسکی کمر سے کھولنا ہی چاہی تھی کہ وہ بول پڑا۔

"اسے اب ننگا کرو گے کیا۔" آواز کے ساتھ ہی صفدر کے جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی اور اس کے اپنے ہاتھ ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔

"آپ۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔

"تو اور کون ہو سکتا ہے یہاں۔" صفدر کا حریف کراہ کر بولا۔

"خیریت ہے۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔

"کس بات پر۔؟" حریف نے کراہتے ہوئے کہا "میری گردن توڑنے پر"

"سوری عمران صاحب" صفدر نے جلدی سے کہا۔ وہ عمران ہی تھا جس پر صفدر نے حملہ کیا تھا۔ "مجھے امید نہیں تھی کہ یہ آپ ہوں گے۔"

"اب بہانے بازی کرو۔" عمران نے کہا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔" صفدر نے کہا۔

"سچ کہتے رہو گے یا سینے پر سے بھی ہٹو گے۔"

"اوہ سوری۔" صفدر نے کہا اور سینے پر سے ہٹ گیا۔

"حملہ کیوں کیا تھا۔ گن کہاں گئی۔؟" عمران نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"خالی ہو گئی تھی۔"

"اسی لئے حملہ کیا تھا۔؟" عمران جھلا کر بولا۔

"ہاں میرا ارادہ گن اور میگزین حاصل کرنے کا تھا۔"

"اسکے لئے کسی مردہ فوجی کو کیوں نہیں دیکھا۔؟"

"بس حماقت سمجھ لیجئے۔"

"ہونہہ۔" عمران نے ہنکارہ بھرا۔

"آپ تو پیٹر کے ساتھ تھے نا۔؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"پھر یہاں تک کیسے آ پہنچے۔؟"

"تمہاری محبت میں۔" عمران نے جواب دیا۔

"تو وہ بم آپ نے پھینکے تھے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"نہ چھینکتا تو اب تک تم دائمی اجل کو لبیک کہہ چکے ہوتے۔"

"اب کیا کرنا ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"پناہ گاہ کی تلاش۔"

"کیا ہم وہاں نہیں چھپ سکتے جہاں آپ کو ٹھہرایا گیا ہے۔؟"

"میں اسے مناسب نہیں سمجھتا۔"

"پھر۔؟" صفدر نے پوچھا۔ "عمارتوں کی طرف چلیں۔؟"

"فی الحال یہی مناسب ہے آؤ۔" عمران نے کہا اور اسی طرف مڑ گیا جس طرف سے ادھر آیا تھا۔ راستے میں ایک جگہ رک کر اس نے صفدر کو ایک مردہ فوجی کی مشین گن اور میگزین لینے کی ہدایت کی پھر وہ آگے بڑھنے لگے جگہ جگہ لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

عمران نے بھی ایک لاش کا میگزین اتار لیا اور جو میگزین بیلٹ اس نے شانے پر لٹکا رکھا تھا اسے پھینک دیا۔ اس بیلٹ میں دستی بم بھی موجود تھے۔ کچھ سوچ کر عمران ایک اور مردہ فوجی کے پاس رکا۔

"اسکی کمر سے بموں والی میگزین بیلٹ اتار لو۔" اس نے صفدر سے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔" صفدر نے کہا۔ "بموں کی ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے ہمارے پاس ایسی دو تین بیلٹیں ہونی چاہییں۔"

"ایک تو سنبھالو۔" عمران نے کہا اور وہ آگے بڑھنے لگے۔ اب وہ جس طرف بڑھ رہے تھے اس طرف سرچ لائیٹوں کی روشنی نہیں تھی اور نہ ہی فوجی نظر آ رہے تھے۔ وہ بڑھتے چلے گئے۔

"اب کس طرف چلیں۔" عمارتوں کے پاس پہونچ کر صفدر نے پوچھا۔

"آجاؤ۔" عمران نے کہا اور وہ پھر آگے بڑھنے لگے۔ دفعتاً پورا علاقہ روشنی میں نہاتا چلا گیا۔ ایسا لگا تھا کہ جیسے دن نکل آیا ہو۔ وہ بڑی تیزی سے عمارتوں کے سامنے موجود جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔ شکر تھا کہ آس پاس کوئی فوجی موجود نہیں تھا۔

ورنہ وہ دیکھ لئے جاتے اور اسی جگہ ٹکراؤ ہو جاتا۔ جھاڑیوں میں پہنچ کے بعد انہوں نے چاروں طرف کا جائزہ لیا۔

"بائیں سمت دیکھو۔" عمران نے کہا۔ "اس طرف پل سا بنا ہوا ہے اس کے گرد جھاڑیاں ہیں وہ جگہ یہاں سے زیادہ محفوظ رہے گی۔"

"لیکن۔" صفدر نے کہا۔ "پل پر آنے جانے والے کسی بھی لمحے ہمیں دیکھ سکتے ہیں وہاں یہاں سے زیادہ خطرہ ہے۔"

"احمق۔" عمران غرایا۔ "تمہیں نظر نہیں آرہا کہ پل درمیان سے ٹوٹا ہوا ہے اور اس پر آمدورفت نہیں ہو سکتی۔"

"اوہ۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔

"چلو۔" عمران نے جھاڑیوں کی آڑ میں رینگتے ہوئے کھڑے ہو کر کہا۔ "اس سے پہلے کہ فوجی اس طرف آئیں ہمیں وہاں پہونچ جانا چاہیے۔"

"چلئے۔" صفدر نے کہا۔ اور وہ دوڑنے لگے۔ آس پاس کوئی فوجی نہیں تھا اور سرچ لائٹوں کی روشنی جھاڑیوں کے دوسری سمت سے اس طرف پڑ رہی تھی اس لئے دیکھ لئے جانے کا امکان کم تھا۔

وہ دوڑتے ہوئے اس جگہ پہونچ گئے جہاں کے لئے عمران کا خیال تھا کہ وہ محفوظ رہ سکتے ہیں۔ وہ ٹوٹے ہوئے پل کے ستونوں کے پاس ہی جھاڑیوں میں رک گئے سرچ لائٹوں کی روشنیوں نے ہر چیز واضح کر رکھی تھی اس لئے عمران اس جگہ کا بآسانی جائزہ لے سکتا تھا۔ ہر طرف سے مطمئن ہو کر وہ بیٹھ گئے گنیں انہوں نے زانوؤں پر رکھ لی تھیں۔

"آپ پیٹر کے پاس سے کیوں نکل آئے۔؟"

"اس لئے کہ وہ مجھے ایک کمرے میں بظاہر قید کر کے چلا گیا تھا۔"

"قید۔؟" صفدر نے دوہرایا۔ "تو کیا آپ پر ان لوگوں کو شبہ ہو گیا تھا کہ آپ دشمن ہیں۔؟"

"نہیں۔" عمران نے نفی میں سر ہلایا اور سارے واقعات دوہرا گیا، پھر بولا۔ "وہ اب بھی یہی سمجھ رہا ہوگا کہ میں کمرے ہی میں ہوں۔"

"اوہ۔" صفدر کے منہ سے نکلا۔ "تو کیا اب آپ واپس نہیں جائیں گے۔"

"واپس جانا ہوتا تو یہاں کیوں آتا۔؟" عمران نے کہا۔ "تمہیں اس طرف بھیج کر خود واپس جا چکا ہوتا۔"

"پلاننگ تبدیل کر لی ہے کیا۔؟"

"نہیں سب کچھ اسی طرح ہو رہا ہے جیسے میں چاہتا ہوں۔"

"تو ان لوگوں سے علیحدگی آپ کے پروگرام میں شامل تھی۔؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔ "اگر تمہارا ٹکراؤ نہ ہوا ہوتا تو میں رات کے آخری حصے میں وہاں سے نکل آتا۔"

"اب پروگرام کیا ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"وہ جگہ تلاش کرنا ہوگی کہ جہاں تیسرا راکٹ لانچر ہے۔"

"وہ جگہ تو۔۔" جملہ ادھورا رہ گیا تھا صفدر کی نگاہ ان فوجیوں پر پڑی تھی جو سرخ لائٹوں کی روشنی میں صاف نظر آ رہے تھے انکا رخ اسی جانب تھا جہاں وہ چھپے ہوئے تھے۔ پھر وہ ان سے چھ سات گز کے فاصلے پر آ کر رک گئے اور اپنے ہاتھوں میں دبی گنیں سیدھی کرنے لگے۔

"کیا ہم دیکھ لئے گئے ہیں۔؟" صفدر کے ذہن میں ایک سوال ابھرا تھا پھر اسے گن کا رخ فوجیوں کی طرف کیا ہی تھا کہ عمران نے اسکا شانہ تھپتھپایا وہ مڑا اور عمران کو دیکھنے لگا جو فوجیوں ہی کی جانب دیکھ رہا تھا پھر ان فوجیوں میں سے ایک اسی طرف آنے لگا۔

اس کی گن کا رخ ٹھیک عمران اور صفدر کی طرف تھا وہ لحہ بہ لحہ قریب آتا جا رہا تھا قریب اور قریب اور۔۔۔ صفدر نے مضطربانہ انداز میں کسمسایا تھا اس کا دل پوری رفتار سے دھڑک رہا تھا اور۔۔۔۔

"تم لوگوں نے اسے اچھی طرح سے نہیں پرکھا یہ تمہاری بھول ہے۔" سرخ چہرے والا ان لوگوں سے کہہ رہا تھا۔ وہ ایک بڑی اور سیاہ ٹاپ والی میز کے عقب

میں ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا اور پیٹر اور شیبا اسکے سامنے دوسری کرسیوں پر مودب انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"سب کچھ آپ کے حکم کے مطابق کیا گیا ہے سر۔" پیٹر نے کہا۔

"ہاں۔" سرخ چہرے والے نے کہا "مگر اسے پوری طرح چیک کرنا تمہارا فرض تھا پیٹر اور یہ فرض ادا نہ کر کے تم نے غلطی کی ہے۔"

"اسے اب بھی چیک کیا جا سکتا ہے۔" پیٹر نے کہا۔

"وہ تو کرنا ہی پڑے گا۔" سرخ چہرے والا بولا۔ "کیا پتہ اسکے پاس کوئی بے حد خطرناک بم ہو یا ایسا ہی کوئی اور ہتھیار۔"

"کیا آپ اس پر شبہ کر رہے ہیں۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"گوبند رام کو ہم میں سے کسی نے نہیں دیکھا۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "صرف مخصوص کوڈ سے پہچانا ہے کیوں ٹھیک ہے نا۔؟"

"ہاں۔" پیٹر اور شیبا نے سر ہلا دیا۔

"اور کوڈ کوئی بھی معلوم کر کے گوبند رام کی جگہ لے سکتا ہے۔"

"اوہ۔" پیٹر کے منہ سے نکلا۔

"مگر وہ تو ہیڈ کوارٹر سے آیا ہے۔؟" شیبا نے کہا۔

"اور ایک لمبا سفر طے کر کے۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اور اس لمبے سفر میں وہ تنہا تھا لہذا کہیں بھی اسے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔"

"اگر یہ بات ہے تو میں۔۔۔۔۔۔"

"جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔

اگر وہ ایک طرح سے ہمارا قیدی ہی ہے لہٰذا اب ہر قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا ہوگا۔ کیا پتہ وہ واقعی اصلی گوبند رام ہی ہو۔

پھر؟ پیٹر نے پوچھا۔ کیا حکم ہے؟

اسے صبح مشینری روم میں لے جاؤ مگر چیکنگ اسپاٹ سے تاکہ اسکے جسم کی اسکیننگ ہو جائے۔

اسکے بعد سر؟ شیبا نے کہا۔

تم اسکے ساتھ چوبیس گھنٹے رہو گی۔ سرخ چہرے والے نے کہا۔ اور پیٹر تم اسے مشینری روم میں تیسرے راکٹ تک لے جاؤ گے۔

کیا اسے وہاں لے جانا مناسب ہوگا سر؟ پیٹر نے پوچھا۔

چیکنگ کے بعد لے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ سرخ چہرے والے نے کہا۔ اس طرح یہ اندازہ بھی ہو جائے گا کہ وہ سائنس کی الف بے تے سے بھی آگاہ ہے یا محض فراڈ ہی فراڈ ہے۔

جو حکم سر۔ پیٹر نے کہا۔

اگر وہ اصلی گوبند رام ہے تو فوراً ہی کام شروع کر دے گا۔ سرخ چہرے والے نے کہا۔ اور ہم ایک ہفتے میں تیسرے راکٹ کو چھوڑنے کے قابل ہو جائیں گے اور تیسرے راکٹ کی پرواز کے بعد مشن مکمل ہو جائے گا۔

اگر ایسا نہ ہوا تو پھر؟ پیٹر نے کہا۔

اس صورت میں ہم ایک بار پھر سوچ لیں گے۔ سرخ چہرے والے نے کہا اور کچھ سوچنے لگا۔

تیسرے راکٹ کے بعد ہمارے پاس کچھ بھی ....؟ پیٹر نے کہنا چاہا۔

میں سمجھتا ہوں کہ تیسرا راکٹ کامیابی سے پرواز کر جائے گا۔ سرخ چہرے والے نے بات کاٹ کر کہا۔ اور وہ دوسرے دو راکٹوں کی طرح تباہی سے دوچار ہرگز نہیں ہو سکے گا۔

کیا ایسا ممکن ہے سر؟ پیٹر نے پوچھا۔

ہاں اور اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں ہمارے سیکورٹی اسٹاف نے چار غدار پکڑے ہیں وہ غدار جنہوں نے دو راکٹوں کی تباہی میں حصہ لیا تھا۔

اوہ۔ پیٹر کے منہ سے نکلا۔ وہ کون لوگ ہیں؟

ان کا تعلق لیزرڈ کے گروہ سے ہے۔

کیا؟ پیٹر کے منہ سے نکلا۔

ہاں اور تمہیں یاد ہے کہ شیبا اور ہم پر حملہ کرنے والے بھی لیزرڈ کے گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ سرخ چہرے والے نے کہا۔

یس سر۔ پیٹر نے کہا۔ اور میں نے ہی آپ کو شیبا سے اطلاع ملنے کے بعد ان لوگوں کے بارے میں بتایا تھا۔

اس اطلاع کے بعد ہی ہم نے مشتبہ افراد کو ننگا کر کے انکے جسم دیکھے تھے اور ان مشتبہ افراد میں سے چار ایسے افراد نکل آئے جن کے جسموں پر لیزرڈ کا مخصوص گہرا نشان موجود تھا۔

پھر تو یہاں بلیک ریٹ کے گروہ کے لوگ بھی ہوں گے سر؟ پیٹر نے چونکتے ہوئے انداز میں کہا۔

"یقیناً ہونگے" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "فی الحال لیزرڈ کے گروہ کے لوگ پکڑے گئے ہیں اور جن مشتبہ لوگوں کو ننگا کر کے نشان دیکھا گیا ان میں بلیک ریٹ کے گروہ کا کوئی ممبر نہیں نکلا"

"اب وہ لوگ محتاط ہو چکے ہونگے" پیٹر نے کہا۔

"یقیناً" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "مگر ان کی تلاش جاری ہے"

"وہ کس طرح سے سر؟" پیٹر نے پوچھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے انھیں کس طرح تلاش کیا جا سکتا ہے۔؟"

"یہ لوگ رانوں کے اوپر گروہ کا نشان کھدواتے ہیں اس لئے بغیر ننگا کئے اس نشان کو نہیں دیکھا جا سکتا" پیٹر نے کہا۔ "اور اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے جس پر عمل کر کے مشتبہ شخص کو شک میں مبتلا کئے بغیر اس نشان کو تلاش کیا جا سکتا ہے"

"آگے کہو" سرخ چہرے والے نے کہا۔

"عورت" پیٹر نے کہا۔ "یہ کام کوئی عورت ہی انجام دے سکتی ہے"

"گڈ" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اس وقت پندرہ عورتیں یہ کام انجام دے رہی ہیں اور جلد ہی بلیک ریٹ والوں کے بارے میں بھی ہمیں علم ہو جائے گا کہ وہ کتنے افراد ہیں"

"تو کیا لیزرڈ کے صرف وہی چار آدمی یہاں ہیں" پیٹر نے کہا۔ "جو پکڑے جا چکے ہیں یا۔۔۔۔" وہ خاموش ہو گیا۔

"صرف چار" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "ان لوگوں پر ہر طرح سے تشدد

کر کے دیکھ لیا گیا ہے مگر وہ مزید اپنے کسی ساتھی کی نشاندھی نہیں کر سکے البتہ اس جگہ کی نشاندھی کر دی جہاں انکا ٹرانسمیٹر اور وہ خاص پھٹنے والا مادہ رکھا گیا تھا جنہیں دونوں راکٹوں کو تباہی سے دوچار کیا ہے"

"وہ لوگ یہ حرکت کس کے اشارے پر کر رہے تھے۔؟"

"اپنے سربراہ کے اشارے پر اور اس کا مقصد کیا تھا۔؟" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اس پر وہ روشنی نہیں ڈال سکے"

"راکٹوں کو تباہ کرنے سے لیزرڈ یا بلیک ریٹ والوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے سر؟" پیٹر نے پوچھا۔

"انھیں نہ سہی کسی اور کو تو فائدہ ہو سکتا ہے نا"

"کسی اور سے مراد۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"ہمارا مخالف کیمپ"

"اوہ" پیٹر کے منہ سے نکلا۔

"ہم نے اپنے مخالف اور اس ملک کی اتحادی سپر طاقت کی مخالفت کے باوجود یہ پلانٹ آف ڈیتھ قائم کیا ہے جس کی وجہ سے وہ سپر طاقت اس ملک سے ناراض ہے اور وہ ہمارے اس مشن کو سبوتاژ کر کے ایک طرف اس ملک کو یہ جتانا چاہتی ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا"

"اوہ" پیٹر کے منہ سے نکلا۔

"اور دوسری طرف" سرخ چہرے والا کہہ رہا تھا۔ "ٹیڈی اسلامی ملک کو بھی یہ جتانا چاہتی ہے کہ اس نے اس کی ایٹمی تنصیبات کو تباہی سے بچا لیا اور وہ

کیمپ کی تباہی سے دوچار ہو چکی ہوتیں اس طرح وہ سیاسی محاذ پر ایک بڑی جیت کے منتظر ہیں اور ان کی یہ جیت اسرائیل اور امریکہ کی شکست ہے جسے ہم کسی قیمت پر قبول نہیں کر سکتے۔

تو اسی لئے تیسرے راکٹ کی پرواز کا خطرہ مول لیا جا رہا ہے؟

ہاں۔ سرخ چہرے والے نے کہا۔ لیزر لنڈ کے گروہ کے لوگ تیسرے راکٹ میں فیول سسٹم پر وہ مادہ نہیں لگا سکے اس لئے اسکی پرواز اور اس پرواز سے متعلق کامیابیاں یقینی ہیں۔

ہونہہ۔ پیٹر نے سر ہلایا ہی تھا میز پر رکھے ہوئے ماسٹر فون کی گھنٹی بجی اور وہ چونک پڑے۔

ہیلو۔ سرخ چہرے والے نے مائیک اٹھا کر ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

کمانڈر۔ مہمان اپنے کمرے میں نہیں ہے۔

یہ کیسے ممکن ہے۔ سرخ چہرے والا غرایا۔

یہ صحیح اطلاع ہے کمانڈر۔ دوسری جانب سے آواز آئی۔

کمرے کو اچھی طرح سے دیکھا گیا ہے؟

یس کمانڈر۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ ہمارے ایک گارڈ نے اطلاع دی تھی کہ اس نے ایک آدمی کو عمارت کے عقبی حصے میں سیڑھی یا پائپ کے سہارے اترتے اور پہیوں والی سمت جاتے دیکھا ہے۔

اوہ۔ سرخ چہرے والے کے منہ سے نکلا۔

اس اطلاع پر میں نے مہمان کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جانا

چاہا تو پتہ چلا کہ دروازہ اندر سے بھی بند ہے کافی دیر دستکیں دیتے پر جب دروازہ نہیں کھلا تو اسے توڑ کر ہم لوگ اندر داخل ہو گئے اور کمرے کی تلاشی لی تو معلوم ہوا کہ مہمان کمرے سے غائب ہے۔

یہ کتنی دیر پہلے کی اطلاع ہے؟

ابھی ابھی کمرے کی تلاشی سے نمٹتے ہی کال کر رہا ہوں۔

تمہارے آدمی نے کب اطلاع دی تھی؟

کچھ دیر پہلے۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔ البتہ اس نے اس آدمی کو اترتے ہوئے اس وقت دیکھا تھا کہ جب مرف شین گنوں سے فائرنگ شروع ہوئے چند ہی منٹ گزرے تھے۔

گویا بموں کے دھماکے بعد میں ہوئے ہیں؟

یس کمانڈر۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

تمہارے آدمی نے اتنی دیر سے اطلاع کیوں دی؟

وہ دوسرے فوجیوں کے ساتھ فائرنگ کرنے والوں کے ساتھ تھا۔

ہونہہ۔ سرخ چہرے والے نے کہا۔ کمرے کی نگرانی کرتے رہو اور اگر وہ واپس آ جائے تو اسے گرفتار کر کے اطلاع دو۔

رائٹ کمانڈر۔ دوسری جانب سے کہا گیا اور سرخ چہرے والے نے رابطہ منقطع کر دیا۔

گویا وہ فرار ہو گیا۔ پیٹر نے کہا۔

ہاں اور یہ اچھا ہوا کہ اسکی اصلیت جلد کھل کر سامنے آ گئی۔

"مگر سر۔" پیٹر نے کہا۔ "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہیڈ کوارٹر والے اس کس طرح دھوکہ کھا گئے؟"

"دھوکہ ہیڈ کوارٹر والوں نے نہیں صرف گوبند رام نے کھایا ہے۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "میں نے تم سے کہا تھا کہ اسکا سفر لمبا تھا اور لمبے سفر میں کہیں بھی اسے ٹھکانے لگا کر کوئی بھی اسکی جگہ لے سکتا ہے۔"

"ہاں۔" پیٹر نے سر ہلا دیا پھر بولا۔ "لیکن جب فائرنگ شروع ہوئی تو بم اس وقت بھی اسکے پاس تھا اس کا مطلب یہ ہوا کہ فائرنگ کرنے والے دوسرے لوگ تھے۔"

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ گوبند رام کے ساتھی رہے ہوں۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اور اس طرح اسے کمرے سے نکل بھاگنے کا موقعہ فراہم کیا ہو تاکہ وہ ان سے جا ملے۔"

"پھر حملہ تو وہ فائرنگ کے بغیر بھی کر سکتے تھے۔" پیٹر نے کہا۔ "کیونکہ بم تو اسے کمرے میں چھوڑ کر واپس ہی آ رہا تھا۔"

"اس صورت میں وہ اپنے ساتھیوں کو کیسے تلاش کرتا۔"

"اب کیا کیا جائے۔" پیٹر نے پوچھا۔ "انکی گرفتاری یا۔۔؟"

"گرفتاری۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اب ان لوگوں کو گرفتار کرنا ضروری ہو گیا ہے تم چارج سنبھال لو اور ابھی سے ان کی تلاش شروع کر دو وہ لوگ ابھی پیٹیوں کے ذخیرے کے ارد گرد ہی ہونگے۔"

"ٹھیک ہے۔" پیٹر نے سر ہلایا۔

"میں ہر حال میں ان لوگوں کی گرفتاری چاہتا ہوں۔" سرخ چہرے والے نے کہا "اور وہ بھی راکٹ کی پرواز سے قبل۔"

"میں کل شام سے پہلے پہلے اسے اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لونگا۔" پیٹر نے میز کے شیشے پر گھونسہ مارتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہونا چاہیے۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "جاؤ اور جا کر جو کچھ انکی گرفتاری کے لئے کر سکتے ہو کرو۔"

"یس سر۔" پیٹر نے کہا اور کھڑے ہو کر سلوٹ کیا اور کمرے سے نکل چلا گیا اسکے جانے کے بعد شیبا بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"میرے لئے کیا حکم ہے سر۔" اس نے پوچھا تھا۔

"سردست تم میرے ساتھ ہو۔" سرخ چہرے والے نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "میں پیٹر کی رپورٹ دیکھنے کے بعد بتاؤں گا کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔"

"یس سر۔" شیبا نے ادب سے کہا اسکے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی معنی خیز مسکراہٹ۔

پھر آنے والا فوجی ان سے صرف دو تین فٹ کے فاصلے پر آ کر رک گیا اسکی مشین گن کا رخ انہی کی جانب تھا۔

عمران اور صفدر دونوں زمین سے چپکے ہوئے تھے جھاڑیوں کا سلسلہ پر پڑ رہا تھا اور وہ دم سادھے ہوئے تھے ہلکی سی بھی آہٹ ان کی موجودگی کا انکشاف کر سکتی تھی پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے مشین گن شانے سے لٹکا لی اور ریوالور نکال کر اسکا رخ اوپر کی جانب کر کے فائر کر دیا۔

ہلکی سی نیلی روشنی چھوڑتی ہوئی گولی ننھی سی شئے فضا میں بلند ہوئی پھر ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دور دور تک بڑی تیز روشنی پھیلتی چلی گئی وہ فوجی اب دوربین لگا کر دور دور تک کا جائزہ لے رہا تھا۔ ان کے عقب میں ایک سوکھا نالا تھا۔

اور یہ ٹوٹا پھوٹا پل اسی نالے پر بنا ہوا تھا وہ جائزہ لیتا رہا پھر پیچھے ہٹا اور فوجیوں سے کچھ کہنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے فوجی آگے بڑھنے لگے عمران سمجھ گیا کہ اب وہ کنارے تک آکر نالا اور اسکے ارد گرد کی تلاشی لیں گے ایک ایک جھاڑی دیکھیں گے۔

اور اگر وہ وہاں پڑے رہے تو چوہوں کی طرح پکڑ لئے جائیں گے پھر اسکے لئے سوہان روح بن گیا تھا۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا فوجی قریب آتے جا رہے تھے۔ عمران نے صفدر کو کہنی سے اشارہ کیا اور وہ لیٹے لیٹے پیچھے کھسکنے لگے۔

نالے کی ڈھلوان پر وہ رک گئے پیراشوٹ شیل نما کارتوس ابھی تک فضا میں معلق روشنی بکھیر رہا تھا اور اسی روشنی میں عمران نے پل کے ستون کے ساتھ ایک رسی بندھی دیکھی۔

وہ ستون کے قریب تھے اس لئے رسی نظر آگئی تھی عمران آگے بڑھا اور رسی کو پکڑ کر دو تین جھٹکے دیئے رسی خاصی مضبوط تھی اس نے صفدر کو اشارہ کیا اور وہ رسی پکڑ کر لٹکا اور نیچے پھسلتا چلا گیا دوسرے ہی لمحے عمران بھی رسی کے سہارے پھسلتا چلا گیا۔

چھ سات فٹ نیچے پہنچ کر وہ رک گیا صفدر بھی رکا ہوا تھا۔ یہاں آگے کی جانب نکلی ہوئی ایک دو ڈھائی فٹ چوڑی دیوار سی تھی اور یہ دیوار خاصی دور تک چلی گئی تھی شاید یہ نالے کے پشتے کی دیوار تھی یہ دیوار جگہ جگہ سے شکستہ تھی صفدر اسی دیوار پر پیر جمائے کھڑا ہوا تھا۔

"اگر وہ آگے جھک کر دیکھنے لگے تو۔۔؟" عمران نے دیوار پر قدم جمائے ہوئے کہا۔ "آسانی سے ہم ان کی نگاہوں میں آجائیں گے؟"

"پھر؟" صفدر نے کہا ٹھیک اسی لمحے اوپر سے دو تین پتھر لڑھکتے ہوئے آئے اور نیچے گرتے چلے گئے۔

"وہ آگے آرہے ہیں" عمران نے کہا اور دائیں بائیں کا جائزہ لینے لگا پھر دس بارہ فٹ دور ایک جگہ جھاڑیوں کا جھنڈ دیکھ کر اسکی آنکھیں چمکنے لگیں وہ اس جگہ پناہ لے سکتے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران صفدر کو اس پناہ گاہ کے بارے میں بتا سکتا۔

فضا میں مشین گن کی گرج سنائی دی اور گولیاں ان کے سامنے سے گزرتی چلی گئیں وہ دبک لئے گئے تھے۔ مشین گن کی گرج دوبارہ سنائی دی اس بار گولیاں ٹھیک اس جگہ سے گزر رہی تھیں جہاں چند لمحے پہلے وہ کھڑے تھے۔ اگر وہ

اس جگہ سے ہٹنے میں چند سیکنڈ کی دیر کرتے تو ان کے جسم چھلنی بن جاتے۔

وہ پشتے کی دیوار پر کھڑے کچی مٹی کی دیوار سے اس طرح چپکے ہوئے تھے جیسے وہ اسی کا ایک حصہ رہے ہوں۔

"اگر انہوں نے رسی دیکھ لی تو۔" صفدر نے خدشہ ظاہر کیا۔ "وہ اسی کے ذریعے نیچے آسکتے ہیں۔"

"ایسا کر کے وہ زندگی کی سب سے بڑی حماقت کریں گے۔" عمران غرایا۔ "ایسی حماقت جو انہیں موت کے منہ میں لے جائے گی۔"

"لیکن۔" صفدر نے کہا۔ "اگر انہیں دوسروں نے کور دیا تو۔" "کیا ہم اوپر سے آنے والوں کو روک سکیں گے۔؟"

"آسانی سے۔" عمران نے کہا۔ ٹھیک اسی لمحے مشین گن پھر گرجی اور شعلے سے چند انچ دور سے نکلے چلے گئے۔

"یہاں سے کھسکنا چاہیے۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں مگر پہلے ان لوگوں کا انتظام کر لوں۔" عمران نے کہا اور مشین گن کا رخ اوپر کی طرف کیا اور ذرا سا سر گھما کر اوپر کی جانب دیکھا وہ تین فوجی تھے اور ستون کے پاس کھڑے ہوئے تھے جبکہ ایک فوجی رسی کے سہارے نیچے آ رہا تھا۔

عمران نے گن کی نال کا رخ انہی کی جانب کیا قدم مضبوطی سے جمائے اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحے مشین گن کی گرج کے ساتھ ہی پے در پے کئی چیخیں فضا میں ابھریں۔

پھر ایک ایک کر کے چار انسانی جسم فضا میں لہراتے ہوئے نالے میں گرتے چلے گئے۔

عمران نے اوپر دیکھا اب ستون اور اس کے آس پاس کوئی نہیں تھا۔ وہ چاروں ہی موت کے ہمسفر بن چکے تھے۔

"چلو ان جھاڑیوں کی طرف کھسکو۔" عمران نے جھاڑیوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم وہاں محفوظ رہیں گے۔" صفدر نے اسی جانب کھسکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بعد کی بات ہے۔" عمران نے کہا۔ "فی الحال راستہ ذہن نشین کر لو کیونکہ پیراشوٹ شیل نما کارتوس کی روشنی دھیمی پڑ رہی ہے وہ کسی بھی لمحے بجھ جائے گی اور اندھیرا چھا جائے گا۔"

"میں نے دیکھ لیا ہے۔" صفدر نے کہا۔ "صرف ایک جگہ دراڑ ہے ورنہ راستہ جھاڑیوں تک صاف ہے۔"

"پھر چلتے رہو۔" عمران نے کہا۔ اور صفدر کے عقب میں چلنے لگا کیونکہ جھاڑیوں کی طرف ہی صفدر کا رخ تھا اور عمران اس کے عقب میں تھا۔ وہ تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک جگہ رک کر عمران نے اوپر دیکھا تھا لیکن اسے ستون کے پاس کوئی نظر نہیں آیا۔

وہ تیزی سے جھاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پیراشوٹ شیل نما کارتوس کی روشنی مدھم ہوتی جا رہی تھی پھر ٹھیک اس وقت جب وہ دراڑ کے پاس پہنچے روشنی بجھ گئی اور ہر سمت اندھیرا چھاتا چلا گیا گہرا اندھیرا جیسے وہ اندھے ہو گئے ہوں۔

"ہوشیاری سے" عمران نے کہا اور وہ دراڑ عبور کر کے جھاڑیوں تک جا پہنچے مگر صفدر جھاڑیوں میں نہیں گھسا۔

"بیا دیکھے بھالے بغیر جھاڑیوں میں گھسنا مناسب ہوگا۔" صفدر نے عمران سے پوچھا۔

"نہیں" عمران نے کہا اور جیب کے اندر سے ایک قلم جیسی پن ٹارچ نکال کر روشنی کی اور جھاڑیوں کا جائزہ لینے لگے۔

"اندر گھسا جا سکتا ہے۔" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں" عمران نے کہا۔ "ان جھاڑیوں میں درندے نہیں مگر زہریلے سانپ یا کیڑے مکوڑے ہو سکتے ہیں"

"پھر۔" صفدر نے پوچھا۔

"اسی طرح آگے بڑھتے چلو" عمران نے کہا۔ "کہیں تو کوئی محفوظ جگہ ہمیں مل ہی جائے گی"

"مگر۔" صفدر نے کہا۔ "اس طرح ہم پلانٹ کی حدود سے باہر نکل گئے تو اندر آنا مشکل نہ ہو جائے گا۔؟"

"فی الحال اس پر مت سوچو"

"جیسی آپ کی مرضی" صفدر نے سر ہلا دیا۔

"تم مجھے آگے ہونے دو" عمران نے کہا۔ "تاکہ میں ٹارچ کی روشنی میں اردگرد کا جائزہ لیتا ہوا چلتا رہوں"

"ٹھیک ہے آ جائیے" صفدر نے کہا اور دیوار سے چپک گیا عمران احتیاط

سے آگے بڑھا اور صفدر سے آگے نکل گیا اب وہ دونوں پن ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھ رہے تھے۔ دس بارہ فٹ چلنے کے بعد ایک جگہ عمران رک گیا ٹارچ کی روشنی میں کچی دیوار میں زینہ بنا نظر آ رہا تھا۔ یہ زینہ ایسا ہی تھا جیسے کہ اکثر دیہاتوں میں دیہاتی برساتی نالوں میں بنا لیتے ہیں۔ اور ان کے ذریعے ایک کنارے سے اندر اتر کر دوسرے کنارے کے اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ عمران نے ٹارچ کی روشنی اوپر تک ڈالی زینے اوپر تک چلے گئے تھے اور ان کی حالت بتاتی تھی کہ وہ برابر استعمال میں رہتے ہیں متروک نہیں ہیں۔

"اوپر چلا جائے۔" صفدر نے کہا۔

"نہیں" عمران نے کہا۔ "اوپر وہ چاروں طرف پھیلے ہوئے ہوں گے اگر اس وقت اوپر گئے تو مارے جائیں گے"

"ہونہہ" صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ آگے چلتے ہیں" عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا پھر وہ کچھ ہی دور آگے گئے تھے کہ رک گئے یہاں بھی دیوار میں دراڑ تھی اور اس قسم کی دراڑ تھی کہ اس کے ذریعے نیچے اترا اور اوپر چڑھا جا سکتا تھا۔ عمران کے ہونٹ سیٹی بجانے والے انداز میں سکڑ گئے۔

"اس کا مطلب یہ ہوا" صفدر نے کہا۔ "کہ وہ لوگ اوپر سے کچے زینے سے اتر کر دراڑ کے ذریعے نیچے چلے جاتے ہیں"

"ہاں" عمران نے کہا۔ "مگر میں کچھ اور سوچ رہا ہوں"

"وہ کیا۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"کیمپ تک آنے جانے کا راستہ بے انتہا خفیہ ہے پھر؟" عمران نے کہا۔ "یہ
راستہ کس وجہ سے بنایا گیا ہے۔؟"
"ظاہر ہے آنے جانے کے لئے ہی بنایا گیا ہے۔؟" صفدر نے کہا۔
"ہاں مگر خفیہ نقل و حرکت کے لئے۔" عمران نے کہا۔ "اور یہ وہی
لوگ بنا سکتے ہیں جو اس پلانٹ کے دشمن ہیں۔"
"کیا مطلب۔؟" صفدر چونکا تھا۔
"مطلب یہ کہ یہ راستہ پلانٹ یا اس ملک کے دشمن سیکرٹ ایجنٹوں کا
بنایا ہوا لگتا ہے۔" عمران نے کہا۔ "اور وہی لوگ اسے اپنی خفیہ آمد و رفت کے
لئے استعمال کرتے ہونگے ورنہ عام راستے سے آنے جانے پر یہاں بڑی سخت
پابندی اور چیکنگ ہوگی۔"

"ہونہہ۔" صفدر نے سر ہلایا۔ "بات سمجھ میں آ رہی ہے۔"
"اسکے علاوہ۔" عمران نے کہا۔ "اس راستے کی موجودگی یہ ظاہر کر رہی
ہے کہ یہاں کچھ غیر ملکی جاسوس ہم سے پہلے سے سرگرم عمل ہیں۔"
"وہ کون ہو سکتے ہیں۔؟" صفدر نے کہا۔ "کسی سپر پاور کے جاسوس
یا کسی کمیونسٹ ملک کے ایجنٹ۔؟"
"کوئی بھی ہو سکتے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "ان میں لیزر ریڈ اور بلیک ریٹ
گروہ کے لوگ بھی شامل ہیں۔"
"یہ دونوں گروہ کس کے لئے کام کر رہے ہیں۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"جس کے لئے بھی کام کر رہے ہیں ایک بات بہت واضح ہے۔"
"وہ کیا۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"وہ یہ کہ یہ دونوں گروہ اس پلانٹ کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔"
عمران نے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا ٹھیک اسی لمحے فضا میں سیٹی کی تیز آواز
ابھری اور پھر فضا میں جیسے چاند سا ہو گیا اور تیز روشنی پھیلتی چلی گئی اس بار ان
لوگوں نے بڑا سا شوٹ شیل استعمال کیا تھا۔
"دراڑ میں اتر چلو۔" عمران نے کہا اور وہ دراڑ میں اترنے لگے عمران
نے پلی مارچ بچھا دی تھی ویسے بھی اب اسکی ضرورت نہیں رہی تھی۔ وہاں دن
سا نکل آیا تھا۔ وہ دراڑ اتر کر تنالے میں پہونچے ہی تھے کہ چونک پڑے بے
عمران کا سر اوپر اٹھ گیا۔
ٹوٹے ہوئے پل سے کچھ دور فضا میں ایک کاپٹر پرواز کر رہا تھا یہ گن
شپ کاپٹر تھا اور اس کی نیچی پرواز بتا رہی تھی کہ وہ انہی کو تلاش کر رہا ہے
یہ اور بات تھی کہ وہ ابھی تک انہیں۔۔۔۔ دیکھ نہیں سکا تھا۔
"نکل چلتے۔" صفدر نے کہا۔ "وہ ابھی ہمیں دیکھ نہیں سکے ہیں۔"
"دیوار سے چپکے رہو۔" عمران غرایا اور صفدر نے سر ہلا دیا وہ دراڑ
سے اترنے کے بعد اسی کی دیوار سے چپک گئے تھے اس طرح انکا دیکھ لیا جانا
آسان نہیں رہا تھا۔
"اندھیرا ہونے کا انتظار ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"نہیں۔" عمران نے سر ہلایا۔ "کاپٹر اپنی جگہ سے آگے بڑھے تو پھر ہم

بھی حرکت کریں گے جب تک یہ یہاں ہے ہمیں اسی طرح رکے رہنا ہوگا۔
"ہونہہ" صفدر نے سر ہلا دیا۔
ان دونوں کی نگاہیں فضا میں پرواز کرتے کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں اور
ان کے دل دھڑک رہے تھے اس طرح جیسے سینہ توڑ کر باہر آجائیں گے صفدر
کے ذہن میں ایک یہ خیال بھی تھا کہ وہ اس نالے میں کہاں تک دوڑ سکتے ہیں اور
کب تک۔؟
اگر یہ لوگ سراغرساں کتے نکال لائے تو۔؟ اس صورت میں وہ اگر
تحت الثریٰ میں بھی چھپ جاتے تو بھی کتے انہیں تلاش کر لیتے۔ اسکے خیال
میں کچھ زینے نما راستے سے اوپر چڑھ کر عمران نے غلطی کی تھی اس طرح
وہ پلانٹ کی حدود ہی میں رہتے۔
اور چھپنے اور کام کرنے کے بہتر مواقع انہیں ملتے رہتے لیکن اب۔؟
اسنے سوچا۔ اب تو سوائے اپنی جان بچانے کے انکے سامنے اور کوئی کام نہیں تھا
پلانٹ کی حدود سے وہ باہر تھے اس لئے اپنے مشن پر بھی کام نہیں کر سکتے تھے
پھر۔؟ یہ پھر ہی صفدر کے ذہن میں اٹکا ہوا تھا۔
دفعتاً وہ چونک پڑا۔ کاپٹر اب فضا میں معلق نہیں رہا تھا بلکہ
وہ حرکت میں آگیا تھا اور اس کا رخ اچھی کی جانب تھا۔ کیا ہم دیکھ لئے
گئے ہیں۔؟ صفدر کے ذہن میں فوری طور پر یہی ایک سوال ابھرا تھا
مگر جواب کون دیتا۔؟
"بیٹھو" عمران نے کہا اور صفدر کے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اپنی جگہ۔

سے جست لگا دی صفدر نے عمران کی تقلید کی تھی۔
دوسرے ہی لمحے فضا میں گن شپ کی بھاری گنوں کی گرج سنائی د[ی]
اور نالے کے پشتے کی دیوار اس جگہ سے ادھڑتی چلی گئی جہاں چند لمحے پہ[لے]
وہ دونوں موجود تھے۔
"دوڑو" عمران نے کہا اور وہ اٹھ کر دوڑ پڑے کاپٹر دور نکل گی[ا]
تھا مگر وہ جانتے تھے کہ وہ پلٹ کر اچھی کی طرف آئے گا۔
"انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔؟" صفدر نے کہا۔
"دیکھا نہیں تو خواہ مخواہ فائرنگ کر رہے ہیں" عمران غرایا۔
"میرا مطلب یہ تھا کہ دیکھ لئے جانے کے بعد اب ہمارا بچ کر نکلنا آسان
نہیں رہا" صفدر نے جلدی سے وضاحت کی۔
"دوڑتے رہو اور کاپٹر پر نگاہ رکھو" عمران غرایا اور وہ دوڑتے
ہوئے کاپٹر کو دیکھتے رہے جیسے ہی کاپٹر پلٹا عمران نے صفدر کا ہاتھ پکڑا
اور بائیں سمت اشارہ کرتا ہوا بولا۔
"جیسے ہی وہ فائرنگ کرتا ہوا قریب آئے تم بائیں سمت اس بڑے
پتھر کے پیچھے جست لگا دینا"
"اور آپ۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"میں دائیں سمت میں رہوں گا" عمران نے کہا اور قریب آتے ہوئے
کاپٹر کو دیکھنے لگا۔
کاپٹر کی گنیں خاموش تھیں لیکن عمران جانتا تھا کہ جیسے ہی وہ زد[میں]

آتے اسکی گنوں سے آگ اگلنے لگیں گی پھر ہوا بھی ایسا ہی۔ قریب آتے ہی کاپٹر کے
آگ کے شعلے نکلے فضا میں بکھر۔ شکن گنوں کی آواز ابھری اور گولیاں نالے کے
درمیانی حصے میں دھنسنے لگیں۔

وہ چونکہ نالے کے درمیان کھڑے تھے اسی لئے کاپٹر سے نکلنے والی
گولیاں ایک لائن میں تواتر کے ساتھ زمین چھیدتی چلی آ رہی تھیں اور اگر وہ
اپنی جگہ کھڑے رہتے تو ان کے جسم چھلنی بن جاتے مگر وہ یہاں اپنے جسم کو
چھلنی کروانے تو نہیں آئے تھے۔

"گو" جیسے ہی کاپٹر کی گنوں سے نکلنے والی گولیاں قریب آئیں عمران
غرایا اور ساتھ ہی خود بھی جست لگا دی وہ پتھروں پر گر کر پھرتی سے پلٹا
اور مشین گن کا رخ کاپٹر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گن سے آگ
کی دھار نکلی۔

ایک کے تعاقب میں دوسرا شعلہ کاپٹر کی طرف لپکا مگر کاپٹر گن کی
رینج سے نکل چکا تھا۔

اسنے کروٹ لی اور اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا کاپٹر دور جا کر
پھر پلٹ رہا تھا۔

"تم ٹھیک ہو۔؟" عمران نے چلا کر صفدر سے پوچھا۔

"جی ہاں" صفدر کی آواز اس بڑے پتھر کے عقب سے سنائی دی
تھی جس کے پیچھے چھپنے کے لئے عمران نے کہا تھا۔

"چھپے رہو اور کاپٹر پر فائر کرو" عمران غرایا اور ایک بار پھر

نالے کے درمیان آ گیا کاپٹر پھر عمران پر جھپٹا تھا مگر اس بار اسکی بلندی زیادہ تھی
مشین گن کے فائر نے اسے محتاط رہنے پر مجبور کر دیا تھا مگر۔ عمران نے
سوچا اگر اسے اپنا شکار کرنا ہے تو کم بلندی پر آنا پڑے گا اور یہ کم
بلندی مشین گن کی رینج میں ہوتی۔

اس بار جیسے ہی کاپٹر سے ہونے والی فائرنگ کی قطار عمران کے
قریب آئی اسنے جست نہیں لگائی بلکہ دو تین فٹ ہٹ کر مشین گن کا
ٹریگر دبا دیا اور گن کاپٹر کے ساتھ ساتھ گھماتا چلا گیا دوسری طرف سے
صفدر بھی فائر کر رہا تھا۔

مگر لاحاصل۔ کوئی گولی کاپٹر کو نہیں لگی۔

گن شپ کاپٹر اب پھر دور جا کر ان کی طرف پلٹ رہا تھا۔ اب ایسا
ہی لگ رہا تھا کہ جیسے کوئی دیو پیکر عفریت ان کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہو۔
وہ ایک عفریت ہی تو تھا۔

"ہم اس طرح اسے ہٹ نہیں کر سکیں گے" صفدر نے چلا کر کہا۔

"فی الحال اسکے سوا اور کوئی طریقہ ہمارے پاس اسے ہٹ کرنے
کا نہیں ہے" عمران نے بھی چلا کر کہا۔

"کیوں نا میں دیوار پر چڑھ جاؤں۔؟"

"خود ہٹ ہونا چاہتے ہو تو ضرور دیوار پر چڑھو۔"

"مگر۔؟" صفدر نے کہنا چاہا۔

"اگر مگر چھوڑو" عمران غرایا۔ "سنبھلو کاپٹر سر پر آ رہا ہے"

"اوہ" صفدر کے منہ سے نکلا کاپٹر قریب آ گیا تھا مگر اس بار اس سے فائر نہیں کی جا رہی تھی عمران کاپٹر پر نگاہ جمائے ہوئے تھا اور کاپٹر قریب آتا جا رہا تھا... قریب اور قریب... اور... کیا اس بار بھی ایسے ہی گزر جائے گا۔؟

عمران نے سوچا بظاہر ایسا ہی لگ رہا تھا مگر جیسے ہی کاپٹر ان کے قریب پہنچا ہلکا سا دھماکہ سنائی دیا اور آگ کا ایک گولا سا گن شپ کاپٹر کی توپ سے نکلا دوسرے ہی لمحے عمران جس جگہ کھڑا تھا وہاں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

پتھروں کے ٹکڑے دور دور تک اڑتے چلے گئے اور اس جگہ آگ ہی آگ پھیلتی چلی گئی۔ دھماکے کے ساتھ ہی صفدر کی چیخ بھی ابھری تھی وہ عمران کو پکار رہا تھا مگر۔

مگر اب وہاں آگ ہی آگ تھی جہاں چند لمحے قبل عمران کھڑا گن شپ کاپٹر کو دیکھ رہا تھا۔

/

سرخ چہرے والا ان چاروں افراد کو گھور رہا تھا جو قطار سے رکھی ہوئی فولادی چیئرز پر جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

"اب کیا کہتے ہو۔؟" ان کے سامنے کھڑے ہوئے پیٹر نے پوچھا۔

"جو واقعات تم نے ابھی بتائے ہیں ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے" کرسیوں پر بندھے ہوئے افراد میں سے ایک نے کہا۔

"یہ تو ہمیں بھی معلوم ہے کہ تمہارا ان سے تعلق نہیں ہے کیونکہ تم یہاں بند بیٹھے ہو" پیٹر نے کہا۔ "مگر۔؟"

"مگر کیا۔؟" دوسرے فرد نے پوچھا۔

"میرا اشارہ تمہارے بقیہ ساتھیوں کی جانب ہے" پیٹر نے کہا۔ "ان لوگوں نے تمہاری گرفتاری کے بعد یہ ہنگامہ محض اس لئے شروع کیا ہے کہ اس طرح انہیں تم کو رہا کرانے کا موقع مل جائے"

"یہاں ہم چاروں کے علاوہ ہمارا اور کوئی ساتھی نہیں ہے" چاروں میں سے ایک نے خشک لہجے میں کہا۔

"پھر وہی ایک رٹ" پیٹر غرایا۔

"رٹ نہیں" اس نے کہا۔ "جو حقیقت ہے وہ بتائی ہے"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم لوگ چمڑی اترواتے بغیر اپنی زبان نہیں کھولو گے۔؟" پیٹر نے کہا۔

"ایک ایک بوٹی بھی الگ کر دو تب بھی یہی ہماری زبان سے نکلے گا جو ابھی بتا چکے ہیں کیونکہ یہی حقیقت ہے"

"تمہاری حقیقت میں سمجھتا ہوں" پیٹر غرایا۔

"اگر تم لوگ اپنے ہنگامہ کرنے والے ساتھیوں کے بارے میں تفصیل سے

تبلا دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم چاروں کو رہا کر دیا جائے گا۔"

"یقیناً" وہ ہنسا۔ "جسم سے روح کا نکل جانا بھی تو ایک طرح
قید سے رہائی ہی ہوتا ہے۔ کیوں ٹھیک ہے نا۔؟"

"نہیں" سرخ چہرے والا غرایا۔ "میں زندہ سلامت تم چاروں
کو کیمپ سے نکال کر شہر بھجوانے کا وعدہ کرتا ہوں"

"حیرت ہے" وہ بولا۔ "اپنے سارے رازوں سے آگاہ افراد کو
لوگ زندہ... چھوڑ دو گے یقین نہیں آتا"

"یقین کر لو" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اور وہ اس لئے کہ
دن کے اندر اندر ہم تیسرا راکٹ چھوڑنے والے ہیں"

"اوہ" اسکے منہ سے نکلا۔

"تیسرے راکٹ کی کامیاب پرواز کے بعد ہمارا کام ختم ہو جائے
گا اور ہم یہ کیمپ پلانٹ ختم کر دیں گے لہذا اس بارے میں تمہارا
جاننا نہ جاننا کوئی اہمیت نہیں رکھتا"

"ہونہہ" اسنے سر ہلا دیا۔

"اب تو بتا دو کہ تمہارے دوسرے ساتھی کون ہیں۔؟"

"کوئی نہیں" اسنے کہا۔ "یہاں ہم صرف چار ہی تھے"

"میری پیشکش بھی تمہیں قبول نہیں ہے۔؟" سرخ چہرے والے نے
غرا کر کہا غصے سے اسکا چہرہ لال ہو گیا تھا۔

"تمہاری پیشکش بہت اچھی ہے مگر افسوس کہ ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھا

سکتے کیونکہ ہمارا کوئی اور ساتھی نہیں ہے"

"پھر۔؟" پیٹر غرایا۔ "ہنگامہ کرنے والے کون ہیں۔؟"

"وہ بلیک ریٹ والے بھی ہو سکتے ہیں"

"اچھا چلو یہی بتلا دو کہ تمہارا اصل باس کون ہے۔؟"

"بلیک ریٹ" اسنے اطمینان سے کہا۔

"تم لوگوں کا تعلق کس ملک سے ہے۔؟"

"فری لانسر ہیں" وہ خشک لہجے میں بولا۔ "تم رقم دو تمہارا ہر
وہ کام کریں گے جو انسان سے ممکن ہے"

"وعدہ کرتے ہو۔؟" پیٹر نے کہا۔

"ہاں مگر تم ہمارے گروہ کے کسی آدمی کو قتل کرنے کا مت کہنا"

"کیوں۔؟" پیٹر چونک کر بولا۔

"اس لئے کہ گروہ کے کسی آدمی کو قتل نہیں کیا جاتا"

"بلیک ریٹ کے کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جو اس پلانٹ میں موجود
ہے۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"کسی کو جانتا ہوں مگر ...." وہ چپ ہو گیا۔

"مگر کیا۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"میں بتا نہیں سکتا کہ وہ کون کون ہیں۔؟"

"کیوں۔؟" پیٹر غرا کر بولا۔

"اس لئے کہ یہ ہمارے اصول کے خلاف ہے"

"کیسا اصول۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"ہم دونوں گروہوں کے درمیان یہ بات طے ہے کہ ایک کی بابت کسی تیسرے کو کچھ نہیں بتائے گا"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ سب کچھ کرنے والے بلیک ریٹ کے گروہ کے لوگ ہیں۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"شاید" اس نے کہا۔ "ہم چاروں کے بعد وہی ہنگامہ کر سکتے ہیں"

"گویا تمہیں بھی اسکا یقین نہیں ہے۔؟"

"صرف چند فیصد" اس نے کہا۔ "کیونکہ ہم دونوں کے گروہ کے لوگوں کے علاوہ یہاں کوئی اور ایسا نہیں ہے جو ہنگامہ کر سکے"

"تم لوگ یہاں کس طرح سے داخل ہوئے تھے۔؟"

"فوجیوں کے ساتھ" اس نے کہا۔ "ہم رنگروٹ فوجی ہیں۔"

"میں نہیں مان سکتا" وہ ہنسا۔ "تم نے یقیناً ان فوجیوں کو اغوا کر کے قتل کیا ہے جو یہاں آنے والے تھے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جن کی یہاں پوسٹنگ ہوئی تھی"

"تم ہمارا سعجلہ کو اتف ہیڈ کوارٹر بھیج کر معلومات حاصل کر سکتے ہو"

"وہ تو کی جا رہی ہے" پیٹر نے کہا۔

"بس تو اپنا اطمینان کر لینے کے بعد ہمیں رہا کر دینا"

"رہائی" سرخ چہرے والا ہنسا۔ "ہماری پیشکش تم نے ٹھکرا دی ہے لہٰذا رہائی کا اب کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔؟"

"تم ہمیں کورٹ مارشل کیے بغیر گولی بھی نہیں مار سکتے" وہ ہنسا۔ "اور کورٹ مارشل کے لئے تمہیں ہمیں ہیڈ کوارٹر بھیجنا ہوگا اور ہیڈ کوارٹر میں ہمارے آدمی موجود ہیں ہمیں رہا کرا لیں گے"

"ہیڈ کوارٹر تو تمہیں اس وقت بھیجا جائیگا اگر جب تم زندہ رہو گے" سرخ چہرے والا ہنسا۔ "تم تو اس وقت تک خودکشی کر چکے ہو گے"

"کیا۔؟" وہ بری طرح چونک پڑے تھے۔

"ہاں" سرخ چہرے والا غرایا۔ "ہم گدھے نہیں ہیں کہ رہائی دلوانے کے لئے تمہیں ہیڈ کوارٹر بھیج دیں گے"

"اوہ" اس کے منہ سے نکلا تھا۔

"اب کہو" سرخ چہرے والے کا اشارہ پا کر پیٹر نے کہا۔ "کیا کہتے ہو۔؟"

"ہم نے صحیح کہا ہے" وہ تھوک نگلتے ہوئے بولا۔ "ہمارا اور کوئی ساتھی یہاں سرگرم عمل نہیں ہے"

"کس کے لئے کام کر رہے ہو۔؟"

"اس بارے میں باس کے علاوہ اور کوئی نہیں بتا سکتا"

"پھر جھوٹ۔؟" پیٹر غرایا۔

"اب ہم تمہیں کیسے یقین دلائیں کہ ہم صحیح کہہ رہے ہیں" وہ بے بسی سے بولا اور سرخ چہرے والے کو دیکھنے لگا۔

"صرف سچ بول کر تم ہمیں مطمئن کر سکتے ہو" سرخ چہرے والے نے سرد لہجے میں کہا۔ "دوسرا کوئی طریقہ نہیں ہے"

"ہمارا سچ بھی آپ کو جھوٹ لگ رہا ہے" وہ ہونٹ چبا کر بولا۔

"اچھا چلو سچ اور جھوٹ ابھی پرکھ لیتے ہیں" سرخ چہرے والے نے کہا "تم اگر تعاون کرنا چاہتے ہو تو ایک کام کر دو"

"وہ کیا؟" وہ پُر امید لہجے میں بولا۔

"بلیک ریٹ کے جتنے آدمی یہاں ہیں ان کی نشاندہی کر دو"

"کیا؟" وہ بُری طرح چونکا تھا۔

"ہاں اگر تم صحیح صحیح کہہ رہے ہو تو اس کا ثبوت دو" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اور بلیک ریٹ کے ممبروں کی نشاندہی کر دو"

"اوہ" اس کے منہ سے نکلا اور وہ اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے گویا مشورہ کر رہے تھے سرخ چہرے والا انہیں بڑی سفاک نگاہوں سے گھور رہا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر خونخوار سی مسکراہٹ تھی۔

"ٹھیک ہے" اس نے چند لمحے بعد کہا۔ "اگر تم یہ وعدہ کرتے ہو کہ ہمیں زندہ شہر پہنچا دو گے تو ہم تمہیں بلیک ریٹ کے آدمیوں کی نشاندہی کر دیں گے کیونکہ ہم بے موت نہیں مرنا چاہتے"

"ٹھیک ہے" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "میں وعدہ کر رہا ہوں کہ تمہیں زندہ شہر پہنچا دیا جائے گا"

"اب پوچھو کیا پوچھنا ہے"

"بلیک ریٹ کے گروہ کے کتنے آدمی ہیں یہاں؟"

"تقریباً چھ" اس نے سوچتے ہوئے کہا۔

"تقریباً سے کیا مراد ہے؟" پیٹر نے پوچھا۔

"تقریباً سے یہ کہ ان میں سے ایک چھٹی پر واپس جانے والا تھا اگر وہ چلا گیا تو یہ تعداد چھ ہے ورنہ وہ سات ہیں"

"ان کے نام وغیرہ؟" پیٹر نے پوچھا۔

"نام نہیں" اس نے کہا۔ "میں نمبر بتا دوں گا"

"ایک ہی بات ہے۔ بولو"

"دو لاکھ سات ہزار دو سو۔ دو لاکھ چھ ہزار چھ سو چار۔ چھ لاکھ دس ہزار پانچ سو پچیس۔ چار لاکھ ستاون ہزار آٹھ سو پچاس۔ پانچ لاکھ پچاس ہزار پانچ سو چوالیس۔ آٹھ لاکھ نوے ہزار نو سو چوالیس۔ اور آٹھ لاکھ صرف ہزار نو سو سترہ۔ یہ کل سات نمبر ہیں"

"تمہیں یقین ہے کہ تم نے صحیح نمبر بتائے ہیں؟"

"ہاں چاہو تو چیک کر سکتے ہو"

"وہ تو کر ہی لیں گے" پیٹر نے کہا۔ "ہاں اب یہ بتا چلو کہ تم کس راستے سے آمد و رفت جاری رکھتے ہو؟"

"مین گیٹ سے" اس نے کہا۔

"پھر جھوٹ بولے" وہ غرایا۔ "تمہارے کمروں سے ایسا سامان ملا ہے جو مین گیٹ سے ہرگز اندر نہیں آ سکتا"

"مثلاً؟" اس نے سر ہلا کر پوچھا۔

"ٹرانسمیٹر، ممنوعہ لوہے کے آٹومیٹک ریوالور اور وہ بجلی مشین گنیں جو ہماری کسی بھی فوجی یونٹ میں سپلائی نہیں کی گئیں۔" پیٹر نے کہا۔ "تم نے یہ سب چیزیں بڑی حفاظت سے چھپائی تھیں مگر۔"

"مگر کیا۔؟" اُس نے پوچھا لہجے میں مایوسی تھی۔

"ہم نے وہ خفیہ جگہ تلاش کر لی ہے جہاں یہ سب چیزیں تم نے رکھ چھوڑی تھیں۔" پیٹر نے کہا۔

"مائی گاڈ۔" اُس کے منہ سے مایوسی سے بھرپور لہجے میں نکلا۔

"وہ سب چیزیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ تمہارے پاس کوئی ایسا راستہ ہے جس سے محافظوں کی نگاہوں میں آئے بغیر تم پلانٹ سے باہر آتے جاتے رہتے ہو۔ یا پھر ایسا کوئی ذریعہ ہے کہ جس سے سیکورٹی گارڈز کے علم میں لائے بغیر ہر چیز تم تک پہونچ جاتی ہے۔"

"تمہارا خیال صحیح ہے۔" اُس نے چند لمحے بعد جواب دیا۔

"کونسا۔؟" پیٹر نے پوچھا۔

"خفیہ راستے والا۔"

"بتا چلو۔" پیٹر نے کہا۔ "راستہ کہاں سے ہے۔؟"

"متروک نالے کے ٹوٹے ہوئے ستون سے کچھ آگے سے۔"

"نالے میں کیسے اترتے ہو۔؟"

"کچا زینہ بنا ہوا ہے وہاں سے پشتے کی دیوار پر اور دیوار کی دراڑ سے نیچے نالے میں آسانی سے اترا جا سکتا ہے۔"

"نالے سے کس طرح شہر پہونچتے ہو۔؟"

"نالے میں ایک خفیہ جگہ پر دو موٹر سائیکلیں رہتی ہیں ان کے ذریعے ہم نالے سے دو میل دور چلے جاتے ہیں وہاں سے ہیلی کاپٹر ہمیں شہر پہونچا دیتا ہے۔" اُس نے تفصیل سے بتایا۔

"ہیلی کاپٹر کس کا ہوتا ہے۔؟"

"اس پر کوئی نشان نہیں ہوتا۔" اُس نے کہا۔ "اور اس کا انتظام باس کی جانب سے کیا جاتا ہے اس لئے ہم اُسے پائلٹ سے کوئی سوال بھی نہیں کر سکتے بس شہر پہونچ کر کاپٹر سے اتر کر اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں واپسی بھی اسی طرح ہوتی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" پیٹر نے کہا اور اس انداز میں سرخ چہرے والے کی طرف دیکھا جیسے جاننا چاہتا ہو کہ اس کی کیا مرضی ہے۔

"اوکے میں مطمئن ہوں۔" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "اب ہم اس کے بیان کی تصدیق کرتے ہی اس کو شہر بھجوانے کا انتظام کریں گے فی الحال یہ لوگ انتظار کریں۔"

"ٹھیک ہے۔" پیٹر نے کہا اور ان لوگوں کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔ "اب تم لوگوں کو کل تک اور انتظار کرنا ہوگا۔"

"مجبوری ہے۔" اُس نے کہا۔ "انتظار کرنے کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔"

"گڈ۔" پیٹر نے کہا پھر وہ سرخ چہرے والے کے ساتھ اس کمرے سے نکل دوسرے

کر سرخ چہرے والے کے کمرے میں آ گیا۔

"ایک کام تو ہوا" سرخ چہرے والے نے کہا۔ "مگر اب یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ہنگامہ کرنے والے کون لوگ ہیں۔؟"

"اگر وہ پکڑ لئے گئے ہوں گے تو معلوم ہو جائے گا" پیٹر نے کہا۔

"معلوم کرو کہ کیا صورت ہے۔؟" سرخ چہرے والے نے کہا اور کرسی کی پشتگاہ سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ پیٹر فون پر رابطہ ملانے کی کوشش کر رہا تھا پھر رابطہ ملتے ہی بولا۔

"میجر شاہ ڈوڈل سے ملاؤ"

"یس سر" دوسری جانب سے آواز آئی پھر ایک لمحے بعد ہی ٹک کی آواز کے ساتھ کہا گیا۔ "بات کیجئے سر"

"ہیلو" پیٹر نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میجر شاہ ڈوڈل اسپیکنگ سر"

"رپورٹ۔؟" پیٹر غرایا۔

"وہ دو افراد ہیں اور دونوں نالے کی دیوار اتر کر نالے کے اندر پہنچ چکے ہیں سر" میجر شاہ ڈوڈل کی آواز آئی۔

"کیوں کیا تم انہیں پکڑ نہیں سکے۔؟"

"نو سر وہ لوگ خطرناک ہتھیاروں سے پوری طرح مسلح ہیں اور برابر مقابلہ کر رہے ہیں"

"یہ تم کہہ رہے ہو ایڈیٹ" پیٹر غرایا۔

"وہ اب تک ہمارے چھ آدمی مار چکے ہیں سر" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "اور تین شدید زخمی ہو چکے ہیں"

"اور تم منہ تاک رہے ہو۔؟" پیٹر خونخوار لہجے میں بولا۔

"نو سر ہم نے انہیں گھیرے میں لے رکھا ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "اور اب کاپٹر سے ان پر حملہ کیا جا رہا ہے"

"کیا۔؟" پیٹر غرایا۔ "کاپٹر سے۔؟"

"یس سر۔ دس منٹ سر۔ کوئی خبر آتی ہے" دوسری جانب سے کہا گیا۔ چند لمحے خاموشی رہی پھر آواز آئی۔ "گن شپ کے ایک فائر نے انکے چیتھڑے اڑا دیئے ہیں سر"

"اوہ" پیٹر کے منہ سے نکلا تھا۔

چاروں طرف آگ ہی آگ تھی لیکن عمران۔؟ گن شپ کے فائر کرتے ہی اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا اور پھر جس وقت دھماکہ ہوا ہے تو وہ اپنی پہلے والی جگہ سے دس پندرہ فٹ دور زمین پر لیٹا ہوا تھا اسے صفدر کی چیخ بھی سنی تھی شاید وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ اس دھماکے کے ساتھ ہی عمران کے بھی چیتھڑے اڑ گئے ہیں۔

لیکن اس طرح مر جانے والے عمران تو نہیں کہلاتے۔؟

اب اسکے تین طرف آگ ہی آگ تھی بھڑکتے ہوئے آتشیں شعلے لمحہ بلمحہ اسکی جانب بڑھ رہے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جس جگہ گرا تھا وہاں پر کوڑا کاٹھ کباڑ سا اور خشک گھاس پھوس پڑا ہوا تھا اور آگ انہی کے سہارے اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔

• عمران صاحب" اسے صفدر کی چیخ سے ملتی جلتی آواز پھر سنائی دی اور اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

• صفدر" عمران بھی اسی کی طرح سے چلایا اور تیزی سے آگ سے بچ کر چلتا ہوا صفدر کی طرف بڑھا۔

• آپ کہاں تھے۔؟" صفدر کی آواز پھر سنائی دی۔

• تمہارے قریب" عمران آگ کے گرد چکر لگاتا ہوا صفدر کی پشت پہ پہنچ کر بولا اور صفدر اچھل پڑا۔

• خدا کا شکر ہے کہ آپ بخیریت ہیں" وہ عمران کو دیکھتا ہوا خوشی سے بھرپور لہجے میں بولا۔

• کیوں مجھے کیا ہونا تھا مسٹر دفتری" عمران منہ ٹیڑھا کر کے بولا اور صفدر ہنس پڑا۔

• کچھ نہیں" وہ بولا۔ "کچھ بھی تو نہیں ہونا تھا آپکو"

• پھر کیوں چلا رہے تھے۔؟

• گن شپ سے ڈر لگ رہا تھا" صفدر نے ہنس کر کہا۔

• ارے ہاں" عمران چونک کر آسمان کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "وہ ابابیل کہاں گئی۔؟

• اب کہاں ہے"

• آپ کے عقب میں" صفدر نے کہا۔

• ارے باپ رے" عمران مڑ کر گن شپ کو دیکھتے ہی عمران کے منہ سے نکلا تھا کیونکہ گن شپ ایک بار پھر بہت دور سے غوطہ لگا کر ان کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا اور اس مرتبہ دور ہی سے اسکی بکتر شکن گنیں آگ اگل رہی تھیں۔

• بچیئے" صفدر نے تیزی سے دیوار کی جانب دوڑتے ہوئے کہا۔

• رکو" عمران غرایا اور اسے لیکر اس پتھر کی طرف جھپٹا جس کے پیچھے پہلے بھی صفدر پناہ لے چکا تھا۔ جیسے ہی وہ پتھر کے عقب میں چھپے گولیاں پتھر اور عمران کے سر پر سے گزرتی چلی گئیں اسکے ساتھ ہی ایک دھماکہ بھی ہوا اور وہ دہل کر رہ گئے عمران نے مڑ کر دیکھا اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ آگ کے شعلے ان سے صرف دو ڈھائی فٹ کے فاصلے پر بھڑک رہے تھے۔

• دوڑو" عمران نے کہا اور صفدر کا ہاتھ پکڑ کر وہ دوڑتا چلا گیا اس کا رخ پیچھے کی دیوار کی جانب تھا۔

• ...؟" صفدر نے پوچھا۔

• دیوار کے سہارے دوڑنا ہے" عمران نے کہا اور شیشے کی دیوار کو غور سے دیکھنے لگا

• دیکھتے رہو" عمران نے ... پھر اچانک شیشے کی روشنی اب مدھم ہو چلی تھی اور وہ چاہتا تھا کہ،

اندھیرا ہونے سے پہلے ہی وہ کوئی محفوظ جگہ تلاش کر لیں مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے گن شپ انہیں اس میں کامیاب نہیں ہونے دے گا کیونکہ اندھیرا ہونے سے پہلے ہی گن شپ سے پھر اسٹار شیل فائر ہوا تھا اور روشنی چاروں طرف پھیلتی چلی گئی تھی۔

"ہونہہ۔" عمران رک گیا۔ اس کی اس ہونہہ میں دنیا بھر کے طوفان چھپے ہوئے تھے اور صفدر اس قسم کی ہونہہ کا مطلب سمجھتا تھا اس نے اندازہ لگا لیا کہ اب عمران کاپٹر کو ختم کرنا چاہتا ہے اور یہ وہ خود بھی سمجھ رہا تھا کہ کاپٹر تباہ کئے بغیر وہ محفوظ نہیں رہ سکتے۔

"کاپٹر ہٹ کرنا ہوگا۔" دفعتاً عمران بڑبڑایا۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" صفدر نے کہا۔

"گن میں میگزین فل کر لو۔" عمران نے کہا۔ "جلد ہی اس سے پہلے کہ گن شپ حملہ کرے گن لوڈ ہو جانی چاہئے۔"

"جی۔" صفدر کے منہ سے نکلا اور وہ پھرتی سے استعمال شدہ میگزین الگ کر کے نیا میگزین مشین گن میں لگانے لگا پھر وہ گن سنبھال کر کاپٹر کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ چونک پڑے۔ کاپٹر فضا میں نظر نہیں آ رہا تھا۔

"کہاں چلا گیا۔" صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آس پاس ہی ہوگا۔" عمران نے بھی فضا میں نگاہیں دوڑاتے ہوئے کہا اور صفدر نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میرے خیال سے وہ واپس چلا گیا ہے۔"

"اس خیال میں بھی مت رہنا مسٹر دفتر ورنہ مارے جاؤ گے۔"

"کیا مطلب۔" صفدر نے پوچھا اس کی نگاہیں اب بھی فضا میں گن شپ کاپٹر کو تلاش کر رہی تھیں۔

"مطلب یہ کہ وہ اچانک دائیں یا بائیں سمت سے نمودار ہو کر ہم پر جھپٹ سکتا ہے سمجھے۔"

"مگر وہ......" صفدر کا جملہ ادھورا رہ گیا تھا۔ اچانک اسی سمت سے جس طرف وہ کھڑے تھے گن شپ کی آواز سنائی دی اور پھر وہ اتنی تیزی سے سامنے آیا کہ وہ حیرت زدہ رہ گئے وہ نالے کی اوپری سطح کے برابر پرواز کر رہا تھا سامنے آتے ہی اس کی بکتر شکن گنیں گرجی تھیں۔

اگر ان سے چھلانگیں لگانے میں سیکنڈ کے سویں حصے کی بھی دیر ہوتی تو وہ چھلنی ہو جاتے۔ اس بار کاپٹر فائر کرتا ہوا نکلا نہیں چلا گیا تھا بلکہ ایک ہی جگہ معلق پرواز کر رہا تھا۔ عمران نے دو تین جستیں لگائیں اور...... نجانے کیسے وہ پہنچ گیا دوسرے ہی لمحے اس کی گن سے آگ کی لمبی دھار نکلی اور گن شپ کے نچلے حصے میں ڈوب گئی دوسرے ہی لمحے صفدر کی مشین گن بھی گرجی اور آگ کی دوسری دھار گن شپ کی دم سے جا ٹکرائی۔

دوسرے ہی لمحے ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور کاپٹر کی دمچی کے ٹکڑے اڑ گئے دوسرے ہی لمحے کاپٹر اوپر اٹھا اور دور ہونے لگا لیکن اب اس میں سے دھوئیں کے دل بادل نکل رہے تھے۔

"وہ مارا" بے ساختہ عمران کے منہ سے نکلا تھا دیکھتے ہی دیکھتے گن شپ کاپٹر سے شعلے نکلنے لگے وہ ان سے کافی دور چلا گیا تھا شاید وہ کریش لینڈنگ کرنا چاہتا تھا مگر اس کے دن گنے جا چکے تھے نیچے اترنے سے پہلے ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا۔

اور فضا ہی میں اس کے ٹکڑے ہو گئے۔ کاپٹر کے جلتے ہوتے چھوٹے بڑے درجنوں ٹکڑے فضا میں دور دور تک بکھرتے چلے گئے تھے پھر اس کا بچا کچا ڈھانچہ جلتا ہوا آگ کا گولا بنا نالے میں آگرا۔ ایک دھماکہ پھر ہوا اور نالے میں آگ پھیلتی چلی گئی۔

"چلئے اس سے تو نجات ملی" صفدر نے طویل سانس لیا۔

"ہاں آؤ چلتے رہو رکو مت" عمران نے آگے کی جانب بڑھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب جلدی کیا ہے جناب۔؟" صفدر نے پوچھا۔ "گن شپ کا خطرہ تو اب ختم ہو گیا ہے اب کیا ڈر ہے۔؟"

"ایسی سوچیں رکھنے والے چیونٹی کی طرح مسل کر ختم ہو جاتے ہیں" عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا جناب عالی"

"کیا دوسرا گن شپ کاپٹر نہیں آسکتا" عمران غرایا۔ "یا اتنی دیر کی مہلت کہ وہ لوگ نالے میں نہ اتر آتے ہونگے۔؟"

"اوہ" صفدر کے منہ سے نکلا۔ دونوں ہی باتیں صحیح اور یقینی امکان کی حامل تھیں۔

"اگر وہ گدھے نہیں ہیں تو اب تک نالے میں اتر کر ہماری طرف بڑھنے لگے ہونگے" عمران نے کہا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ ہم سے زیادہ دور نہیں ہیں۔؟"

"یہی سمجھ کر آگے بڑھنا ہے" عمران نے کہا دوسرے پیراشوٹ شیل کی روشنی اب بھی فضا میں موجود تھی مگر وہ اس کے مخرج سے خاصی دور آچکے تھے اس لئے یہاں روشنی کم تھی دفعتاً ایک جگہ عمران کی نگاہ پڑی اور وہ ٹھٹھک گیا۔

"کیا ہوا۔؟" صفدر نے اسے ٹھٹھکتے دیکھ کر پوچھا۔

"وہ دیکھو" عمران نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کیا۔

"کیا دیکھوں۔؟" صفدر دیکھ نہیں سکا تھا۔

"دیوار میں پڑی دراڑ" عمران نے بتایا۔

"جی ہاں دیکھی" صفدر نے کہا۔ "کیا اوپر چڑھنے کا ارادہ ہے۔؟"

"اوپر" عمران کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ وہ چونک پڑے دور ہوا کے دوش پر تیرتی ہوئی کچھ آوازیں ان کے کانوں تک پہونچی تھیں ایسی آوازیں جیسے بہت سے لوگ بول رہے ہوں۔

"تم نے سنا صفدر ۔۔" عمران نے کہا۔

"جی ہاں" صفدر نے جواب دیا۔ "شاید آپ کا وہ خیال صحیح ثابت ہو رہا ہے کہ وہ لوگ نالے میں آ کر ہماری طرف آ رہے ہیں"

"یہ آوازیں ظاہر کر رہی ہیں کہ وہ دو چار نہیں تیس چالیس کی تعداد میں ہیں" عمران نے آوازوں کو سنتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے جناب عالی"

"تو پھر آؤ" عمران دراڑ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "ہمارے لئے اس سے بہتر پناہ گاہ دوسری نہیں ہو سکتی"

"چلئے" صفدر نے کہا اور وہ دراڑ کی طرف دوڑ پڑے۔

"وہ ہمیں نیچے تلاش کرتے رہیں گے" عمران دراڑ میں آگے کو ابھری ہوئی اینٹوں کو پکڑ کر اوپر چڑھتے ہوئے بولا۔ "اور ہم ان کے سروں پر سفر کرتے رہیں گے"

"جی" صفدر اور کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔ سپر اشوٹ شیل کی روشنی اب اتنی نہیں رہی تھی کہ وہ جگہ روشن رہ سکتی جہاں وہ موجود تھے۔ اسی لئے اب ان کے دیکھ لئے جانے کا خطرہ ایک دو فیصد سے بھی کم رہ گیا تھا۔

دیوار کے اوپر پہنچ کر انہوں نے اس سمت دیکھا جس طرف سے آوازیں آ رہی تھیں تو وہ چونک پڑے۔

کافی دور نالے کے اندر درجنوں ٹارچوں کی روشنیاں چکراتی نظر آ رہی تھیں اور سپر اشوٹ شیل کی مدھم ہوتی روشنی میں وہ ان کو مدھم سایوں کی طرح نظر آ رہے تھے وہ پچاس سے بھی زیادہ تھے۔ شاید پوری کمپنی ہی انہوں نے اس طرف بھیج دی تھی۔

"دیکھا۔۔" عمران کے منہ سے نکلا۔

"جی ہاں" صفدر نے کہا۔ "شاید پوری کمپنی ہماری تلاش میں ان لوگوں نے نالے میں اتار دی ہے"

"ایسا ہی لگ رہا ہے" عمران نے کہا۔ "آؤ اب ہمیں صبح ہونے سے پہلے پناہ گاہ تلاش کرنی ہے"

"کیوں نہ اب اوپر چڑھ چلیں" صفدر نے کہا۔

"راستہ ملا تو اوپر ہی چلیں گے" عمران نے کہا۔ "کیونکہ اس دیوار پر تو پناہ گاہ ملنے سے رہی"

"جی یہی میرا مطلب تھا" صفدر نے کہا اور وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ دس پندرہ فٹ ہی آگے بڑھے تھے کہ عمران نے صفدر کو ہاتھ پکڑ کر روک لیا۔

"کیا ہوا۔۔" صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"شاید اس جگہ سے ہم اوپر چڑھ سکتے ہیں" عمران نے دیوار کی سیدھ میں اوپر تک آگے ہوتے پودوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ جھکوار کے پودے سخت جڑوں والے مضبوط ہوتے ہیں"

"جی ہاں" صفدر نے کہا۔ "ایسا ممکن ہے۔"

"تو پھر آؤ۔" عمران نے کہا اور وہ پودے پکڑ پکڑ کر اوپر چڑھنے لگے۔ کبھی کبھی وہ رک کر اپنی تلاش میں آنے والے فوجیوں کو بھی دیکھ لیتے تھے۔ ٹھیک اس وقت جب وہ اوپر پہنچ کر زمین پر لیٹے لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔

نیچے نالے میں موجود فوجی اس دراڑ کے پاس رکے ہوئے تھے جس کے ذریعے وہ اوپر چڑھے تھے۔ کافی دیر تک ٹارچوں کی روشنیاں پشتے کی دیوار پر پڑتی رہیں لیکن وہاں پشتے کی دیوار کے اوپر چھپنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔

اسی لئے چند منٹ بعد فوجی اس جگہ سے آگے بڑھتے چلے گئے اور انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔

چاروں طرف فوجی کتوں کی طرح انکی بو سونگھتے پھر رہے تھے جیپ گاڑیاں اس حصے میں دوڑ رہی تھیں اور فوجی ہر لمحے ایکشن لینے کے لئے تیار تھے انکی گنیں آگ اگلنے کے لئے بے تاب تھیں مگر وہ انھیں کہیں نظر نہیں آرہے تھے۔

حالانکہ وہ اس ویران اور چٹیل میدان کی اس واحد گھنی جھاڑیوں میں موجود تھے جو دوسری چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں میں نمایاں نظر آرہی تھی پہلی نظر میں اس جھاڑی کو دیکھ کر یقین نہیں آسکتا تھا کہ کوئی اس میں چھپ سکتا ہے۔

اسکی وجہ محض یہ تھی کہ وہ جھاڑی زیادہ بڑی نہیں تھی لیکن جنگلی جانوروں نے اس جھاڑی کے اندر کافی گہرا گڑھا بنا رکھا تھا اور اس گڑھے کی وجہ سے یہ ممکن ہو سکا تھا کہ وہ دونوں اس میں نیم دراز ہو کر چھپ سکیں۔

اوپر سے وہ جھاڑی تین چار فٹ قطر کی تھی تو اندر نیچے سے اس کی گہرائی اور پھیلاؤ پانچ فٹ کے لگ بھگ تھا۔ وہ اطمینان سے اس میں پڑے سو رہے تھے۔ عمران کے بارے میں یقین سے یہ کہنا مشکل تھا کہ وہ سو رہا ہے مگر۔

مگر صفدر کے لئے یہ بات یقینی تھی کہ وہ سو رہا تھا دفعتاً ایک جیپ اسی جھاڑی کے برابر آکر رکی اور صفدر اس کے بریک لگنے کی تیز آواز سن کر چونک پڑا۔ پھر وہ تیزی سے اٹھ بیٹھا اس نے ایک نگاہ عمران پر ڈالی اور پھر جھاڑیوں کے باہر دیکھنے لگا۔ جھاڑیوں کے باہر فوجیوں کی نقل و حرکت اور جھاڑیوں کے برابر رکی ہوئی جیپ نے اس کے ہوش اڑا دیئے تھے۔ وہ تیزی سے عمران پر جھکا اور اسے جھنجھوڑتے ہوئے سرگوشی میں بولا۔

"عمران صاحب۔ عمران صاحب۔"

"ہاں... آں... اد... ں..." عمران کے منہ سے بے معنی سی آوازیں نکلیں اور وہ کروٹ بدل کر بظاہر سوتا ہوا نظر آنے لگا۔

"ہوش کریں عمران صاحب" صفدر نے پھر عمران کے کان کے پاس سرگوشی کی ادا سے ہلانے لگا۔

"میں نے پی نہیں ہے مسٹر دفتری جو بیہوشی سے ہوش میں آؤں" عمران بڑبڑایا اور پھر کروٹ بدلنا ہی چاہتا تھا کہ صفدر بول اٹھا۔

"دشمن ہمارے چاروں طرف موجود ہے"

"اچھا" عمران نے کاہلی سے آنکھیں کھول دیں۔

"جی ہاں" صفدر نے کہا۔ وہ بہت سے مسلح فوجی ہیں اور ہمیں چاروں طرف تلاش کرتے پھر رہے ہیں"

"اچھا پھر۔؟" عمران نے پوچھا۔

"ایک جیپ جھاڑیوں کے برابر موجود ہے" صفدر نے بتایا۔

"اچھا پھر۔؟" عمران نے پھر اسی ٹون میں سرگوشی کی۔

"جیپ کے پاس ایک کیپٹن کھڑا ہوا ہے" صفدر نے پھر سرگوشی میں بتایا۔ ممکن ہے اور فوجی بھی اسکے ساتھ ہوں"

"اچھا پھر" عمران بے آواز جماہی لیتے ہوئے بولا۔

"پھر میرا سر" صفدر عمران کی اچھا پھر سے جھلا کر بولا۔

"محترمہ" عمران نے صفدر کو گھورتے ہوئے ہنکارا بھرا پھر بولا۔ کیا اس

جیپ کے ہڈ پر نیلا رنگ کیا ہوا ہے۔؟"

"جی ہاں" صفدر نے کہا پھر چونک کر بولا۔ تو کیا آپ... یعنی کہ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ جاگ رہے تھے۔؟"

"جی ہاں" عمران نے سر جھکا کر کہا۔

"تو مجھے خواہ مخواہ ہی الو بنا رہے تھے" صفدر جھنجھلا کر بولا۔

"الو میرا خطاب ہے تمہیں میں گدھا بنا سکتا ہوں"

"اڑا لیجئے مذاق" صفدر منہ بنا کر بولا۔

"احمق اگر میں تمہاری طرح غفلت کی نیند سو جایا کرتا تو کبھی کا دوسری دنیا کی طرف محو سفر ہو جاتا"

"اوہ" صفدر اور کچھ نہیں کہہ سکا تھا۔

"میں اس وقت سے جاگ رہا ہوں کہ جب پیلا ٹرک فوجیوں کو لے کر اس میدان میں آیا تھا" عمران نے کہا۔

"اوہ" صفدر نے کہا۔ اور آپ نے مجھے سونے دیا۔؟"

"کوئی خطرہ ہوتا تو جگاتا نا"

"کیا فوجیوں کی آمد خطرہ نہیں تھی۔؟"

"اگر وہ اس جھاڑی سے پیچھے رکتے تو خطرہ تھا مگر ٹرک اس جھاڑی سے آگے رکے تھے اور اس میں سے اترنے والے فوجی آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے تھے کسی نے بھی اس طرف توجہ نہیں دی تھی اس لئے میں نے تمہیں جگانا مناسب نہیں سمجھا تھا سمجھے مسٹر دفتری"

"اب اس جیپ کے بارے میں کیا خیال ہے۔؟" صفدر نے کہا۔ اور وہ فوجی کیپٹن بھی سر پر سوار ہے۔"

"اس کے لئے بڑا نیک خیال ہے۔" عمران نے کہا۔

"یعنی۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"اس کا قد کتنا ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"آپ جیسا قد ہے اور جسامت بھی ملتی جلتی ہے۔"

"بس تو اُسے ٹکٹ مل گیا۔" عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔؟" صفدر نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں پوچھا۔

"مطلب یہ کہ اسے زرگ کا ویزا بمعہ ٹکٹ مل گیا ہے۔"

"اوہ۔" صفدر اب عمران کا مطلب سمجھا تھا۔

"چوکنے رہو۔" عمران نے کہا اور جھاڑیوں کے درمیان جگہ بنا کر دوسری جانب جھانکا جیپ جھاڑیوں کے بہت قریب رکی ہوئی تھی اور کیپٹن اس کے بونٹ سے ٹکا دور انہیں تلاش کرنے والے فوجیوں کی جانب دیکھ رہا تھا عمران نے عقب میں نگاہ ڈالی۔

اس طرف اسے دور تک کوئی فوجی نظر نہیں آیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ سب انہیں آگے ہی تلاش کر رہے تھے اور یہ کیپٹن شاید اس آپریشن کا انچارج تھا۔

"محتاط رہنا اور اردگرد نگاہ رکھنا میں کیپٹن کو سنبھالتا ہوں۔" عمران نے کہا اور آواز پیدا کئے بغیر جھاڑیوں سے نکل کر کیپٹن کی جانب

بڑھنے لگا کیپٹن دوسری جانب متوجہ تھا عمران جیپ کے عقب کی جانب سے گھوم کر کیپٹن کے قریب پہنچ گیا۔

پھر وہ چاہتا ہی تھا کہ کیپٹن کی گردن دبوچ لے کہ کیپٹن دو قدم آگے بڑھ گیا مجبوراً عمران کو پیچھے کھسکنا پڑا تھا کیپٹن دوربین سے فوجیوں کا جائزہ لے رہا تھا پھر وہ عقب میں دیکھے بغیر دوبارہ پیچھے آیا اور دوبارہ بونٹ سے ٹک گیا۔

عمران دبے قدموں بلی کی سی چال چلتا ہوا آگے بڑھا پھر اچھل کر چاہتا ہی تھا کہ کیپٹن کی گردن کی ہڈی پر وار کرے کہ وہ لڑکھڑا گیا پیر کے نیچے آجانے والے گول پتھر نے اس کا توازن بگاڑ دیا تھا نتیجے کے طور پر اس کا ہاتھ کیپٹن کی گردن کے بجائے شانے پر پڑا تھا۔

کیپٹن تیزی سے مڑا پھر بجلی کی سی تیزی سے اسنے ریوالور نکالا ہی تھا کہ نیچے گرتے ہوئے عمران کی دونوں لاتیں اسکے پیٹ پر پوری قوت سے لگیں۔ کیپٹن کے منہ سے اوہ کی آواز نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ پکڑ کر جھک گیا۔

جیسے ہی جھکا عمران کا گھونسہ اس کی کنپٹی پر لگا اور وہ بیہوش ہو کر اس پر آ گرا۔ عمران اسے اپنے اوپر سے ہٹانا ہی چاہتا تھا کہ اسنے کسی کی بڑی تیز کراہ سنی۔

تیزی سے گردن گھماتے ہوئے اسنے آواز کی سمت دیکھا ایک فوجی صفدر کے ہاتھوں میں جھول رہا تھا۔

"جلدی کرو۔" عمران نے کہا اور کیپٹن کو جیپ کے عقب میں گھسیٹ لے گیا پھر وہ اس کی وردی اتارنے لگا۔ وردی اتار کر اسے اپنے کپڑوں پر پہن لی تھی یہی صفدر نے بھی کیا تھا۔

"ان کا کیا کریں۔" صفدر نے کہا۔ "ایسا نہ ہو کہ ہوش میں آ کر یہ طوفان کھڑا کر دیں۔"

"وہ تو کریں ہی گے۔" عمران نے کہا۔ "لہٰذا بہتر یہی ہے کہ تم انھیں اس قابل ہی نہ رکھو کہ یہ طوفان کھڑا کر سکیں۔"

"اوہ۔" صفدر کے منہ سے نکلا تھا پھر انھوں نے کیپٹن اور فوجی کو زندگی کی حد عبور کرا کر ان کی لاشیں جھاڑیوں میں ڈال دیں اور عمران نقلی کیپٹن کی طرح بونٹ سے ٹک گیا۔

"یہ فوجی کہاں سے آ گیا تھا۔" عمران نے پوچھا۔

"جھاڑیوں کے دوسری جانب کھڑا ہوا تھا کیپٹن کی آواز سن کر یہ آپ پر حملہ کرنے والا تھا کہ میں نے اسے شکار کر لیا۔"

"ہونہہ۔" عمران نے سر ہلایا۔

"اب کیا کیجیے گا۔" صفدر نے پوچھا۔

"واپس پلانٹ کی طرف۔" عمران نے کہا ٹھیک اسی لمحے جیپ پر لگے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور مائیک سنبھال لیا۔

"ہیلو کیپٹن مہروں۔" دوسری جانب سے آواز آئی۔ "آپ کے لئے

پیغام ہے کہ فوراً واپس آ جائیں۔"

"کوئی خاص بات۔" عمران نے پوچھا۔

"اس بارے میں یہاں آ کر ہی معلوم ہوگا آپ کو کرنل فاتگی کو رپورٹ کرنی ہے آپ کی جگہ لینے کیپٹن جان پہنچ رہے ہیں۔"

"اوکے۔" عمران نے کہا ہی تھا کہ رابطہ منقطع ہو گیا۔

"چلئے واپس چلنے کے سامان تو ہو گئے۔" صفدر نے کہا۔

"ہاں چلو۔" عمران نے کہا اور جیپ میں بیٹھ گیا صفدر نے اسٹیرنگ سنبھال لیا تھا چند لمحے بعد وہ اسی جانب واپس جا رہے تھے جس طرف سے عمران نے ٹرک آتے دیکھے تھے۔ ایک میل کے قریب وہ آگے بڑھے ہوں گے کہ ایک جیپ مخالف سمت سے انھوں نے آتے دیکھی۔

"شاید اس میں کیپٹن جان ہوگا۔" صفدر نے جیپ دیکھ کر کہا۔

"ایسا ہی لگ رہا ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ مخالف سمت سے آنے والی جیپ ان کے برابر سے نکلی چلی گئی اس میں ایک کیپٹن ہی سوار تھا اور اس کیپٹن نے عمران کو دیکھ کر سلوٹ کرنے والے انداز میں ہاتھ ہلایا تھا۔

پھر وہ نصف میل بھی آگے نہیں بڑھے تھے کہ پلانٹ کے گرد لگائے گئے خاردار تار اور کنکریٹ کی دیوار نظر آنے لگی۔ دیوار بلاشبہ بیس فٹ سے بھی زیادہ بلند تھی اور اس بلندی کے دوسری جانب سے ایک دیوہیکل راکٹ کا اوپری حصہ جھانک رہا تھا شاید یہ تیسرا راکٹ تھا۔

"راکٹ۔" صفدر نے کہا۔ "ہمیں اسی کی تلاش ہے۔"

"ہاں" عمران نے کہا پھر خاردار تاروں کی باڑھ اور کنکریٹ کی دیوار میں بنے ہوئے گیٹ کو گھورتے ہوئے بولا۔ "گیٹ آ گیا ہے"

"اگر چیکنگ ہوئی تو۔۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"وردی میں ان لوگوں کے کارڈ تو موجود ہونگے" عمران نے کہا اور کیپٹن کی وردی کی جیبیں دیکھنے لگا پھر دوسرے کاغذات کے ساتھ کیپٹن کا آئیڈنٹٹی کارڈ بھی اسکے ہاتھ میں آ گیا تھا۔

"مل گیا" صفدر نے کہا عمران نے دیکھا صفدر فوجی وردی کی جیب سے ایک پاس بک نکال کر اسے کھول رہا تھا اسی بک میں آئیڈنٹٹی کارڈ بھی تھا وہ گیٹ تک پہنچ چکے تھے گیٹ پر مسلح پہرے دار موجود تھے۔ ایک حوالدار نے انکی جیپ رکوائی تھی پھر وہ انکی طرف بڑھتا چلا آیا۔

"سر پیغام ہے" اس نے ایک پرچہ عمران کو تھماتے ہوئے کہا۔

"رائیٹ" عمران نے پرچہ لیتے ہوئے کہا اور صفدر نے جیپ آگے بڑھا دی کیونکہ حوالدار نے اسے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا تھا۔

"کیسا پیغام ہے" صفدر نے جیپ دوسرے گیٹ سے نکالتے ہوئے پوچھا۔

"لکھا ہے کہ ہمیں راکٹ لانچر کا چارج فوری طور پر سنبھالنا ہے"

"مگر" صفدر نے کہا۔ "ٹرانسمیٹر پر تو کہا گیا تھا کہ آپ کسی کرنل تاناگی کو رپورٹ کریں پھر یہ حکم نامہ کیسا۔۔؟"

"یہ کرنل تاناگی ہی کا حکم ہے" عمران نے کہا۔ "اب تم جیپ دور نظر آنے والے راکٹ کی سیدھ میں لے چلو"

"بہت بہتر" صفدر نے کہا اور جیپ کا رخ راکٹ اسٹیشن کی سمت کر دیا۔

عمران بظاہر پرسکون تھا مگر اسکے ذہن میں جیپ کے ٹرانسمیٹر پر ملنے والا پیغام اور ابھی ابھی گیٹ پر ملنے والا پیغام دونوں ہی کھٹک رہے تھے۔ اگر اسے پہلے ٹرانسمیٹر پر پیغام دیا گیا تھا تو بعد میں بھی ٹرانسمیٹر پر پیغام دیا جا سکتا تھا۔ دوبارہ ٹرانسمیٹر کے بجائے ٹائپ شدہ پیغام دینے کا کیا مطلب ہے۔۔؟ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ وہ مشکوک ہو گئے ہوں کسی اور فوجی نے انہیں اصل کیپٹن کو مارتے دیکھ کر ہیڈ آفس اطلاع کر دی ہو اور کرنل تاناگی نے اسے فوری طور پر محض اسی لئے بلا بھیجا ہو کہ گرفتار کیا جا سکے۔

اس کے علاوہ اسکی سمجھ میں اور کوئی وجہ ٹائپ شدہ پیغام ملنے کی نہیں آ سکی تھی اسکی چھٹی حس بھی اسی چیز کی نشاندہی کر رہی تھی۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا۔

"بائیں سمت گھماؤ" عمران نے صفدر سے کہا اور وہ چونک پڑا۔ بائیں سمت کوڑا کباڑ اور ٹوٹا پھوٹا لکڑی کا سامان پڑا ہوا تھا۔

"اس کوڑے کے ڈھیر کی طرف۔۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ "اور اس کی آڑ میں جیپ روک دینا"

"کوئی خاص بات۔" صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔" عمران نے کہا اور اپنا خیال اسکے سامنے دوہرا دیا۔

"ایسا ممکن ہے جناب۔" صفدر نے کہا اور جیپ لکڑی کے کباڑ کی آڑ میں لے جا کر روک دی اور وہ اتر پڑے۔ پھر جیپ سے اتر کر وہ دس بارہ قدم ہی چلے تھے کہ بائیں سمت سے ایک فوجی آتا نظر آیا اور عمران کے ذہن میں فوری طور پر ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپک گیا۔

اسنے ہاتھ ہلا کر فوجی کو اپنی جانب بلایا تھا پھر جیسے ہی فوجی اسکے قریب پہونچا سلوٹ کا جواب دینے کے بعد وہ اس سے باتیں کرتا ہوا ایک سمت بڑھتا چلا گیا۔ صفدر حیران تھا کہ عمران کیا کرنا چاہ رہا ہے۔ لیکن عمران، وہ اسکی حیرت سے بے خبر فوجی سے گفتگو میں مصروف تھا۔

پھر وہ ایک جگہ رک گئے یہ جگہ پمپ ہاؤس تھی یہاں سے پورے پلانٹ کو پانی سپلائی کیا جاتا تھا اس وقت ساری موٹریں بند تھیں اور موٹر روم کے کمرے کا دروازہ بند تھا مگر لاک نہیں تھا وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔ صفدر اب بھی کچھ نہیں سمجھ سکا تھا۔

"سر اب مجھے اجازت دیں۔" دفعتاً فوجی نے کہا۔ "مجھے راکٹ اسٹیشن پر کیپٹن صاحب کو رپورٹ کرنی ہے۔"

"ضرور۔" عمران نے کہا پھر اس کا ہاتھ اس طرح اٹھا تھا جیسے وہ اسکے شانے کو تھپکنا چاہتا ہو مگر دوسرے ہی لمحے وہ ہوا جس کی فوجی کو کیا صفدر کو بھی ہرگز توقع نہیں تھی۔

عمران کا اٹھا ہوا ہاتھ پوری قوت سے فوجی کی گردن پر پڑا چٹ کی آواز کے ساتھ اسکی گردن کی ہڈی ٹوٹی اور وہ کٹے ہوئے تناور درخت کی طرح فرش پر گر پڑا۔ عمران تیزی سے فوجی پر جھک گیا وہ اسکی وردی اتار رہا تھا۔ پھر اسنے اپنی کیپٹن والی وردی بھی اتار دی۔

چند منٹ بعد وہ اور صفدر فوجیوں کی وردی میں پمپ ہاؤس سے نکل رہے تھے مردہ فوجی کی لاش انہوں نے پانی کی سرنگ میں پھینک دی تھی اور وردی کو ٹول بکس کے پیچھے چھپا دیا تھا۔ وہ دونوں ٹہلنے والے انداز میں تیزی سے راکٹ اسٹیشن کی طرف بڑھنے لگے،

راکٹ اسٹیشن پر خاصی چہل پہل تھی۔ پھر راکٹ لانچنگ پیڈ پر نگاہ ڈالتے ہی عمران چونک پڑا تھا۔ وہاں اسے اس قسم کی تیاریاں نظر آ رہی تھیں جیسے چند گھنٹوں بعد ہی راکٹ بلو اپ کیا جانے والا ہو۔

"یہ کیا۔" صفدر نے عمران سے کہا۔

"دیکھتے رہو۔" عمران نے کہا پھر وہ ان فوجیوں میں مل گئے جو اندر جا رہے تھے وہ ان کے ساتھ اس ہال میں پہونچے جہاں اور فوجی بھی قطاروں میں کھڑے ہوئے تھے انکی تعداد بیس پچیس کے قریب تھی۔ انکے سامنے ایک کرنل کھڑا ہوا انسے اونچے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اس راکٹ کی پرواز تک ہر فوجی کو چوکنا رہنا ہے۔ جن لوگوں کی اس وقت یہاں ڈیوٹی ہے انکے علاوہ کسی اور کو راکٹ اسٹیشن کے اندر آنے کی اجازت نہیں ہوگی وہ خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو۔

"کیا ہمیں ان لوگوں کی لسٹ مل جائے گی سر جو یہاں ڈیوٹی دینے آئیں گے یا یہاں موجود ہیں۔۔؟" ایک حوالدار نے پوچھا۔

"اس کی ضرورت نہیں۔" کرنل نے کہا۔ "جن لوگوں کو آنا ہے وہ سب ایک گھنٹے کے اندر اندر یہاں پہونچ جائیں گے اسکے بعد راکٹ اسٹیشن کا گیٹ بند کر دیا جائے گا اور پھر کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں ہوگی۔"

"رائیٹ سر۔" حوالدار نے ادب سے کہا۔

"ابھی کچھ دیر بعد کیپٹن پردس یہاں آنے والا ہے اسے فوراً گرفتار کر لینا ہے کیونکہ وہ اسرائیل اور اس مشن کے دشمنوں میں سے ہے۔"

"رائیٹ سر۔" بہت سی آوازیں ابھریں اور عمران اور صفدر نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور معنی خیز انداز میں سر ہلا کر دوبارہ کرنل کی طرف متوجہ ہو گئے وہ اس کی تقریر سنتے رہے جس کا لب لباب یہ تھا کہ راکٹ بلواپ کرنے کی رسم خود کرنل ٹاٹاگی کنٹرول روم میں ادا کریگا۔ اور اس کی کامیاب پرواز کے بعد وہ لوگ اپنے وطن اسرائیل کے لئے روانہ ہونے کی تیاریاں شروع کر دیں گے کیونکہ تیسرے راکٹ کی پرواز کے بعد انکا مشن مکمل ہو کر ختم ہو جائے گا اور وہ واپس جانے کے لئے آزاد ہونگے۔ تقریر کے اختتام پر اسرائیل زندہ باد کے نعرے لگتے رہے تھے پھر وہ سب منتشر ہو گئے تھے عمران اور صفدر ایک جگہ آکر کھڑے ہو گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے۔۔؟" صفدر نے کہا۔

"ہمیں راکٹ لانچنگ پیڈ کے آس پاس ہی رہنا ہے۔" عمران نے کہا۔

"کیوں۔۔؟ کیا آپ راکٹ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں۔۔؟"

"ہاں۔" عمران نے کہا پھر اسے بتانے لگا کہ وہ راکٹ کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے صفدر سر ہلاتا رہا پھر عمران کے چپ ہونے پر بولا۔

"یہ خاصہ خطرناک کام ہے اور شاید دن کی روشنی میں ہو بھی نہیں پائے کیونکہ سب لوگ چوکنے ہیں۔"

"ہمیں جو کچھ کرنا ہے وہ دن کی روشنی میں ہی کرنا ہے۔" عمران نے کہا۔ "جہاں تک میرا خیال ہے رات کو کوئی فوجی راکٹ لانچنگ پیڈ کے آس پاس بھی نہیں پہونچ سکے گا۔"

"وہ کیوں۔۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"میرے اندازے کے مطابق یہ لوگ صبح راکٹ بلواپ کرنے والے ہیں اور رات گئے تک ساری تیاریاں کر کے وہ کمپیوٹر چیکنگ کا مرحلہ مکمل کرنے کی کوشش کریں گے تاکہ صبح اسے بلواپ کیا جا سکے۔"

"اوہ۔" صفدر کے منہ سے نکلا تھا۔ "پھر ہم کیا کریں۔۔؟"

"وہی جو میں نے کہا ہے۔" عمران نے کہا اور وہ اس جگہ سے ہٹ کر راکٹ لانچنگ پیڈ کی طرف بڑھنے لگے۔ راکٹ لانچنگ پیڈ کے پاس نیلی اور سفید یونیفارم میں ملبوس ٹیکنیشن اور سائنسدان کام میں مصروف تھے وہ بھی دوسرے فوجیوں کی طرح بظاہر ڈیوٹی دینے لگے۔

"ہمیں کسی سائنسدان کا یونیفارم حاصل کرنا ہوگا۔" دو تین گھنٹے گزر جانے کے بعد عمران نے صفدر سے کہا۔ "تب ہی ہم اپنے مقصد میں کامیاب

ہونے کی امید کر سکتے ہیں ورنہ ناکامی مقدر رہے گی"۔

"لیکن ہم انکی یونیفارم کیسے حاصل کر سکتے ہیں۔؟"

"اندھیرا ہونے سے پہلے جو بھی باتھ روم جاتے اسے پکڑ کر یونیفارم حاصل کئے جا سکتے ہیں" عمران نے کہا۔

"ہر ایک کی یونیفارم پر اسکا نام موجود ہے" صفدر نے کہا۔ "اور وہ اپنے سائنسدانوں کو پہچانتے بھی ہونگے ایسی صورت میں کیا ہم انکی وردیاں پہن کر اپنا کام کر سکیں گے۔؟"

"بالکل" عمران نے کہا۔ پھر باتھ روم کی جانب دیکھتا ہوا بولا۔ "تم یہاں رکو میں باتھ روم کا جائزہ لے آؤں"۔

"جلدی آیئے گا" صفدر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"بس پانچ منٹ" عمران نے کہا اور باتھ روم کی طرف چلا آیا۔ باتھ رومز کا جائزہ لینے کے بعد وہ ایک باتھ روم میں داخل ہوا اور بیسن کا نل کھول کر رسٹ واچ ٹرانسمیٹر پر جولیا کو کال کرنے لگا۔ رابطہ فوری طور پر ملا تھا۔ عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے جولیا کو مخاطب کیا تھا۔

جولیا نے عمران اور صفدر کی گمشدگی کی رپورٹ دی تھی عمران نے جولیا کی رپورٹ سن کر اسے بتایا کہ وہ خیریت سے ہیں اور مشن مکمل کر رہے ہیں پھر اسے ان سب کو وطن واپس جانے کی ہدایت کی تھی۔ جولیا نے اس پر کچھ کہنے کی کوشش کی تھی مگر عمران نے ایکسٹو کی حیثیت سے اسے صرف حکم کی تعمیل کرنے کا کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا تھا۔

اب اسے اطمینان ہوا تھا کہ جولیا وغیرہ محفوظ رہتے ہوئے واپس لوٹ جائیں گے اور اسے ان کی فکر نہیں کرنا پڑے گی۔ باتھ روم سے نکل کر وہ پھر صفدر کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"کوئی خاص بات۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن بروس کی تلاش شروع ہو گئی ہے" صفدر نے بتایا۔ "ابھی ابھی چھتوں میں لگے لاؤڈ اسپیکرز سے اعلان نشر ہوا ہے"۔

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ کیپٹن بروس لاپتہ ہے اسکی جیپ ڈسٹ بن کے پاس ملی ہے لہذا اسے فوراً تلاش کر کے گرفتار کر لیا جائے"۔

"اوہ" عمران کے منہ سے نکلا۔

"ایک بات سمجھ میں نہیں آتی" صفدر نے کہا۔

"وہ کیا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"کیپٹن کی حیثیت سے کیا ہم مشکوک ہو گئے تھے جو اسکی گرفتاری کا آرڈر کرنل ٹانگی نے دیا ہے۔؟"

"بات سمجھ میں نہیں آ رہی" عمران نے کہا۔ "وہاں جھاڑیوں کے آس پاس کوئی اور فرد ایسا نہیں تھا جسنے ہمیں ان لوگوں کی جگہ لیتے دیکھا ہو اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ اسے گرفتار کرنے کا حکم دینے کی وجہ کیا ہے۔؟"

"کہیں ایسا تو نہیں کہ ان دونوں میں سے کوئی زندہ رہ گیا ہو" صفدر نے کہا۔ "اور اسنے ادھر اطلاع کر دی ہو کہ......"

"احمق ہوتے ہو۔" عمران بات کاٹ کر بولا۔ "گردن کی ہڈی ٹوٹنے کے بعد تو ہاتھی کا بچہ بھی زندہ نہیں رہ سکتا وہ تو آدمی تھے۔"

"پھر۔" صفدر نے پوچھا۔

"اس چکر میں پڑنے سے بہتر ہے کہ اپنے مفاد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پاس کے بدلتے ہوئے حالات سے چوکنا رہیں۔"

"جیسے آپ کی مرضی۔" صفدر نے کہا۔ "مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔"

"وہ کیا۔" عمران نے پوچھا۔

"آپ راکٹ کی پرواز کس طرح روک سکیں گے۔"

"اس میں رکاوٹ کیا ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"آپ راکٹ تباہ کر کے ہی اسکی پرواز ناکام بنا سکتے ہیں نا۔"

"ہاں۔" عمران نے کہا۔

"لیکن اسے تباہ کیسے کیا جا سکے گا۔"

"بس اتنی سی بات۔" عمران مسکرایا۔

"یہ اتنی سی بات نہیں ہے۔" صفدر نے کہا۔ "ہمارے پاس مشین گنوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔"

"کیا یہ کارآمد نہیں ہیں۔" عمران نے پوچھا۔

"کارآمد ہیں مگر مشین گنوں سے راکٹ تباہ نہیں کیا جا سکتا۔"

"پرواز کرتے ہوئے راکٹ پر ایک پتھر بھی مار دیں تو وہ بھی اسکی تباہی کا سبب بن سکتا ہے کیا سمجھے۔" عمران نے کہا۔

"مگر جناب وہ پتھر آئے گا کہاں سے۔" صفدر نے پوچھا۔

"وہ تمہارے اور میرے پاس موجود ہے۔" عمران نے کہا۔

"کیا۔" صفدر نے حیرت سے کہا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

اندھیرا ہونے سے کچھ دیر پہلے ان کو موقع مل گیا کہ وہ سفید لباس سے اپنے لباس بدل سکیں۔ دو سائنسدان باتھ روم میں گئے تھے اور ان کے پیچھے ہی وہ بھی باتھ روم میں داخل ہوئے تھے پھر وہ دونوں سائنسدانوں کی سفید یونیفارم اور سر پہ بندھ جانے والی ٹوپی اوڑھے باہر آ گئے تھے۔

جبکہ دونوں سائنسدان لاشوں کی شکل میں ایک باتھ روم میں اس طرح پڑے تھے کہ لاشیں ہٹائے بغیر دروازہ نہیں کھل سکتا تھا اور انہیں امید تھی کہ صبح سے پہلے لاشوں کا پتہ کسی کو نہیں لگ سکے گا اسکی وجہ یہ تھی کہ یہاں چھ باتھ روم تھے جس میں سے پانچ کارآمد تھے۔

جب پانچ کارآمد تھے تو کسی کو یاد نے کتنے نے نہیں کاٹا تھا کہ وہ یہ دیکھنے کی کوشش کرتا کہ چھٹے باتھ روم کا دروازہ کیوں نہیں کھل رہا۔ صبح البتہ صفائی کرنے والے جب آتے تو لاشوں کا راز کھل جاتا مگر۔ عمران کے اندازے کے مطابق صفائی کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔

سائنسدانوں کی یونیفارم پہن لینے کے بعد عمران کی ہدایت پر صفدر نے بھی اپنے جوتوں کی دونوں ایڑیاں گھما کر اس کے خفیہ خانوں سے مٹر کے دانے جتنے موٹے چمکدار سلور کلر جیسے موتی نکال کر جیب میں رکھ لئے تھے۔ ان موتیوں کا ایک حصہ چپٹا تھا۔

"حیرت ہے" صفدر نے موتی دیکھ کر کہا تھا۔

"کس بات پر حیرت ہے۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہی ان موتیوں پر کہ یہ میرے جوتے میں تھے میں ان سے ناواقف تھا۔؟" صفدر نے کہا اور عمران سر ہلا کر بولا۔

"دانش منزل ہی سے تم سب لوگوں کو یہ جوتے ملے تھے نا۔؟"

"جی ہاں۔ تو کیا سب کے ....." صفدر نے کہنا چاہا۔

"ہاں ہر ایک کے جوتے میں ایسے موتی موجود ہیں" عمران نے کہا۔

"دانش منزل یا سائیکو مینشن سے ملنے والی ہر چیز کسی نہ کسی راز کی حامل ہوتی ہے ایسے راز کی جو وقت پڑنے پر جان تک بچانے کا ذریعہ بن سکتا ہے ایکسٹو بے وقوف نہیں ہے جو دانش منزل سے بلا مقصد کچھ فراہم کرے۔"

"اب سمجھ گیا" صفدر نے کہا۔

"ہمیں اب راکٹ تک پہنچنا ہے" عمران نے کہا۔ "یہ موتی ہمیں راکٹ کے درمیانی حصے پر لگانے ہیں"

"ٹھیک ہے" صفدر نے کہا تھا پھر انہوں نے ریوالور بھی لباس کے اندر چھپائے اور باتھ روم سے نکل آئے۔

"یونیفارم کے سینے پر نام کڑھے ہوئے ہیں" عمران نے کہا۔ "اپنا اور میرا نام پڑھ کر یاد کر لو کہیں دھوکہ نہ کھا جاؤ"

"ان ناموں سے ہمیں پکارنے والے شکل دیکھ کر دھوکہ نہیں کھا جائیں گے کیا۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ سر پر منڈھ جانے والی ٹوپی کی وجہ سے چہرے کا جتنا حصہ کھلا ہوا ہے اس سے شناخت کر لینا آسان نہیں رہا"

"پھر تو آسانی سے کام ہو جائے گا" صفدر نے کہا۔

"اسی خیال کی وجہ سے غفلت میں مار مت کھا لینا"

"جی نہیں اب اتنا احمق بھی نہیں ہوں" صفدر نے کہا اور وہ عمارت سے اس پل پر نکل آئے جو راکٹ تک چلا گیا تھا۔ یہ آٹومیٹک پل تھے جو راکٹ کے نچلے حصے سے اس کی چوٹی تک مختلف حصوں سے لگے ہوئے تھے اور ان پر بیٹھ کر سائنسدان اور ٹیکنیشن کام کر رہے تھے۔

بلو اپ کے دوران یہ پل خود بخود الگ ہٹ جاتے تھے اور وہ دوسری تنصیبات بھی الگ ہو جاتی تھیں جو راکٹ کو سہارا دے کر کھڑا کئے رکھتی تھیں وہ راکٹ کے قریب جا پہنچے عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں دو موتی تھے پھر دونوں موتی راکٹ سے چپک گئے۔

یہاں کچھ ٹیکنیشن راکٹ کے اندر داخل ہونے والے دروازے کی چیکنگ کر رہے تھے۔ عمران نے ان سے دو تین باتیں کیں پھر اندر جا کر دروازے کا اندرونی حصہ دیکھا اور باہر نکل آیا۔

یہ اور بات ہے کہ باہر آنے سے پہلے چار پانچ موتی راکٹ کے اس حصے میں دھات کی مختلف چیزوں سے جا چپکے تھے۔ وہ گھوم پھر کر راکٹ کے مختلف حصوں سے موتی چپکاتے رہے پھر آخری موتی چپکا کر جب وہ عمارت میں داخل ہو رہے تھے تو عمران ٹھٹھک گیا۔

پھر بڑی تیزی سے اس نے صفدر کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر واپس پل پر جا پہونچا۔ اس پل سے دوسرے پل تک جانے کے لئے ایک ترچھی سیڑھی لگی ہوئی تھی وہ اسی پر اتر کر دوسرے پل کی طرف بڑھنے لگے۔

"کیا بات ہے۔؟" صفدر نے پوچھا۔ "آپ کسے دیکھ کر چونکے تھے۔؟"

"کرنل ٹانگی اور اس کے ساتھ آنے والے آدمی کو دیکھ کر" عمران نے کہا۔ "کرنل یہاں کا انچارج ہے اور دوسرا سائنسدانوں کا سربراہ۔"

"آپ انھیں کیسے جانتے ہیں۔؟" صفدر نے پوچھا۔

"ان کی تصویریں میں نے اس کمرے میں دیکھی تھیں جہاں پیٹر نے مجھے چھوڑا تھا۔" عمران نے سیڑھیاں اترتے ہوئے بتایا۔

"اوہ" صفدر کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ تڑاخ کی آواز ہوئی اور گولی فولادی سیڑھی پر لگ کر اچٹ گئی۔

عمران نے سر اٹھا کر دیکھا۔ پل پر ٹھیک اس جگہ جہاں سے وہ سیڑھی پر اترے تھے کرنل ٹانگی اور دوسرا آدمی کھڑے ہوئے تھے کرنل کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کی نال سے دھواں نکل رہا تھا۔ کرنل نے دوسرا فائر کیا اور گولی عمران کے سر کے قریب لوہے کے گاڈر سے ٹکرائی اور اچٹ

کر راکٹ کی طرف چلی گئی۔

"جلدی کرو۔" عمران نے کہا اور تیزی سے آخری چار سیڑھیوں پر سے پل پر جست لگا دی اور ان دونوں فوجیوں کو سمیٹتا ہوا پل پر ڈھیر ہو گیا جو ان پر فائر کرنے والے تھے۔

صفدر بھی ایک ہی جست میں وہاں پہونچ گیا۔ عمران نے لمحوں ہی میں دونوں فوجیوں کو ڈھیر کر دیا تھا اس دوران کرنل ٹانگی نے پانچ فائر کئے تھے یہ اور بات ہے کہ ایک بھی گولی نشانے پر نہیں لگی تھی اور صفدر اور عمران محفوظ تھے۔

"دوڑو۔" عمران نے کہا اور پل سے عمارت کی طرف دوڑ پڑا۔

"پکڑ لو انھیں مار ڈالو۔" کرنل ٹانگی چلایا تھا مگر اس پل پر اس وقت یہی دو فوجی تھے جو مارے جا چکے تھے۔

البتہ چار پانچ سائنسدان اور میکینشن بھی تھے مگر ان میں سے کسی کو بھی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ ان کو پکڑ سکتے عمارت میں داخل ہوتے ہی وہ پھرتی سے راہداری میں دوڑ پڑے۔

اپنے عقب میں وہ کرنل کے چیخنے چلانے کی آوازیں سن رہے تھے مگر اب وہ کہاں رکنے والے تھے۔ انہوں نے ریوالور نکال لئے تھے اور سامنے آنے والے فوجی کو شوٹ کرتے چلے جا رہے تھے۔

پھر ایک جگہ رک کر انہوں نے سفید لباس اتار پھینکا۔ سفید لباس کے نیچے انکی وردیاں موجود تھیں جو یا تو نیفام آباد سے جیسا تھا اور

وردیاں دو مردہ فوجیوں کی ٹوپیاں گنیں اور میگزین بیلٹ اٹھا کر وہ پھر دوڑ پڑے تھے دوڑتے ہی دوڑتے انہوں نے میگزین بیلٹ کمر سے باندھے اور شین گنیں سنبھالے دوڑتے چلے گئے۔

ریوالور جیبوں میں رکھ لئے تھے پوری عمارت میں شور برپا تھا اور ہر فرد دوسرے سے ہنگامے کی وجہ پوچھ رہا تھا۔ فوجی وردی کی وجہ سے اب کوئی انکی طرف متوجہ نہیں تھا۔

ویسے بھی تمام فوجی انہی کی طرح گنیں سنبھالے ادھر اُدھر دوڑتے پھر رہے تھے۔ عمران کوشش کر رہا تھا کہ راکٹ اسٹیشن کی نچلی منزل پر پہونچ جائے وہیں سے وہ اپنی حفاظت کا انتظام کر سکتے تھے۔ دوسرے فوجیوں میں مل کر وہ نیچے جا پہونچے تھے۔

ویسے عمران کو امید تھی کہ کرنل ابھی تک اس بات سے لاعلم ہی ہوگا کہ وہ اب فوجی وردیوں میں ہیں۔

"اب کہاں چلنا ہے اور کیا کرنا ہے۔؟" صفدر نے نچلی منزل پر پہونچنے کے بعد ایک کونے میں رکتے ہوئے پوچھا۔

"اپنی حفاظت" عمران نے کہا۔

"راکٹ اسٹیشن کا دروازہ بند ہے اسکی حدود سے کوئی باہر نہیں جا سکتا" صفدر نے کہا۔ "اور یہ جگہ زیادہ بڑی نہیں ہے وہ ہمیں آسانی سے تلاش کر لینگے جناب عالی اس پر کچھ سوچا ہے۔؟"

"ہاں" عمران نے کہا۔ "ایک جگہ ایسی ہے کہ جہاں ہم محفوظ رہ سکتے ہیں

اور کسی کو اس جگہ کا خیال بھی نہیں آئے گا"

"کونسی جگہ جناب عالی۔" صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"راکٹ لانچنگ پیڈ" عمران نے آہستہ سے کہا۔

"کیا۔" صفدر کے منہ سے نکلا لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ "وہی جگہ ایسی ہے جہاں فی الحال محفوظ رہا جا سکتا ہے کیونکہ دروازہ کھولے بغیر راکٹ اسٹیشن سے کوئی نہیں نکل سکتا اس لئے کہ راکٹ اسٹیشن کی چہار دیواری اتنی ہی بلند ہے"

"اوہ" صفدر کے منہ سے نکلا پھر وہ بولا۔ "راکٹ لانچنگ پیڈ پر تو ہم جل کر راکھ بن جائیں گے جناب"

"فی الحال ہمارے لئے وہی پناہ گاہ ہے آؤ" عمران نے کہا اور اس راہداری میں آگے بڑھنے لگا جو راکٹ لانچنگ پیڈ تک انہیں لے جا سکتی تھی۔ چھت پر لگے ہوئے لاؤڈ اسپیکروں سے برابر انکے بارے میں کرنل ڈانگی کے احکامات نشر ہو رہے تھے اور وہ انہیں پکڑ لینے کے لئے چلا رہا تھا۔

وہ راہداری کے آخری سرے پر ہی پہونچے تھے کہ چونک پڑے۔ سامنے سے کرنل ڈانگی دو فوجی آفیسروں کے ہمراہ اسی طرف چلا آ رہا تھا جبکہ اس کے عقب میں چھ سات فوجی بھی موجود تھے۔

"مارے گئے" صفدر کے منہ سے نکلا۔

"حواس قائم رکھو" عمران غرایا اور راہداری کے ایک کمرے کے دروازے کو کھول کر اندر جھانکنے لگا۔

عمران کا مطلب سمجھ کر صفدر دوسرے دروازے کو کھول کر اندر جھانکنے لگا کرنل ڈاٹاگی کے قدموں کی چاپ قریب آتی جا رہی تھی پھر وہ ان کے سروں پر پہونچ گیا صفدر کمرے کے اندر داخل ہو گیا جبکہ عمران نے مڑ کر کرنل ڈاٹاگی کو سلوٹ کیا تھا وہ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی کرنل ڈاٹاگی کے دس بارہ گز آگے بڑھتے ہی صفدر بھی کمرے سے نکل آیا اور وہ راکٹ لانچنگ پیڈ کی طرف مڑ گئے یہاں صرف ایک فوجی پہرہ دے رہا تھا۔ بقیہ انھیں تلاش کرنے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

انھیں دیکھنے کے بعد بھی اس فوجی کی پوزیشن میں کوئی ردوبدل نہیں ہوا تھا وہ اس کے قریب پہونچ کر رک گئے۔ فوجی سوالیہ انداز میں انھیں دیکھ رہا تھا وہ انھیں اپنا ہی ساتھی سمجھ رہا تھا۔ اسی لئے بڑے اطمینان سے کھڑا ہوا تھا۔

"کرنل کا حکم ہے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔" فوجی نے چونک کر پوچھا۔

"ہمیں راکٹ لانچنگ پیڈ کے اندر جا کر مفرور دشمن کو تلاش کرنا ہے" عمران نے جملہ پورا کر دیا۔

"مگر" اس فوجی نے کہا۔ ادھر تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں آیا میں صبح سے یہاں موجود ہوں"

"تمہارا کہنا درست سہی مگر" عمران نے کہا۔ "آرڈر آرڈر ہے"

"اوہ" اسکے منہ سے نکلا۔ کرنل نے یہ حکم کب دیا ہے۔؟

"ابھی کیا ابھی تم نے کرنل کو اس طرف سے گزرتے نہیں دیکھا۔؟" عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں اس سے پوچھا۔

"اے۔" وہ فوجی بگڑتے ہوئے لہجے میں بولا "میرا تمہارا رینک برابر کا ہے لہذا تمیز سے بات کرو"

"تمیز سے ہی بات کر رہا ہوں" عمران نے کہا۔ کرنل ابھی ابھی اس طرف سے گزرتے ہوئے مجھے حکم دے گئے ہیں"

"ہاں ایڑیاں بجنے کی آواز تو میں نے بھی سنی تھی"

"پھر۔؟" عمران نے کہا۔ کیا کہتے ہو۔؟

"ٹھیک ہے آرڈر آرڈر ہے جاکر تلاشی لے سکتے ہو"

"تم بھی ساتھ چلو" عمران نے کہا۔

"میری کیا ضرورت ہے۔؟" اسنے چونک کر پوچھا۔

"ہم تمہاری موجودگی میں تلاشی لینا چاہتے ہیں" عمران نے کہا۔ تاکہ کرنل کے سامنے گواہ دلوا سکیں کہ ہم نے یہاں کی تلاشی لی تھی اور ادھر کوئی نہیں ملا"

"تلاشی سے پہلے تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ادھر کوئی نہیں ملا۔؟" اس فوجی نے یکدم ہی اعتراض کر دیا۔

"تمہاری بات پر اعتماد کر کے" عمران نے کہا۔ ابھی تم نے کہا ہے ناکہ تم صبح سے ادھر ہو اور ادھر کوئی نہیں آیا۔؟

"اوہ ہاں میرا ہی دماغ خراب ہے" وہ سر پر ہاتھ مار کر بولا۔
"پھر چلو تلاشی لے لیتے ہیں" عمران نے کہا۔
"ہاں چلو" اسنے سر ہلاتے ہوئے کہا اور وہ اس فوجی کے ہمراہ راکٹ لانچنگ پیڈ میں داخل ہو گئے۔ اب وہ راکٹ کے انجنوں کے نیچے تھے۔ راکٹ ان کے سروں سے سو فٹ کی بلندی پر کھڑا ہوا چمک رہا تھا اسکے انجن بند تھے۔

یہی وجہ تھی کہ ابھی یہاں برف کی سی ٹھنڈک تھی دوسری صورت میں یہ جگہ اس طرح گرم ہو جاتی کہ جیسے آتش فشاں کا دہانہ ہو۔ وہ اس کے ساتھ خواہ مخواہ ہی چاروں طرف کسی کو تلاش کرنے لگے پھر راکٹ لانچنگ پیڈ کے آخری حصے میں وہ رک گئے۔
"کیا ہوا۔؟" اسنے پوچھا۔
"یہ جگہ مناسب ہے" عمران نے صفدر سے کہا۔
"کس سلسلے میں۔؟" فوجی کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں بولا۔
"بالکل ٹھیک" صفدر نے فوجی کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔ "اس سے بہتر جگہ نہیں مل سکے گی"
"او کے" عمران نے کہا۔
"تم لوگ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ سکا ہے" فوجی نے حیرت سے کہا۔
"آ جائے گا سمجھ میں" عمران نے کہا اور صفدر کو دیکھتے ہوئے فوجی

سے بولا۔ "اپنے عقب میں دیکھو کیا ہے۔؟"
"کیا ہے۔؟" اسنے دوہرایا اور مڑا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ اٹھا اور کھڑی ہتھیلی اسکی گردن کی ہڈی پر لگی اور وہ آواز نکالے بغیر ہی فرش پر گر گیا۔
ٹھیک اسی لمحے باہر سے بہت سے بھاری بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی ایسا لگا جیسے بہت سے لوگ اسطرف آ رہے ہوں۔
"لیجئے" صفدر نے کہا۔ "وہ لوگ یہاں بھی آ پہونچے"
"ہونہہ" عمران نے ہنکارہ بھرا۔
"اب کیا کیجئے گا۔؟" صفدر نے پوچھا۔
"اسے پکڑو" عمران نے کہا اور مردہ فوجی کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے پھر صفدر نے ٹانگیں پکڑیں اور وہ اسے اٹھا کر ایک کونے میں لے گئے اور اسے دیوار کے سہارے بٹھا دیا۔ اب راہداری کی جانب سے اندر آنے والا اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔
قدموں کی چاپ راکٹ لانچنگ پیڈ کے داخلی دروازے تک آ کر رک گئی آنے والے فوجی ہی تھے اور انکی تعداد چھ سات کے لگ بھگ ہو گی تھی یہ عمران کا اندازہ تھا۔
"اب یہاں بھی پھنس گئے" صفدر نے کہا۔
"چپ کئے رہو" عمران غرایا۔
"وہ تو ہوں ہی" صفدر نے کہا۔ "مگر کیا ان لوگوں نے ہمیں اسی طرف آتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔؟"

"اگر ایسا ہوتا تو وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر اندر گھس آتے۔"

"ممکن ہے اندر گھسنے ہی والے ہوں" صفدر نے کہا۔

"ایسا ہو بھی سکتا ہے" عمران نے کہا۔ "مگر اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے ہمیں اس طرف آتے دیکھ لیا ہے۔"

"تو پھر؟" صفدر نے پوچھا۔

"اپنے ساتھی کی وجہ سے" عمران نے کہا۔ "وہ اپنے ساتھی کی تلاش میں اندر آ سکتے ہیں کہ کہیں وہ اندر آ کر سو تو نہیں گیا۔"

"اگر ایسا ہوا اور انہوں نے اندر آ کر تلاشی لینی شروع کی تو ہم کیا کریں گے" صفدر نے کہا۔

"کیا مطلب؟" عمران نے پوچھا۔

"مطلب یہ کہ یہاں تو اب چھپنے کی کوئی اور جگہ بھی نہیں ہے۔"

"ہونہہ" عمران نے سر ہلا دیا۔ بات معقول تھی اگر وہ لوگ اندر آ جاتے تو؟ حقیقتاً انکے پاس چھپنے کی جگہ نہیں تھی اور وہ کسی خارش زدہ کتے کی طرح پکڑ لئے جاتے۔

"پھر کیا کیا جائے؟" عمران نے سوچا اور تیزی سے راکٹ لانچنگ پیڈ کے ہر حصے پر نگاہ ڈالی مگر کہیں بھی چھپنے کی جگہ نظر نہیں آئی اگر وہ باہر والوں سے چھپنا چاہتے تو اسکے لئے بھی کونے موجود تھے کہ جہاں سے وہ کسی کو نظر نہیں آتے مگر۔

مگر ان لوگوں کی نگاہوں سے وہ نہیں بچ سکتے تھے جو اندر آ کر

انہیں تلاش کرنا چاہتے تھے پھر؟ عمران کی تیز نگاہیں اس جگہ کے ہر حصے کا بھرپور جائزہ لے رہی تھیں دفعتاً ایک جگہ اسکی نگاہ رک گئی ٹھیک اسی لمحے ایسا لگا جیسے وہ لوگ اندر آ رہے ہوں۔

پھر ایک فوجی کا سر نظر آیا اور ان کے دل اچھل کر حلق میں آ اٹکے وہ اندر آ رہے تھے اور انکی آمد صفدر اور عمران کی موت ہی ثابت ہو سکتی تھی۔ انکے جسموں میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی۔ موت کا تصور ہی کتنا بھیانک ہوتا ہے۔ اور وہ تو تھے ہی اس وقت موت کے جبڑوں میں صفدر کی پیشانی بھیگنے لگی۔

"آخر وہ دونوں کہاں جا سکتے ہیں" کرنل شانگی دہاڑ رہا تھا اور راکٹ اسٹیشن کے تمام فوجی آفیسر سر جھکائے کھڑے تھے۔

"ہم نے راکٹ اسٹیشن کا چپہ چپہ دیکھ ڈالا ہے سر" ایک آفیسر نے ڈرتے ڈرتے ہمت کر کے کہا۔ "لیکن وہ کہیں نہیں ملے۔"

"یہی میں پوچھ رہا ہوں" کرنل شانگی چلا کر بولا۔ "کہ وہ تم سب کی نگاہوں سے بچ کر کہاں جا چھپے ہیں؟"

"کہیں وہ باہر تو نہیں نکل گئے" ایک آفیسر نے کہا۔

"تم آفیسر ہو۔" کرنل ٹاانگی غرایا۔ "اور تمہیں یہ بھی نہیں پتہ کہ راکٹ اسٹیشن کے دروازے انکے سامنے آنے سے پہلے بند ہو چکے تھے اور دروازے کے علاوہ یہاں سے باہر جانے کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔؟"

"بس سوری سر" اس آفیسر نے کہا۔ "میں یہاں صرف کل رات سے ہوں اسی لئے اس حقیقت سے لاعلم تھا۔"

"بہر حال" کرنل ٹاانگی نے کہا۔ "ان دونوں کا وجود ابھی راکٹ اسٹیشن ہی میں ہے ایک بار پھر انہیں تلاش کرو۔"

"آل رائیٹ سر" ایک آفیسر نے کہا۔

"ممکن ہے انہوں نے سائنسدانوں والی یونیفارم اتار کر دوسرا لباس پہن لیا ہو یا دوسرا میک اپ کر لیا ہو" کرنل غرایا۔ "لہذا اپنے آس پاس موجود ہر فرد کو غور سے دیکھو اور اسے پہچانو کہیں وہ ہمارے مجرم تو نہیں ہیں وہ مطلوبہ مفرور تو نہیں ہیں۔؟"

"رائیٹ سر" آفیسروں نے سر ہلا دیئے۔

"ایک جگہ ایسی ہے کہ جہاں انہیں نہیں دیکھا گیا ہوگا" کرنل ٹاانگی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کون سی جگہ ہے جناب" ایک آفیسر نے پوچھا۔

"راکٹ لانچنگ پیڈ کا اندرونی حصہ" کرنل ٹاانگی نے کہا۔ "کیا کسی نے وہاں کی تلاشی لی ہے۔؟"

"یس سر۔ تلاشی لی ہے" ایک آفیسر نے کہا۔ "اور ہمیں اس جگہ بھی کوئی آدمی ابھی تک نظر نہیں آیا ہے۔"

"ایک بار پھر پورے راکٹ اسٹیشن کی تلاشی لو" کرنل ٹاانگی غرایا۔ "چپے چپے پر ان کو تلاش کرو۔ میں ہر حال میں انکو اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں زندہ یا مردہ سمجھے۔؟"

"یس سر" آفیسروں نے بیک وقت کہا تھا۔

"جاؤ اور انہیں پکڑ کر میرے سامنے لاؤ" کرنل ٹاانگی دہاڑتے ہوئے بولا اور وہاں موجود آفیسر کمرے سے نکلے چلے گئے۔ صرف پیٹر اور شیبا ہی وہاں رہ گئے تھے کرنل ٹاانگی کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"آخر وہ کہاں جا سکتے ہیں۔" شیبا نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"راکٹ اسٹیشن میں بہت سی جگہیں ایسی ہو سکتی ہیں جہاں وہ چھپ سکتے ہیں۔" پیٹر نے جواباً کہا۔

"مثلاً کہاں۔" شیبا نے پوچھا۔ "وہ کہاں چھپ سکتے ہیں۔؟"

"راکٹ لانچنگ پیڈ میں۔ عمارت کی چھت پر کسی باتھ روم میں یا سامان کے کسی اسٹور یا خالی پیٹی میں۔"

"اوہ" شیبا کے منہ سے نکلا تھا۔

"اسکی تلاش میں مجھے خود جانا پڑے گا۔" پیٹر نے کہا۔

"یہی بہتر بھی ہے۔" دفعتاً کرنل ٹاانگی نے کہا۔ "تم ان کی نفسیات سمجھ سکتے ہو یہ فوجی تربیت یافتہ افراد سیکرٹ ایجنٹوں کی چالوں کو ہرگز ہرگز نہیں

سمجھ سکتے پیٹر۔ اس لئے تمہارا جانا ضروری ہے"۔

"یہی میں بھی سوچ رہی تھی"۔ شیبا نے کہا۔

"کیا مطلب۔؟" پیٹر چونکا تھا۔

"مطلب یہ کہ ایک دستے کی کمان تم کرو دوسرے کی میں اور ہم دونوں مل کر پورے ماکٹ اسٹیشن میں انھیں تلاش کرتے ہیں"۔

"گڈ"۔ پیٹر نے کہا۔ "اس طرح ان کو گھیرا جا سکتا ہے"۔

"بالکل"۔ شیبا نے کہا اور تائید طلب انداز میں کرنل ماٹاگی کو دیکھنے لگی کرنل اس کا مطلب سمجھ کر گردن ہلاتے ہوئے بولا۔

"بہت اچھا مشورہ ہے شیبا اس طرح وہ جہاں بھی چھپے ہوئے ہوں گے ہمارے قابو میں آجائیں گے بچ نہیں سکیں گے"۔

"رائیٹ سر"۔ پیٹر نے کہا۔ "میں جاتا ہوں"۔

"ٹھیک ہے لیکن مجھ سے رابطہ رکھنا ہوگا تاکہ میں صورت حال سے واقف ہوتا رہوں"۔ کرنل ماٹاگی نے کہا۔

"یس سر"۔ پیٹر نے کہا۔

"ایسا تو نہیں ہے کرنل کہ یہ لوگ کیپٹن بروس کے ساتھی ہوں۔" شیبا نے کہا وہ کافی دیر سے اسی بارے میں سوچ رہی تھی۔

"پتہ نہیں"۔ کرنل نے کہا۔ "ممکن ہے یہ کیپٹن بروس خود ہی ہو کیونکہ وہ ابھی تک لاپتہ ہے اور اس کے ریکارڈ سے پتہ لگتا ہے کہ وہ بے حد چالاک اور ذہین آدمی ہے ایسے لوگ خطرات پہلے سے بھانپ لیتے ہیں"۔

"لیکن کیپٹن بروس کو کسی نے اندر آتے نہیں دیکھا سر"۔ پیٹر نے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔؟" کرنل ماٹاگی نے کہا۔ "کیا کسی نے ان دونوں کو بھی اندر داخل ہوتے اور سائنسدانوں کی وردیاں حاصل کرتے دیکھا ہے۔؟"

"نہیں"۔ بے ساختہ پیٹر کے منہ سے نکلا تھا۔

"بس تو سمجھ لو کہ بلیک ریٹ والے گھر کے بھیدی کا رول ادا کر رہے ہیں"۔

"ہونہہ"۔ پیٹر نے سر ہلایا ہی تھا کہ ماسٹر فون کی گھنٹی بجی اور کرنل نے ماؤتھ پیس اٹھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو کرنل سر"۔ دوسری جانب سے آواز آئی۔ "سیکورٹی انچارج بول رہا ہوں"۔

"کیا رپورٹ ہے۔؟" کرنل ماٹاگی غرایا۔

"ایک باتھ روم سے اپنے دو سائنسدانوں کی لاشیں ملی ہیں۔؟"

"انہی دونوں کی جن کے لبادے ایک جگہ پڑے ہوئے ملے ہیں۔؟"

"یس سر"۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

"لاشوں کو سرد گھر پہنچا دو"۔ کرنل نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

"اب یہ لوگ صحیح طرح سے انھیں تلاش کر رہے ہیں"۔ کرنل کے رابطہ منقطع کر دینے کے بعد پیٹر نے کہا تھا۔

"کیا مطلب۔؟" شیبا نے پوچھا۔

"اگر یہ لوگ پہلے ہی صحیح طور پر تلاشی لیتے تو ان لاشوں کو اسی وقت دریافت کر لیتے"۔ پیٹر نے کہا۔

"تمہارا خیال صحیح ہے"۔ کرنل ماٹاگی نے کہا۔ "ان لوگوں نے پہلے غفلت برتی ہے

مگر اب وہ ٹھیک طرح سے تلاشی لے رہے ہیں۔"

"میں ان کو کنٹرول کرنے جاتا ہوں۔" پیٹر نے کہا۔

"تم دونوں جاؤ اور کوشش کرنا کہ وہ زندہ ہاتھ آجائیں۔"

"بہت بہتر۔" پیٹر نے کہا۔

"اگر وہ زندہ ہاتھ لگ گئے تو ان سے بہت کچھ معلوم ہوسکے گا۔"

"یس سر۔" پیٹر نے کہا پھر بولا۔ "ان لوگوں سے جس خفیہ راستے کے بارے میں معلوم ہوا تھا اس کے لئے کوئی کارروائی نہیں ہوئی سر۔"

"اس بریفنگ میں اسے نظر انداز کر دیا گیا تھا۔" کرنل نے کہا۔

"ویسے بھی وہ راکٹ اسٹیشن کی حدود سے باہر ہے۔"

"بہتر۔" پیٹر نے سر ہلا دیا پھر وہ اور شیبا کمرے سے نکلے چلے گئے تھے سرخ چہرے والا کرنل شانگی کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

چند منٹ بعد وہ چونکا پھر اس نے ماسٹر فون کا ماؤتھ پیس اٹھا کر ایک بٹن دبایا اور بولنے لگا۔

"آل الرٹ آل الرٹ۔ ان دونوں کو راکٹ لانچنگ پیڈ کے تہہ خانے اور عمارت کی چھت پر بھی تلاش کیا جائے۔ اوور۔"

وہ بار بار اس جملے کو دہراتا رہا پھر رابطہ منقطع کر دیا اور اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا ذہن پر وہی دونوں سوار تھے اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ دونوں کہاں غائب ہوگئے ہیں ان کو زمین نگل گئی ہے یا وہ اڑ کر آسمان کی وسعتوں میں گم ہو گئے ہیں۔

سائنسدانوں کی بات سے تمام یونیفارم اور ان کی لاشیں مل چکی تھیں اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اب کسی اور روپ میں منتقل ہو چکے تھے مگر کس روپ میں۔ یہ اس کے لئے ایک انجانا مسئلہ تھا۔ اگر اس نے ان میں سے ایک کا بھی چہرہ دیکھا ہوتا تو وہ ان کو شناخت کر لیتا اور پھر—

ان کی گرفتاری زیادہ مشکل نہ ہوتی مگر ان کا چہرہ کوئی بھی اتنے غور سے نہیں دیکھ سکا تھا کہ اب انہیں شناخت کر لیتا۔ ممکن تھا کہ وہ دونوں بھی انہی میں شامل ہوں یا انہی میں سے ہوں اور بڑے اطمینان سے تلاشی کی اس مہم میں حصہ لے رہے ہوں۔

ایسا ہی تھا تو ان کا پکڑا جانا ناممکن تھا تو پھر کیا طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ دونوں پکڑے جا سکیں۔ وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا اسے اس کا احساس ہی نہیں ہو سکا کہ وقت کس تیزی سے گزر رہا ہے وہ چونکا اس وقت کہ جب فون کی گھنٹی بولی تھی۔

"کرنل شانگی۔ ہیلو۔" اس نے ریسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کنٹرول روم سے بول رہا ہوں سر۔" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"کیا بات ہے۔؟" کرنل شانگی نے چونک کر پوچھا۔

"تمام تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں سر۔"

"ویری گڈ۔" کرنل کے منہ سے نکلا۔

"راکٹ صبح چار بجے پرواز کر سکتا ہے سر۔"

"تم لوگوں نے اسے ہر طرح چیک کر لیا تا۔؟"

"یس سر" دوسری جانب سے کہا گیا۔ "ہم پوری طرح مطمئن ہیں"

"سمت اور فاصلہ متعین کر دیا ہے۔؟"

"جی ہاں اور یہ آپ کے تازہ حکم کے تحت کیا گیا ہے"

"راکٹ کا آخری ٹائم کیا ہوگا۔؟"

"ساڑھے پانچ بجے" دوسری جانب سے آواز آئی۔

"اگر اس وقت تک پرواز نہ ہو سکی تو۔؟"

"پھر راکٹ چوبیس گھنٹے سے پہلے پرواز نہیں کر سکے گا"

"اوہ" کرنل ٹاناگی کے منہ سے نکلا۔

"وقت گزرنے کے بعد بیٹریاں ایگزاسٹ ہو جائیں گی سر اور انہیں چارج کرنے میں دس بارہ گھنٹے لگیں گے"

"رائیٹ" کرنل ٹاناگی نے کہا۔ "یہی وقت ٹھیک ہے"

"اب کیا حکم ہے۔؟"

"ویژن اسکرین پر ہر لمحہ راکٹ کی نگرانی کرتے رہو" کرنل ٹاناگی نے کہا۔ "میں کوئی خطرہ مول نہیں لوں گا"

"اب کوئی خطرہ نہیں ہے سر"

"کیا تم نے آج کے واقعات نہیں سنے" کرنل غرایا۔

"سنے ہیں سر مگر راکٹ کی پرواز پر کوئی اثر نہیں پڑے گا"

"پڑنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ یہ ہمارے مشن کا آخری اور سب سے اہم مسئلہ ہے اسی پر کامیابی کا دارومدار ہے"

"ہم سو فیصدی کامیاب رہیں گے سر؟"

"رائیٹ" کرنل ٹاناگی نے کہا۔ "اب تم لوگ ہر لمحے چوکنے رہو اور ایک ایک چیز پر نگاہ رکھو راکٹ کی ہر چیز کمپیوٹر سے چیک کرتے رہو میں چاہتا ہوں کہ راکٹ کی پرواز تک تم سب صرف مشین بن کر رہ جاؤ"

"آپ کی توقعات پوری ہوں گی سر" دوسری جانب سے کہا گیا۔

"اوکے" کرنل نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

/

وہ آنے والے فوجی کا پیر ہی دیکھ سکتے تھے کیونکہ وہ اندر نہیں آیا تھا عمران نے صفدر کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے ایک طرف بڑھتے چلے گئے۔ راکٹ کو سہارا دینے کے لئے جو فریم بنایا گیا تھا عمران اسکے ایک ستون کے پاس رک گیا یہ فولادی ستون تھے عمران نے صفدر کو دیکھا اور اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اوپر پہنچ کر وہ راکٹ کے دیو ہیکل انجن کے ساتھ لیسر سے چپک کر کھڑا ہو گیا اور صفدر کو اشارہ کیا چند لمحے بعد صفدر بھی اسکے برابر پہنچ چکا تھا اب وہ دونوں اندر آنے والے فوجیوں کو نظر نہیں آ سکتے تھے جبکہ وہ ان کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔

پھر ان کو وہاں چھپے دو گھنٹے گزر گئے تھے کہ فوجی بوٹوں کی دھمک سنائی

دی اور دو جنوں فوجی اس حصے میں گھس آئے۔ اب وہ ایک ایک جگہ کا جائزہ لے رہے تھے ان کے ہاتھوں میں دبی ہوئی ٹارچیں وہاں لگے ہوئے بلبوں کی روشنی سے بھی تیز روشنی وہاں پھیلا رہی تھیں۔

اور اس روشنی میں ہر چیز نظر آ رہی تھی دیکھتے ہی دیکھتے وہ فوجی کی لاش تک پہنچ گئے اور پھر ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ عمران اور صفدر سامنے فولادی چادر کی دیوار سے چپکے کھڑے تھے۔ پیچھے ایک فوجی ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

پھر دس منٹ بعد ہی عمران نے کرنل ٹانگی اور میجر کو اندر آتے دیکھا تھا وہ سیدھے اسی طرف آئے تھے جہاں فوجی کی لاش پڑی تھی وہ لاش دیکھنے کے بعد چیخ چیخ کر احکامات دینے لگا اور فوجی ایک مرتبہ پھر چاروں طرف انھیں تلاش کرنے لگے مگر وہ نیچے ہوتے تو ملتے۔

پھر کرنل نے چیخ کر کچھ کہا اور دو جنوں ٹارچوں کی روشنیاں راکٹ پر پڑنے لگیں وہ اس کے انجنوں والے حصوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ کرنل ٹانگی نے صحیح سوچا تھا کہ کہیں وہ اوپر تو نہیں چڑھ گئے۔ مگر یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ ان میں سے کسی کو بھی نظر نہ آ سکے۔

اور پھر وہ فوجی کی لاش سمیت وہاں سے چلے گئے۔ عمران نے رسٹ واچ دیکھی چار بج کر اٹھائیس منٹ ہونے والے تھے اور وہ اس سے بے خبر تھے کہ ٹھیک پانچ بجے راکٹ بلو اپ کر دیا جائے گا۔ دفعتاً صفدر اور عمران دونوں ہی بری طرح سے چونکے تھے۔

راکٹ کے اس حصے میں موجود سرخ بلب بجھ گئے تھے اور ان کی جگہ سبز بلب جل اٹھے تھے اور اس کے ساتھ ہی راکٹ کی دیواروں میں عجیب سی تھرتھراہٹ سی پیدا ہوتی چلی گئی تھی۔

"انجن اسٹارٹ ہونے والے ہیں" عمران نے کہا۔ "بھاگو یہاں سے ورنہ جل کر کوئلہ بن جائیں گے مسٹر دفتری"

"تو یہ بلب اسی بات کی....." صفدر نے کہنا چاہا۔

"ہاں" عمران نے کہا۔ "یہ سبز بلب اس بات کا ثبوت ہیں کہ راکٹ کے انجن اسٹارٹ ہونے والے ہیں۔"

"تو پھر چلئے کھڑے کیوں ہیں" صفدر نے کہا اور وہ تیزی سے ستون کے ذریعے نیچے اتر کے چلے گئے پھر وہ راکٹ لانچنگ پیڈ کے اس حصے کی طرف دوڑے جس سے اندر داخل ہوتے تھے۔ یہاں انھیں ایک فوجی بھی نظر نہیں آیا تھا راہداری خالی پڑی تھی۔

"کوئی پہرے دار نہیں ہے۔؟" صفدر نے کہا۔

"پہرے دار یہاں رک کر کیا موت کو گلے لگائیں گے۔" عمران نے کہا اور وہ تیزی سے راہداری کے دروازے کی طرف دوڑے جو اب آہستہ آہستہ بند ہوتا جا رہا تھا اس سے پہلے کہ اس کے پٹ بند ہو جاتے وہ اندر راہداری میں جا پہنچے اور ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔

پھر وہ چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ انھوں نے بڑی تیز گونج سنی اور اس کے ساتھ ہی بڑی تیز چکاچوند ہوئی تھی۔

۔ راکٹ کے انجن اسٹارٹ ہو چکے ہیں۔" عمران نے کہا اور آگے بڑھتا رہا۔ دو تین راہداریاں طے کر کے وہ جس راہداری میں مڑے وہ آگے سے بند تھی سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ ٹھٹھک گئے پھر مڑتے ہی بری طرح چونک پڑے۔

ان کے سامنے دو فوجی مشین گنیں تانے کھڑے تھے اور ان کے لبوں پر بڑی خونخوار مسکراہٹ تھی لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے عمران بجلی کے کوندے کی طرح لپکا اور اس کی فلائنگ کک ان دونوں کے سینوں پر پڑی اور وہ اچھل کر دور جا گرے۔

ابھی وہ اٹھ ہی رہے تھے کہ صفدر کی مشین گن گرج اٹھی اور وہ دونوں چھلنی ہو گئے۔ عمران ان کی لاشوں کی طرف جھپٹا اور ان کی کمر سے بندھی ہوئی بیلٹ کھولنے لگا صفدر بھی اس کی تقلید کر رہا تھا۔ پھر وہ کھڑے ہوتے ہی تھے کہ چھ سات فوجی دوڑتے ہوئے اسی طرف آتے نظر آئے۔

عمران نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہی مشین گن سیدھی کی اور ٹریگر دبا دیا کئی چیخیں ابھریں اور دوڑنے والے سارے فوجی اپنے ہی خون میں نہاتے ہوئے فرش پر ڈھلکتے چلے گئے۔

"کمرے میں" عمران نے کہا اور وہ ایک ہی جست میں کمرے کے دروازے پر پہنچے اور پٹ کھول کر اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا ٹھیک اسی لمحے راہداری فوجی بوٹوں کی آوازوں سے گونجنے لگی۔ عمران نے جھپٹ کر دروازے کو مقفل کیا تھا۔

پھر وہ کھڑکی کی طرف بڑھے اور پٹ کھول کر باہر کود گئے۔ باہر آتے ہی انہوں نے راکٹ کے انجنوں کا شور سنا تھا اور چاروں طرف دھواں پھیلتا نظر آیا تھا وہ چہار دیواری کے اس حصے کی طرف دوڑے جس طرف راکٹ اسٹیشن میں داخلے کا واحد گیٹ تھا۔

وہ گیٹ تک پہنچے بھی نہیں تھے کہ ان سے چند قدم کے فاصلے پر کوئی چیز آ کر گری ایک دھماکہ ہوا اور آگ دور تک پھیلتی چلی گئی اگر انہوں نے زمین پر گرنے میں ایک لمحے کی دیر کی ہوتی تو ان کے جسموں کے سینکڑوں ٹکڑے ہو چکے ہوتے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

اور سامنے کا منظر دیکھتے ہی چونک پڑے۔ ان کے سامنے ٹوٹی ہوئی ہڈیوں، قیمہ بنے گوشت اور مسخ چہرے والی ایک لاش پڑی تھی وہ کوئی فوجی ہی تھا جو دستی بم کے دھماکے کا شکار ہو گیا تھا۔ عمران نے عمارت کی طرف دیکھا جس کھڑکی سے وہ باہر نکلے تھے۔

اسی کھڑکی سے فوجی کود کود کر باہر نکل رہے تھے۔ عمران نے دو دستی بم نکالے پھر ان کی پنیں کھینچیں اور ان کو فوجیوں کی طرف اچھال دیا۔ دو دھماکے ہوئے کئی چیخیں سنائی دیں اور دور دور تک آگ پھیلتی چلی گئی وہ دوڑتے ہوئے گیٹ تک جا پہنچے تھے۔

"گیٹ پر بم مارو" عمران نے کہا اور دستی بم نکال نکال کر گیٹ کی طرف پھینکنے لگا سات آٹھ بم مارنے کے بعد ہی گیٹ ٹوٹ سکا تھا اور وہ بھی اس طرح کہ وہ ٹوٹے ہوئے حصے سے پھنس پھنسا کر باہر نکل سکے تھے پھر

نکلتے ہی وہ ایک جانب دوڑنے لگے۔ سامنے سے بہت سے فوجی دوڑتے چلے آرہے تھے ان سب کا انداز ایسا ہی تھا جیسے حملہ کرنے جارہے ہوں۔

"راکٹ اسٹیشن پر دشمن نے حملہ کر دیا ہے دوستوں انکی مدد کرو" عمران نے آنے والے فوجیوں سے چلا کر کہا۔

"تم کیسے ادھر آئے اور کہاں جارہے ہو۔؟" ان میں سے ایک نے پوچھا۔

"فوجی امداد حاصل کرنے" عمران نے کہا اس وقت تک وہ قریب آچکے تھے عمران اور صفدر انکے درمیان سے تیزی سے گزرتے ہوئے ان سے دور ہونے لگے۔ فوجی آگے بڑھ گئے تھے۔

وہ ایک عمارت کے گرد گھوم گئے راکٹ اسٹیشن اب انکی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا دفعتاً ایک دھماکہ ہوا۔ گڑگڑاہٹ سنائی دی اور دھویں اور آگ کا طوفان چھوڑتا ہوا تیسرا راکٹ فضا میں بلند ہوتا چلا گیا وہ پرواز کر رہا تھا۔

"کیا مطلب۔؟" صفدر نے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "آپ تو اس کی پرواز روکنا چاہتے تھے جناب۔؟"

"ہاں اور پرواز رک ہی گئی ہے" عمران نے کہا۔ "دو منٹ کی پرواز کے بعد ہمارے موتی بم پھٹ کر راکٹ کو تباہ کر ڈالیں گے اس طرح ہمارا مقصد پورا ہو جائے گا۔"

"اور ہم یہاں سے کیسے نکلیں گے۔؟"

"چلتے رہو" عمران نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ سامنے والی عمارتیں

شاید کاپٹروں کے ہینگر ہیں۔"

"اوہ" صفدر کے منہ سے نکلا اور وہ بتلائی ہوئی سمت دیکھنے لگا پھر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ ادھر واقعی کاپٹروں کا ہینگر تھا کیونکہ وہ ایک کاپٹر کا کچھ حصہ جو ہینگر سے باہر نکلا ہوا تھا دیکھ سکتا تھا وہ اسی طرف دوڑنے لگے۔

"ہالٹ" وہ ہینگروں کے قریب پہونچے ہی تھے کہ ایک کڑکدار آواز سنائی دی دو فوجی ہینگروں سے نکل کر سامنے آگئے تھے۔

"فائر" عمران نے کہا اور اسکی مشین گن آگ اگلنے لگی لمحہ بھر ہی میں دونوں فوجی چھلنی ہو کر گر پڑے یہی حال ان فوجیوں کا ہوا تھا جو دائیں سمت سے نمودار ہوئے تھے۔ انھیں صفدر کی گن چاٹ گئی تھی وہ فائر کرتے ہوئے ہینگر میں داخل ہو گئے۔

یہاں چھ کاپٹر موجود تھے۔ دو گن شپ اور چار ٹرانسپورٹ۔ وہ اس گن شپ کاپٹر کی طرف بڑھے جس پر ایک مخصوص نشان بنا ہوا تھا اس نشان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کاپٹر کسی اہم شخصیت کے لئے مخصوص ہے اور یہاں اہم شخصیت صرف کرنل ٹاناگی تھا۔

وہ اسی کاپٹر میں گھس گئے پھر عمران نے انجن اسٹارٹ کیا اور کاپٹر کو ہینگر سے باہر نکال لایا لیکن پرواز بھی نہیں کر پایا تھا کہ اسے گن شپ کی مشین گنوں کو کام میں لانا پڑا۔ سامنے سے درجنوں فوجی اسی طرف دوڑتے چلے آرہے تھے۔

عمران نے بکر شکن گنوں کے بٹن دبا دیئے۔ گولیاں پانی کے قطروں کی طرح گنوں سے نکلیں اور وہ چھلنی ہو کر گرتے چلے گئے۔ بس پھر دوسرے ہی لمحے عمران نے کاپٹر فضا میں بلند کر لیا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ وہ اس جگہ سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

عمران نے کاپٹر کا کنٹرول آٹو پائیلٹ پر سیٹ کیا اور خود کاپٹر کی تلاشی لینے لگا۔ دس منٹ بعد اس کا رواں رواں مسرت سے کھل اٹھا تھا۔ یہ کاپٹر کرنل شاگی ہی کا تھا اور اس میں درجنوں فائلیں ایسی موجود تھیں جن سے اسرائیل اور اس ملک کی ملی بھگت ثابت کی جا سکتی تھی۔ یہ ثابت کیا جا سکتا تھا کہ تیسرے راکٹ کے ذریعے عمران کے ملک کی اہم تنصیبات تباہ کی جانے والی تھیں اور یہ منصوبہ اسرائیل اور اس ملک کا مشترکہ منصوبہ تھا۔

"ہماری محنت بار آور ہو گئی۔" صفدر نے مسکرا کر کہا وہ بھی برآمد ہونے والی فائلیں دیکھ چکا تھا۔

"ہاں۔" عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ اپنے اور اس ملک کی سرحد کے قریب سے قریب تر ہوتے جا رہے تھے۔ وہ کامیاب ہو چکے تھے اور پلاننگ آف ڈیتھ ناکامی سے دوچار ہو گیا تھا عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔

"ختم شد"